عمران سیریز
ماورائی نمبر
سیاہ چہرہ
ظہیر احمد

## محترم قارئین!

السلام علیکم!

میرا نیا ناول ''سیاہ چہرہ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ میرا اڑتالیسواں ناول ہے۔ اس ماہ آپ کی خدمت میں دو ناول پیش کئے جا رہے ہیں۔ ناول ''سیاہ چہرہ'' تو نام سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ ماورائی دنیا پر لکھا گیا ہے جبکہ دوسرا ناول ''جی فور'' خالصتاً جاسوسی اور ایکشن سے مزین ناول ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کو میرے یہ دونوں ناول پسند آئیں گے۔

میں اور ارسلان پبلی کیشنز کے روح رواں جناب محمد اشرف قریشی صاحب کوشش کر رہے ہیں کہ ہر ماہ آپ کی خدمت میں میرے لکھے ہوئے دو ناول پیش کئے جا سکیں۔ اس ماہ تو ہم اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن چونکہ اگلے ماہ انچاسواں ناول آئے گا۔ اس لئے وہ اکیلا ہی شائع کیا جائے گا کیونکہ اس کے بعد آپ کے پسندیدہ اور ضخیم ترین ناول گولڈن جوبلی نمبر ''گولڈن کرسٹل'' کی باری ہے جو میں ابھی لکھ رہا ہوں۔ گولڈن جوبلی نمبر کے بعد انشاء اللہ ہم اپنی طرف سے بھرپور کوشش کریں گے کہ ہر ماہ دو ناول پیش کئے جا سکیں۔ کوشش کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ ہر ماہ دو ناول میرے لئے لکھنا تو مشکل نہیں ہے لیکن ملکی حالات اور خاص طور پر گھنٹوں مسلسل رہنے والی لوڈ شیڈنگ نے ہر خاص و عام کا جینا دو بھر کر رکھا ہے۔ ناول کو چونکہ

کئی مراحل سے گزرنا ہوتا ہے جس میں پروف ریڈنگ، ایڈیٹنگ اور پھر طباعت و اشاعت اور بائنڈنگ۔ یہ سب کام بغیر بجلی کے ہونا ناممکن ہیں۔ بجلی کا بحران اس قدر سنگین ہوتا جا رہا ہے کہ چھوٹے چھوٹے کاروبار بھی متاثر ہو رہے ہیں تو ظاہر ہے ہر ماہ دو ناول شائع کرنے میں ہمیں بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اس لئے میں نے کوشش کا لفظ استعال کیا تھا کہ ہم کوشش کریں گے کہ لوڈ شیڈنگ کے خوفناک عذاب کے باوجود ہم آپ کی خدمت میں ہر ماہ دو ناول پیش کر سکیں۔ ناول پڑھنے سے پہلے آپ اپنے چند خطوط ملاحظہ فرما لیں جو دلچسپی کے لحاظ سے کسی بھی طرح کم نہیں ہیں۔

"واہ کینٹ، محلہ اسرار سے حاجی شیراز احمد لکھتے ہیں۔ میں نے بے شمار مصنفین کو پڑھا ہے۔ ایک وقت تھا جب عمران سیریز کے ناول عروج پر تھے اور ہر پڑھنے والا قاری جیسے عمران سیریز کا مصنف بنا ہوا تھا۔ ہر جگہ عمران سیریز کے ناول نئے نئے مصنفوں کے ناموں سے شائع ہوتے دکھائی دیتے تھے لیکن میں ان میں سے چیدہ چیدہ مصنفین کے ناول ہی پسند کرتا تھا جن میں ابنِ صفی سرِ فہرست ہیں۔ اس کے بعد جناب مظہر کلیم ایم اے، ان کے علاوہ مجھے مشکل سے ہی کسی رائٹر کی عمران سیریز پسند آتی تھی اور میں کوشش کرتا تھا کہ ان دو مصنفین کے علاوہ کسی اور مصنف کی لکھی کوئی عمران سیریز نہ ہی پڑھوں تا کہ میرے ذہن میں عمران سیریز کا



جو تاثر موجود ہے اس کا اثر ختم نہ ہو۔ ایک دن میں نے آپ کا ناول "ڈینجرس جولیانا" دیکھا تو میں نے اسے نہ چاہتے ہوئے بھی لے لیا۔ ناول کے نام میں کشش تھی۔ میں نے لا کر اسے پڑھنا شروع کیا تو بس پھر یہ ناول تب ہی چھوڑا جب اسے آخر تک نہ پڑھ لیا۔ آپ نے اس قدر حیرت انگیز اور انوکھا ناول لکھ کر میرے خیالات کو بدل دیا کہ کسی اور مصنف کے لکھے ہوئے ناول اس قابل نہیں کہ انہیں پسند کیا جا سکے۔ میں اب برملا یہ کہہ سکتا ہوں کہ جناب ابن صفی اور جناب مظہر کلیم ایم اے کے بعد اگر عمران سیریز پر کوئی لکھ سکتا ہے تو وہ آپ ہیں۔ "ڈینجرس جولیانا" کے بعد آپ کا شاید ہی کوئی ایسا ناول ہو جو میں نے نہ پڑھا ہو اور سب کے سب ناول اپنی نوعیت کے اعتبار سے انتہائی زبردست ناول ہیں جن کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

"جناب حاجی شیراز صاحب۔ آپ نے میرے لکھے ہوئے ناول پسند کئے اس کے لئے میں دل کی گہرائیوں سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جس دور کی آپ بات کر رہے ہیں اس دور میں، میں بھی عمران سیریز کا شیدائی ہوا کرتا تھا اور میرا تو یہ حال تھا کہ میں تمام مصنفین کی عمران سیریز ذوق و شوق سے پڑھتا تھا۔ کچھ کا لکھنے کا انداز منفرد تھا اور کچھ بس ٹائم پاس ہی تھے جو بقول آپ کے قاری سے یکلخت مصنفین کے سرکل میں آ جاتے تھے لیکن بہرحال جو لکھنے کے فن سے واقف تھے انہوں نے اپنی صلاحیتیں

منوائی تھیں یہ الگ بات ہے کہ اب وہ دور نہیں رہا ہے اور پڑھنے والوں کی بھی تعداد محدود ہو گئی ہے لیکن جن مصنفین نے عمران سیریز کے لئے لکھا ہے وہ اپنا نام بہرحال اس نہج تک ضرور لے آئے تھے کہ انہیں یاد رکھا جا سکے اور یاد رکھا جانا بھی چاہئے۔ میں چونکہ نئے دور کا نیا مصنف ہوں اور ابھی میرا سفر جاری ہے اس لئے میں آپ سے یہی التجا کروں گا کہ آپ میرے لئے دعا کرتے رہا کریں تاکہ میں ان دوستوں کے معیار کو بھی برقرار رکھ سکوں جو میرے ناول پڑھنا تو کیا شاید دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے لیکن یہ بھی طے ہے کہ ایک بار جو قاری میرا لکھا ہوا ناول پڑھ لیتا ہے وہ سابقہ ناول بھی پڑھتا ہے اور آئندہ آنے والے ناولوں کے لئے بھی بے قرار رہتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

زیرو پوائنٹ، سیکٹر 11 سے جناب حیات گل لکھتے ہیں کہ میں نے آپ کا لکھا ہوا ''سرخ قیامت'' کا پہلا حصہ پڑھا۔ آخر میں آپ نے ناول میں جو سسپنس پیدا کیا ہے اس نے واقعی مجھے ہلا کر رکھ دیا تھا کہ اب کیا ہو گیا۔ سر سلطان تو ایکسٹو کے سامنے بپھر گئے ہیں۔ وہ ایکسٹو سے اس انداز میں پیش آئیں گے یہ تو میرے گمان میں بھی نہ تھا۔ ناول ختم ہو گیا تھا اور میرا بس نہیں چل رہا تھا کہ میں اُڑ کر آپ کے پاس جاؤں اور دوسرے حصے کے بارے میں پوچھوں کہ وہ کب شائع ہو رہا ہے اور اس سسپنس کو ختم کرنے



کے لئے مجھے کب تک انتظار کرنا پڑے گا۔ اب اللہ کر کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ اس سے پہلے کہ میرا سسپنس ختم ہو میں نے سوچا کہ پہلے آپ کو اس قدر خوبصورت اور منفرد ناول لکھنے پر مبارک باد پیش کر دوں۔ سو جناب میری طرف سے آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔ اس قدر شاندار اور بے مثال ناول واقعی میں نے آج تک نہیں پڑھا۔ اب میں خط لکھنا بند کر کے ''سرخ قیامت'' کا مطالعہ کرنے لگا ہوں تاکہ ایک ماہ کے طویل ترین انتظار کی گھڑیاں ختم کر سکوں۔

''جناب حیات گل صاحب۔ ناول پسند کرنے اور خط لکھنے کا شکریہ۔ ہر ناول کا اپنا ایک مزاج ہوتا ہے۔ کچھ ناول ایسے ہوتے ہیں جو تسلسل کے ساتھ لکھ کر ایک مخصوص پوائنٹ پر لا کر ختم کر دیئے جاتے ہیں لیکن ''سرخ قیامت'' ایک ایسا ناول تھا جو مجھ سے بھی سمٹنے کا نام نہیں لے رہا تھا اور مجھے چونکہ جناب محمد اشرف قریشی صاحب نے فری ہینڈ دے رکھا تھا اس لئے میں قلم روکے بغیر لکھتا چلا گیا۔ قلم تب رکا جب معلوم ہوا کہ اعلان کردہ صفحات سے ناول کے صفحات ایک سو سے مزید بڑھ گئے ہیں۔ آخر کار اسے ختم کیا اور میں نے بھی سکھ کا سانس لیا۔ ناول کو چونکہ دو حصوں میں لایا جانا تھا اس لئے ظاہر ہے کہ اس کا پہلا حصہ اس قدر منفرد اور سسپنس فل تھا کہ آپ دوسرا حصہ پڑھنے کے لئے بے چین ہو جائیں گے۔ میں اس کوشش میں کہاں تک کامیاب رہا

ہوں اس کا اندازہ تو آپ کا خط پڑھ کر بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ آپ کو میرا لکھا ہوا ناول پسند آیا۔ جس طرح آپ نے ''سرخ قیامت'' پسند کیا ہے اسی طرح آپ کو یقیناً میرا گولڈن جوبلی نمبر ''گولڈن کرسٹل'' بھی پسند آئے گا۔ جو ایک ہزار سے بھی زائد صفحات پر مشتمل ہو گا اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ ناول حصوں میں نہیں بلکہ ایک ہی جلد میں شائع کیا جائے گا۔

اب آپ ''سیاہ چہرہ'' کا مطالعہ کریں اور ناول پڑھ کر مجھے اس ناول کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کی وجوہات سے ضرور مستفید فرمائیں کیونکہ آپ کی آراء ہی میرے لئے مشعل راہ ثابت ہوتی ہیں۔

اللہ آپ سب کا نگہبان ہو۔ (آمین)

اب اجازت دیجئے!

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران فلیٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ہی تھا کہ اچانک وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور وہ حیرت بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اسے فلیٹ میں داخل ہوتے ہی عجیب سی کافور جیسی انتہائی تیز بو محسوس ہوئی تھی۔

''یہ تو کافور کی بو معلوم ہو رہی ہے۔ کیا مطلب۔ کیا میں اپنے فلیٹ میں آنے کی بجائے کسی قبرستان یا پھر کسی مقبرے میں آ گیا ہوں''...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ وہ چند لمحے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ بو اسے فلیٹ کے ہر حصے سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ عمران آگے بڑھا اور چاروں طرف دیکھتا ہوا سٹنگ روم میں آ گیا۔ وہ سٹنگ روم کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے فلیٹ کا ہر حصہ دیکھ لیا۔ بو پورے فلیٹ میں پھیلی ہوئی تھی لیکن

اس بو کا منبع کیا تھا اس کا عمران کو پتہ نہیں چل رہا تھا۔ عمران کافی دیر تک سر مارتا رہا لیکن اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو وہ سٹنگ روم میں آ کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

سلیمان ان دنوں چونکہ اپنے آبائی گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران فلیٹ میں اکیلا ہی ہوتا تھا۔ وہ اپنے لئے کچن میں جا کر چائے تو بنا سکتا تھا لیکن کھانا بنانا اس کے بس کی بات نہیں تھی اس لئے وہ ناشتہ، لنچ اور ڈنر ہوٹلوں میں ہی کرتا تھا۔

اب بھی وہ ڈنر کرنے کے لئے گیا ہوا تھا اور ڈنر کرنے کے بعد سیدھا اپنے فلیٹ میں ہی آیا تھا۔ جب وہ فلیٹ سے نکلا تھا تو فلیٹ میں ایسی کوئی بو موجود نہیں تھی لیکن اب سارے فلیٹ میں کافور کی بو پھیلی ہوئی تھی۔

عمران نے فلیٹ کا مکمل طور پر جائزہ لیا تھا لیکن اسے فلیٹ میں کوئی تبدیلی دکھائی نہیں دی تھی اور نہ ہی فلیٹ کی کوئی چیز غائب تھی۔ اس کے علاوہ عمران نے فلیٹ کا بغور جائزہ لیتے ہوئے یہ جاننے کی بھی کوشش کی تھی کہ اس کی غیر موجودگی میں وہاں کوئی آیا تو نہیں تھا لیکن اسے وہاں ایسا کوئی نشان نہیں ملا تھا جس سے اسے پتہ چلتا کہ اس کی غیر موجودگی میں کوئی فلیٹ میں داخل ہوا تھا۔

''حیرت ہے۔ آخر یہ بو کہاں سے آ رہی ہے''...... عمران نے اسی طرح سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ ابھی اس بو کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے اپنا سر بھاری ہوتا ہوا محسوس ہونے



لگا۔ عمران نے سر زور سے جھٹکا لیکن اس کا سر اسی طرح سے بھاری ہوتا جا رہا تھا اور اس کی آنکھوں کے سامنے دھند سی آنا شروع ہو گئی تھی۔

''یہ مجھے کیا ہو رہا ہے''...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا اور اس نے پھر زور زور سے سر جھٹکنا شروع کر دیا۔ وہ جیسے جیسے سر جھٹکتا جا رہا تھا اسے اپنے جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ عمران صوفے پر ہی لیٹ گیا۔ جیسے ہی وہ صوفے پر لیٹا اس کی آنکھیں خود بخود بند ہوتی چلی گئیں۔ پھر جب عمران کی آنکھیں کھلیں تو وہ اسی طرح سے صوفے پر لیٹا ہوا تھا۔ آنکھیں کھلتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور حیرت بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اسے فوراً یاد آ گیا کہ وہ ڈنر کر کے جب فلیٹ میں داخل ہوا تھا تو فلیٹ میں کافور کی تیز بو محسوس ہوئی تھی۔ اس نے بو کا پتہ لگانے کے لئے فلیٹ کا ایک ایک حصہ چھان مارا تھا لیکن اسے وہاں بو کا کوئی منبع دکھائی نہیں دیا تھا۔ پھر وہ صوفے پر آ کر بیٹھ گیا اور صوفے پر بیٹھتے ہی اسے اپنا سر بھاری ہوتا ہوا محسوس ہوا اور اس کی آنکھوں کے سامنے دھند آ گئی جس کے بعد اس کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئی تھیں۔ اب جب وہ جاگا تھا تو فلیٹ میں وہ بو موجود نہیں تھی۔

''کیا معاملہ ہے۔ مجھے اچانک کیا ہو گیا تھا اور اب وہ بو مجھے کیوں محسوس نہیں ہو رہی ہے''...... عمران نے حیرت زدہ انداز میں

بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ ایک بار پھر فلیٹ کا جائزہ لینے کے لئے
تو اچانک اس کی نظر اپنے دائیں ہاتھ کی پشت پر پڑی۔ ہاتھ
پشت پر نظر پڑتے ہی وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔

اس کے دائیں ہاتھ کی پشت پر ایک نشان بنا ہوا تھا جیسے
نے باقاعدہ اس کی کلائی پر ٹیٹو بنایا ہو۔ ٹیٹو سرخ رنگ کے بچھو کا
جسے باقاعدہ چھید کر عمران کے ہاتھ کی پشت پر بنایا گیا تھا۔
بچھو کی بیس ٹانگیں دکھائی گئی تھیں اور اس بچھو کی دم عام بچھو
سے کہیں لمبی تھی جس کے سرے پر اس کا ڈنک واضح دکھائی د
رہا تھا۔

''یہ کیا ہے۔ یہ بچھو کا ٹیٹو میرے ہاتھ پر کیسے آ گیا''...... عمرا
نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ اس نے فوراً دوسرے ہاتھ کی ہتھ
سے ٹیٹو کو زور زور سے رگڑا جیسے وہ ٹیٹو مٹا دینا چاہتا ہو لیکن جی
ہی اس نے ٹیٹو کو ہاتھ لگایا اس کے منہ سے بے اختیار سسکاری
نکل گئی۔ اس کی دائیں ہاتھ کی ہتھیلی یوں جلنے لگی تھی جیسے عمران
ہتھیلی جلتے ہوئے انگاروں پر رکھ دی ہو۔ عمران نے بوکھلائی ہو
نظروں سے ٹیٹو کی جانب دیکھا تو اسے ٹیٹو سے ہلکا ہلکا دھواں
نکلتا ہوا دکھائی دیا۔

''یہ ہو کیا رہا ہے''...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔
غور سے ہاتھ کی پشت پر بنا ہوا بچھو کا نشان دیکھ رہا تھا۔ اسے ا
اس بچھو کے نشان میں جلن بھی محسوس ہو رہی تھی جس کی وجہ



اس نے انگلیاں بھینچنی شروع کر دی تھیں۔ پھر اچانک عمران کو اپنا
حلق خشک ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے سامنے میز کی جانب دیکھا۔
میز پر پانی سے بھرا ہوا ایک جگ اور گلاس رکھا تھا۔ عمران نے اٹھنا
چاہا لیکن اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ منوں وزنی ہو گیا ہو۔ اس
سے اٹھا ہی نہیں جا رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ صوفے سے
چپک کر رہ گیا ہو۔ عمران کے چہرے پر شدید پریشانی اور الجھن
کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ بار بار اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن
صوفہ جیسے اسے اٹھنے ہی نہیں دے رہا تھا۔ پیاس کے مارے عمران
کو اپنا حلق خشک ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا تو اس نے دایاں ہاتھ
یوں میز کی جانب بڑھایا جیسے وہ ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑا ہوا گلاس
اٹھا لے گا۔ جیسے ہی اس نے گلاس کی جانب ہاتھ بڑھایا اسی لمحے
میز پر پڑے ہوئے گلاس میں خود بخود حرکت پیدا ہوئی۔ دوسرے
لمحے گلاس میز سے اٹھا اور پھر گلاس ہوا میں تیرتا ہوا عمران کے ہاتھ
میں آ گیا۔ گلاس کو اس طرح حرکت کرتے اور ہوا میں تیر کر اپنے
ہاتھ میں آتے دیکھ کر عمران حیران رہ گیا تھا۔ اس نے آنکھیں پھاڑ
پھاڑ کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے گلاس کو دیکھا کہ وہ اس طرح خود
بخود اس کے ہاتھ میں کیسے پہنچ گیا ہے۔ گلاس عمران کے دائیں
ہاتھ میں تھا۔ عمران نے ایک بار پھر صوفے سے اٹھنے کی کوشش کی
لیکن لاحاصل۔ عمران نے کچھ سوچ کر بایاں ہاتھ اٹھایا اور میز پر
پڑے ہوئے جگ کی جانب کیا لیکن اس بار کچھ نہ ہوا۔ نہ تو جگ

میں کوئی حرکت ہوئی اور نہ وہ ہوا میں تیرتا ہوا عمران کے ہاتھ میں آیا۔

''کیا مطلب۔ اگر گلاس ہوا میں اُڑتا ہوا میرے ہاتھ میں آ سکتا ہے تو جگ کیوں نہیں''...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ اس نے گلاس بائیں ہاتھ میں پکڑا اور دایاں ہاتھ اٹھا کر جگ کی طرف کیا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں حقیقتاً پھیل گئیں کہ جگ میں بھی ارتعاش سا پیدا ہوا اور وہ اچانک میز سے اوپر اٹھ گیا اور پھر جگ تیزی سے ہوا تیرتا ہوا عمران کے دائیں ہاتھ میں آ گیا۔ عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گلاس اور جگ کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہوں کہ دونوں چیزیں جادوئی انداز میں کیسے اس تک پہنچ گئی تھیں۔

عمران کو پیاس لگ رہی تھی اس نے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلا اور گلاس منہ سے لگا کر پانی پینے لگا۔ ایک گلاس سے اس کی پیاس نہ بجھی تو اس نے جگ سے گلاس میں مزید پانی ڈالا اور اسے بھی پی گیا۔ دو گلاس پانی پی کر اس کی پیاس بجھ گئی تھی۔ عمران نے کچھ سوچ کر جگ کو چھوڑا تو وہ جیسے ہوا میں معلق ہو گیا۔ عمران نے جگ کو ہاتھ سے ہلکا سا پُش کیا تو جگ جس طرح سے ہوا میں تیرتا ہوا اس کے پاس آیا تھا اسی طرح سے ہوا میں تیرتا ہوا واپس میز کی طرف گیا اور پھر آہستہ آہستہ میز پر اتر گیا۔ جگ عمران کے دائیں ہاتھ میں تھا جبکہ گلاس بائیں ہاتھ میں۔ عمران نے گلاس کو چھوڑا تو



وہ ہوا میں معلق ہونے کی بجائے صوفے پر گر گیا۔ یہ دیکھ کر عمران نے ہونٹ بھینچ لئے اس نے گلاس اٹھا کر دائیں ہاتھ میں لیا اور اسے چھوڑا تو اس بار گلاس ہوا میں معلق ہو گیا۔ اس نے گلاس کو ہلکا سا دھکا دیا تو گلاس بھی جگ کی طرح ہوا میں تیرتا ہوا میز کی طرف گیا اور میز پر جا کر ٹک گیا۔

''حیرت ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے میرے دائیں ہاتھ میں ساحرانہ طاقت آ گئی ہے۔ اب مجھے اٹھ کر کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ بس ہاتھ بڑھایا تو دور پڑی ہوئی چیز خود بخود اُڑتی ہوئی مجھ تک پہنچ جائے گی''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے یہ سب انتہائی حیرت انگیز معلوم ہو رہا تھا اور یہ سب اسی بچھو کے نشان کی وجہ سے ہو رہا تھا جو اس کے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر گدا ہوا تھا۔

عمران نے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر اس کی نظر کارنس پر پڑے ہوئے ایک گلدان پر پڑی۔ عمران چند لمحے گلدان کی جانب دیکھتا رہا پھر اس نے دائیں ہاتھ کی ایک انگلی اٹھا کر گلدان کی جانب کرتے ہوئے انگلی کو ہلکا سا جھٹکا دیا تو اچانک اس کی انگلی سے سرخ رنگ کی ایک شعاع سی نکل کر آن واحد میں گلدان سے ٹکرائی۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور گلدان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھرتا چلا گیا۔ انگلی سے شعاع نکلتے اور گلدان کو اس طرح دھماکے سے ٹکڑے ہوتے دیکھ کر عمران جیسے اپنی جگہ ساکت

سا ہو کر رہ گیا تھا۔

اب تو عمران کو یہ یقین ہونے لگ گیا کہ وہ ضرور نیند میں ہے اور نیند میں ہی اس قدر عجیب اور ناقابلِ یقین خواب دیکھ رہا ہے۔ ورنہ معجزاتی طور پر اس کے دائیں ہاتھ میں اتنی طاقت کیسے اور کہاں سے آ سکتی تھی کہ وہ نہ صرف دور پڑی ہوئی چیز کو اس طرح آسانی سے اپنی طرف کھینچ سکتا تھا بلکہ اس کی انگلی سے ایسی شعاع بھی نکل سکتی تھی جس سے کسی بھی چیز کو دھماکے سے تباہ کیا جا سکتا تھا۔

"یہ خواب کے علاوہ کچھ اور نہیں ہو سکتا۔ میرے ہاتھ میں ساحرانہ طاقت کیسے آ سکتی ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی تو وہ اس بار آسانی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران نے صوفے کی جانب دیکھا جیسے یہ دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ صوفے پر ایسا کیا لگا ہوا تھا جس کی وجہ سے اٹھ نہیں پا رہا تھا اور اب وہ آسانی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

ان عجیب و غریب واقعات نے عمران کو الجھن میں ڈال دیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے ایک بار پھر وہ کسی ماورائی چکر میں پھنسنے والا ہے۔

عمران کو ان ماورائی معاملات سے چڑ سی ہونے لگی تھی۔ آئے دن وہ اب ماورائی دنیا کے جھمیلوں میں پھنسنا شروع ہو گیا تھا جس کی وجہ سے عام نوعیت کے کیسوں سے ہٹ کر خصوصی طور پر اسے ماورائی معاملات پر توجہ دینی پڑتی تھی اور بعض اوقات اسے ایسے



مرحلوں سے بھی گزرنا پڑتا تھا جو انتہائی روح فرسا اور ہولناک ہونے کے ساتھ اس کے لئے تکلیف دہ بھی ثابت ہوتے تھے۔

عمران ان ماورائی معاملات سے جس قدر دور رہنا چاہتا تھا یہ معاملے اتنے ہی زیادہ اس پر مسلط کر دیئے جاتے تھے۔ اب جو صورتحال تھی وہ بھی واضح طور پر اس بات کا اشارہ دے رہی تھی کہ پھر کوئی نیا ماورائی سلسلہ شروع ہونے جا رہا ہے۔ فلیٹ میں داخل ہوتے ہی کافور کی بو کا پھیلا ہونا پھر عمران کا بے ہوش ہونا۔ ہوش میں آنے کے بعد اس کے دائیں ہاتھ کی پشت پر سرخ بچھو کے نشان کا موجود ہونا اور پھر اس کا صوفے پر جکڑے جانا اور اس کے بعد اس کا ہاتھ کے اشارے سے جگ اور گلاس کا اڑ کر اس کے ہاتھ میں آنا اور پھر انگلی کے اشارے سے گلدان کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا کوئی عام بات بھلا کیسے ہو سکتی تھی۔

عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے سرخ رنگ کے اس بچھو کی وجہ سے اس کے دائیں ہاتھ میں حقیقتاً ساحرانہ طاقت آ گئی ہو اور وہ اس ہاتھ سے وہ سب کچھ کر سکتا تھا جو عام حالات میں ناممکنات میں سے ہی تھا۔

عمران کافی دیر تک سوچتا رہا اور بار بار ہاتھ پر بنے بچھو کے سرخ نشان کو دیکھتا رہا لیکن اسے کچھ سمجھ نہ آ رہا تھا کہ یہ نشان اس کے ہاتھ کی پشت پر کیسے بن گیا ہے یا کس نے بنایا ہے۔ جب اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے اس معمے کو حل کرنے کے لئے

جوزف سے ہی رجوع کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ماورائی معاملات میں جوزف ہی اسے صحیح معلومات فراہم کر سکتا تھا جو واقعی ان معاملات میں بہت کچھ جانتا تھا۔

عمران کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے دائیں ہاتھ کی طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے ایک بار پھر اپنا ہاتھ میز پر پڑے ہوئے گلاس کی جانب کیا تو گلاس فوراً میز سے اٹھ کر ہوا میں تیرتا ہوا اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ عمران نے گلاس اسی طرح واپس میز تک پہنچایا اور پھر اس نے گلاس کی جانب انگلی کر کے جھٹکی تو اس کی انگلی سے پھر سرخ شعاع نکل کر گلاس پر پڑی اور گلاس پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

''لگتا ہے میرے اس ہاتھ میں پرانے زمانے کے کسی وچ ڈاکٹر کی بدروح گھس گئی ہے جس کی وجہ سے میرے ہاتھ میں ساحرانہ طاقت آ گئی ہے۔ اب تو مجھے جوزف سے بات کرنی ہی پڑے گی۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ مجھے قدیم زمانے کا وچ ڈاکٹر ہی سمجھنا شروع کر دیں''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور رانا ہاؤس کے نمبر پریس کرنے لگا۔ دوسری طرف بیل جانے کی آواز سنائی دی۔

''یس جوانا دی گریٹ سپیکنگ''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے جوانا کی بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔

''اور میں جوانا دی گریٹ کے اسکول کا پرنسپل بول رہا ہوں۔



پرنسپل ٹمبکٹو''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ماسٹر تم۔ کہاں ہو تم ماسٹر۔ میں تو تمہاری شکل دیکھنے کے لئے ترس گیا ہوں۔ آج بڑے عرصے بعد تم نے کال کی ہے اور یہ تم نے کیا کہا ہے کہ تم میرے اسکول کے پرنسپل۔ میرا کون سا اسکول ہے''...... جوانا نے پہلے عمران کی آواز سن کر خوش ہو کر اور پھر حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''اسکولوں میں بچوں کو سبق پڑھانے والے یا تو ٹیچر کہلاتے ہیں یا پھر استاد اور دیہاتوں میں استادوں اور ٹیچروں کو ماسٹر کہا جاتا ہے۔ تم بھی چونکہ مجھے ماسٹر کہتے ہو۔ ماسٹر چونکہ ایک عام استاد ہوتا ہے جبکہ پرنسپل استادوں کا بھی استاد ہوتا ہے اس لئے میں نے خود کو ماسٹر بتانے کے بجائے پرنسل بتایا تھا۔ آئی بات سمجھ میں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف جوانا کچھ سمجھنے اور کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں خاموش ہو کر رہ گیا۔

''ماسٹر میں تمہیں ماسٹر فائٹر ہونے کے حوالے سے کہتا ہوں۔ تم جیسا ماسٹر فائٹر اس دنیا میں اور کوئی نہیں سکتا''...... جوانا نے کہا۔

''اچھا چھوڑو۔ یہ بتاؤ تمہارا جوڑی دار کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جوڑی دار۔ کیا مطلب''...... جوانا نے نہ سمجھنے والے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

''جوزف کا پوچھ رہا ہوں۔ اس کا رنگ روپ تمہارے جیسا ہے

اور وہ تمہارے ساتھ ہی رہتا ہے اس لئے وہ تمہارا جوڑی دار ہی تو ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس ماسٹر۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو وہ میرا جوڑی دار ہی ہے۔ میں اسے اور وہ مجھے بے حد پسند کرتا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''اچھا۔ میری اس سے بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''اس وقت وہ یہاں موجود نہیں ہے ماسٹر''...... جوانا نے کہا۔

''موجود نہیں ہے۔ کہاں گیا ہے وہ''...... عمران نے پوچھا۔

''معلوم نہیں۔ وہ صبح سے غائب ہے۔ صبح جب میں جاگا تو وہ مجھے کہیں دکھائی نہیں دیا تھا۔ وہ روزانہ میرے لئے اور اپنے لئے ناشتہ بناتا تھا اور اسے اگر کہیں جانا ہوتا ہے تو وہ مجھے آگاہ کر کے جاتا تھا لیکن آج اس نے نہ میرے لئے ناشتہ تیار کیا تھا اور نہ ہی وہ مجھے بتا کر گیا ہے کہ وہ کہاں گیا ہے''...... جوانا نے جواب دیا۔

''کیا وہ اپنی کار میں گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یس ماسٹر۔ پورچ میں اس کی کار نہیں ہے''...... جوانا نے جواب دیا۔

''تمہیں بغیر بتائے وہ کہاں جا سکتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''معلوم نہیں۔ میں صبح سے ہی اس کا انتظار کر رہا ہوں لیکن نہ ہی وہ واپس آیا ہے اور نہ اس نے مجھے کال کر کے کوئی اطلاع دی ہے کہ وہ کہاں گیا ہے اور کب واپس آئے گا''...... جوانا نے جواب دیا۔



''کیا تم نے اس کے سیل فون پر کال کی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''یس ماسٹر۔ میں نے کئی بار اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کا سیل فون سوئچڈ آف آ رہا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''حیرت ہے یہ شبِ دیجور کی ناخلف اولاد صبح صبح کس ملک کی بلیک بیوٹی کو ملنے جا سکتا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ جوزف واقعی اپنی مرضی سے کہیں نہیں جاتا تھا اگر اسے کہیں جانا ہوتا تھا تو وہ جوانا کو بتا دیتا تھا یا پھر کال کر کے عمران کو بتا دیتا تھا اور اگر اس کا ان دونوں سے رابطہ نہ ہوتا تو وہ بلیک زیرو کو ضرور بتا دیتا تھا۔

''پتہ نہیں ماسٹر۔ میں تو خود حیران ہوں کہ وہ صبح صبح کہاں چلا گیا ہے اور وہ بھی ناشتہ کئے بغیر''...... جوانا نے کہا۔

''ناشتے کے بغیر۔ کیا مطلب۔ کیا اس نے بھی ناشتہ نہیں کیا تھا''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''نو ماسٹر۔ میں نے تمہیں بتایا ہے نا کہ وہ ہمارے لئے اکٹھا ناشتہ بناتا تھا۔ آج وہ مجھے نہیں ملا تو میں سمجھا کہ وہ کسی ضروری کام سے گیا ہو گا اور میرے لئے ناشتہ بنانا بھول گیا ہو گا۔ میں جب کچن میں گیا تو وہاں ایسے کوئی آثار نہیں تھے کہ جوزف کچن میں داخل بھی ہوا ہو''...... جوانا نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ اسے کوئی ضروری کام پڑ گیا ہو اور وہ صبح صبح

تمہیں بتائے بغیر نکل گیا ہو"...... عمران نے کہا۔

"لیس ماسٹر۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ بہرحال اگر تمہیں جوزف سے کوئی کام ہے تو وہ کام مجھے بتا دو۔ اس کی جگہ میں بھی تو تمہارا ہر کام کر سکتا ہوں"...... جوانا نے کہا۔

"نہیں۔ جو کام جوزف کر سکتا ہے وہ تم نہیں کر سکتے"۔ عمران نے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو ماسٹر۔ ایسا کون سا کام ہے جو جوزف کر سکتا ہے اور جوانا نہیں"...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں قدرے غصے کا بھی عنصر تھا۔

"تم ہونوشا کابی تالی شن شن شو شا گوراتے کا مطلب بتا سکتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہونوشا کابی تالی شن شن شو شا گوراتے۔ یہ کیا ہے"...... جوانا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب نہیں جانتے۔ حیرت ہے۔ اچھا یہ بتاؤ کیا تم کراکو بھومو دھابا کا بریک ڈانس کر لیتے ہو"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو ماسٹر۔ میرا ڈانس سے کیا لینا دینا۔ میں ڈانسر نہیں ہوں"...... دوسری طرف سے جوانا نے جیسے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لو ابھی خود ہی کہہ رہے تھے کہ جو جوزف کر سکتا ہے تم بھی کر



سکتے ہو۔ نہ تمہیں ہونوشا کابی تالی شن شن شو شا گوراتے کا مطلب پتہ ہے اور نہ تم کراکو بھومو دھابا کا بریک ڈانس جانتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"میں یہ سب نہیں کر سکتا۔ یہ کام تم واقعی جوزف سے ہی کراؤ۔ جوزف آئے گا تو میں اسے تمہارا پیغام دے دوں گا"...... جوانا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اس سے سیل فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کرتے رہو میں بھی دیکھتا ہوں کہ وہ کالا دیو کہاں ہو سکتا ہے۔ جیسے ہی اس سے رابطہ ہو اس سے کہنا کہ وہ فوراً مجھ سے بات کرے"...... عمران نے کہا۔

"لیس ماسٹر۔ میں اسے تمہارا پیغام دے دوں گا"...... جوانا نے بڑی سعادتمندی سے جواب دیا تو عمران نے رابطہ ختم کر دیا۔

"ہونہہ۔ یہ شبِ دیجور کی ناخلف اور نابنجار اولاد بغیر کچھ بتائے کہاں جا سکتا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے سیل فون سے بلیک زیرو کا نمبر ملایا۔

"ایکسٹو"...... رابطہ ملتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"جوزف اور جوانا کو کال کرو تو وہ اپنا تعارف جوزف دی گریٹ اور جوانا دی گریٹ کہہ کر کراتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ تم بھی ایکسٹو کی بجائے ایکسٹو دی گریٹ یا گرانڈ ایکسٹو کہہ کر اپنا تعارف کرایا کرو اس سے سننے والے پر تمہارا رعب اور دبدبہ زیادہ

بڑھ جائے گا''...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو، عمران کی بات سن کر بے اختیار ہنس دیا۔

''آپ کے ہوتے ہوئے میں بھلا خود کو گرانڈ ایکسٹو یا ایکسٹو دی گریٹ کیسے کہہ سکتا ہوں۔ اسی لئے تو میں صرف ایکسٹو کہہ کر کام چلا لیتا ہوں''...... بلیک زیرو کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اچھا مسٹر صرف ایکسٹو۔ یہ بتاؤ کہ آج صبح جوزف کی تمہیں کال آئی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''جوزف۔ اوہ ہاں۔ میں بھی آپ سے جوزف کے سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی وجہ سے مجھے بے حد پریشانی ہو رہی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''پریشانی۔ کیسی پریشانی۔ کیا کیا ہے اس شبِ دیجور کی اولاد نے''...... عمران نے کہا۔

''صبح مجھے سر سلطان صاحب کی کال آئی تھی۔ انہیں ایکسٹو کے سٹرانگ روم سے ایک فائل کی ضرورت تھی۔ وہ فائل ٹی سی فائل ہے۔ پاکیشیا اور شوگران کے درمیان ان دنوں پاکیشیائی انفراسٹرکچرز پر مشترکہ طور پر توانائی، مواصلاتی نظام اور ذریعہ آمد رفت کو مزید بہتر بنانے اور خاص طور پر ریلوے کے وسیع ترین مفاد کے لئے کام کیا جا رہا ہے۔ کام کو تیز کرنے اور مزید بہتر بنانے کے لئے شوگران اور پاکیشیا کے اعلیٰ حکام ایک سپیشل میٹنگ کرنا چاہتے ہیں جس کے لئے سر سلطان ٹی ایس فائل اپنے وفد کے ہمراہ شوگران



لے جانا چاہتے تھے۔ انہیں چونکہ فائل جلدی پہنچانی تھی اس لئے میں نے فائل سٹرانگ روم سے نکالی اور رانا ہاؤس کال کر کے جوزف کو بلا لیا۔ میں نے وہ فائل جوزف کے حوالے کر دی تھی اور اس سے کہا تھا کہ وہ فائل کو حفاظت کے ساتھ لے جائے اور سر سلطان کے حوالے کر دے۔ لیکن ابھی تک جوزف فائل لے کر سر سلطان کے پاس نہیں پہنچا ہے۔ اس سلسلے میں سر سلطان کے بار بار مجھے فون آ رہے ہیں وہ فائل کے حوالے سے بے حد پریشان ہیں۔ انہیں آج ہر صورت میں شوگران روانہ ہونا تھا لیکن فائل نہ ملنے کی وجہ سے وہ شوگران روانہ ہونے میں تاخیر کا شکار ہو رہے تھے۔ میں نے انہیں فائل کی ڈپلیکیٹس دے دی ہیں جنہیں لے کر وہ شوگران روانہ ہو گئے ہیں لیکن اصل فائل نہ ملنے کی وجہ سے وہ بے حد غصے میں ہیں اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں جلد سے جلد جوزف کو ٹریس کراؤں اور جیسے ہی وہ ملے اس سے اصل فائل لے کر میں ان کے پاس شوگران روانہ کر دوں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر جوزف کہاں چلا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''اوہ۔ اس قدر اہم فائل تم نے جوزف کے حوالے کر دی تھی۔ کیا تمہاری طبیعت ٹھیک ہے۔ اگر وہ فائل سر سلطان کو پہنچانی ضروری تھی تو مجھے کال کر لیتے۔ میں وہ فائل خود انہیں پہنچا دیتا''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے آپ کو کئی بار کال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن آپ

سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ آپ کا نمبر سوئچڈ آف تھا تو میں اور کیا کرتا۔ میں فائل خود سر سلطان کو تو نہیں پہنچا سکتا تھا۔ فائلوں کا لین دین سر سلطان سے آپ ہی کرتے ہیں۔ سر سلطان کو فائل کی جلدی تھی اس لئے میں نے انہیں فائل جوزف کے ہاتھ بھجوانا ہی مناسب سمجھا تھا۔ ویسے بھی جوزف انتہائی ذمہ دار آدمی ہے وہ پہلے بھی کئی فائلیں لاتا اور لے جاتا رہا ہے۔ لیکن اس بار سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے اور وہ فائل سمیت کہاں غائب ہو گیا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کیا تم نے ممبران کو جوزف کی تلاش پر لگایا ہے“...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

”جی ہاں۔ میں نے فور سٹارز کو اس کی تلاش کے لئے کہا ہے۔ ابھی کچھ دیر قبل صدیقی کی مجھے کال موصول ہوئی تھی جس نے بتایا ہے کہ جوزف کی کار انہیں ایک ویران سڑک پر ملی ہے جو بری طرح سے جلی ہوئی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے کار پر باقاعدہ پٹرول چھڑک کر اسے آگ لگائی گئی ہو“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ۔ کیا جوزف اسی کار میں تھا“...... عمران نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ کار خالی تھی اور اس کے چاروں ڈور بھی کھلے ہوئے تھے۔ آگ لگنے سے قبل جوزف شاید کار سے نکل چکا تھا لیکن وہ کار سے نکل کر کہاں گیا ہے اور اس کی کار کے ساتھ کیا حادثہ پیش



آیا ہے اس کا تاحال کچھ پتہ نہیں چل سکا ہے۔ ممبران بدستور اس کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کس علاقے سے جوزف کی کار ملی ہے“...... عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”شہر سے باہر مضافات جانے والی ایک سڑک پر ایک جہازی سائز کی جلی ہوئی کار کے بارے میں ریسکیو کو اطلاع دی گئی تھی۔ جس کا صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے پتہ چلا لیا تھا اور وہ فوراً اس طرف روانہ ہو گئے تھے اور جب انہوں نے وہاں جہازی سائز کی جلی ہوئی کار دیکھی تو انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ جوزف کی ہی کار تھی“...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”لیکن جوزف اس مضافاتی اور ویران علاقے میں کیوں گیا تھا“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”یہ بات تو میری سمجھ میں بھی نہیں آ رہی ہے کہ جوزف سیکرٹریٹ جانے کی بجائے مضافات کی جانب کیوں گیا تھا اور اس کی کار کے ساتھ ایسا کیا حادثہ پیش آیا تھا کہ اس کی کار مکمل طور پر جل کر بھسم ہو گئی تھی“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کیا تم نے اس بات کی رپورٹ سر سلطان کو دی ہے“۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”جی ہاں۔ وہ بھی حیران ہیں کہ جوزف فائل لے کر اس طرف کیوں گیا تھا“...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ اس شبِ دیجور سے تو ایسی توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اس قدر اہم فائل لے کر خود سے کہیں غائب ہو جائے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی غیر ملکی ایجنٹ کو اس بات کا علم ہو گیا ہو کہ پاکیشیا اور شوگران کے مابین ہونے والے خفیہ معاہدوں کی اہم فائل جوزف کے پاس ہے اور وہ جوزف کے پیچھے لگ گئے ہوں اور اب جوزف اور فائل ان کے قبضے میں ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے بھی اسی بات کا اندیشہ ہے لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا کہ میں نے فائل جوزف کو بلا کر خفیہ طور پر اس کے سپرد کی تھی پھر کسی غیر ملکی ایجنٹ کو اس بات کی کیسے خبر مل سکتی ہے کہ ٹی ایس فائل جوزف کے پاس ہے اور وہ فائل سیکرٹریٹ میں سر سلطان کے پاس لے جا رہا ہے''...... بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ جدید سائنسی دور ہے پیارے۔ ہو سکتا کہ تمہاری اور سر سلطان کے درمیان ہونے والی بات چیت ٹیپ کر لی گئی ہو اور پھر مجرم جوزف کی گھات لگا کر بیٹھ گئے ہوں۔ کچھ بھی ممکن ہے۔ بہرحال جو ہونا تھا ہو گیا۔ تم باقی ممبران کو بھی جوزف کی تلاش میں لگا دو اور جیسے ہی اس کے بارے میں کوئی اطلاع ملے مجھے اس سے فوراً آگاہ کر دینا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن آپ کا سیل فون سوئچڈ آف کیوں رہتا ہے۔ میں نے فلیٹ کے نمبر پر بھی کال کی تھی لیکن وہ بھی بزی مل



رہا تھا۔ میں نے ایک دو بار آپ سے واچ ٹرانسمیٹر پر بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن آپ کا ٹرانسمیٹر بھی آف مل رہا تھا کیا آپ کہیں مصروف تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ نہ میرا فون سوئچڈ آف تھا اور نہ ہی میں نے واچ ٹرانسمیٹر آف کیا ہے۔ اب تمہیں میرا نمبر نہیں مل رہا تھا تو میں کیا کہہ سکتا ہوں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی یہ بات عجیب لگ رہی تھی کہ اس کے فلیٹ کا فون اور اس کا سیل فون اور واچ ٹرانسمیٹر تو آن تھے پھر بلیک زیرو کا اس سے رابطہ کیوں نہیں ہوا تھا۔ عمران نے بلیک زیرو کو چند ہدایات دیں اور پھر اس نے فون بند کیا اور ایک بار پھر غور سے اپنے ہاتھ کی پشت پر بنے بچھو کے نشان کی طرف دیکھنا شروع ہو گیا۔ اس نے نشان پر غور کیا تو یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ نشان جو پہلے سرخ تھا اب سیاہ ہوتا جا رہا تھا۔ نشان چونکہ باقاعدہ اس کے ہاتھ کی پشت پر گودا گیا تھا اس لئے نشان خون کی وجہ سے سرخ دکھائی دے رہا تھا اور اب جیسے جیسے خون سوکھ رہا تھا بچھو سیاہ ہوتا جا رہا تھا۔ جوزف کے اس طرح فائل سمیت غائب ہونے پر عمران کو شک سا ہونے لگا تھا کہ کہیں اس کے غائب ہونے کا تعلق اس نشان سے تو نہیں تھا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اچانک اس نشان کو دیکھ کر اس کے ذہن میں ایک کوندا سا لپکا وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

عمران نے ایک بار پھر سیل فون سے رانا ہاؤس میں جوانا کو کال کیا اور پھر اس نے جوانا کو فوری طور پر رانا ہاؤس کی لائبریری سے چند کتابوں کے بارے میں بتا کر اسے وہ کتابیں فلیٹ میں لانے کا کہا۔ اس نے جوانا کو سمجھانے کے لئے کتابوں کی مخصوص جلدوں اور ان پر لکھے ہوئے نام بھی بتا دیئے تھے۔

آدھے گھنٹے بعد جوانا کئی کتابیں لے کر وہاں پہنچ گیا۔ یہ کتابیں خاصی ضخیم اور سالخوردہ تھیں۔ عمران نے جوانا سے کتابیں لیں اور پھر اسے وہیں سے واپس جانے کا کہہ دیا۔ جوانا عمران کے رویئے پر حیران تو بے حد ہوا لیکن عمران کو سنجیدہ دیکھ کر اس نے کوئی بات نہ کی اور واپس چلا گیا۔ عمران وہ کتابیں لے کر سٹنگ روم میں آیا اور اس نے تمام کتابیں میز پر رکھ دیں اور پھر وہ ان کتابوں کو ایک ایک کر کے دیکھنا شروع ہو گیا۔ پھر اس نے ان کتابوں میں سے ایک موٹی کتاب اٹھائی جو بے حد پرانی تھی۔ اس کتاب کو دیکھتے ہی عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ وہ کتاب لے کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے کتاب کھول لی۔ کتاب کے صفحات انتہائی پرانے تھے لیکن ان کی حالت اتنی خراب نہیں تھی کہ اسے پڑھا نہ جا سکے۔ کتاب افریقی زبان میں لکھی گئی تھی اور اس کتاب کے صفحات پر افریقہ کے جنگلوں کے مختلف حصوں، جانوروں اور حشرات الارض کے ساتھ ساتھ وہاں بسنے والے مختلف قبائل اور ان کے خود ساختہ دیوی، دیوتاؤں کی تفصیلات تھیں۔ عمران ورق پلٹتا جا



رہا تھا۔ چند صفحات پلٹتے ہی اس کی نظر ایک تصویر پر جم گئیں۔ یہ تصویر ایک عورت کی تھی جو عجیب الخلقت عورت تھی۔ اس عورت کے چھ ہاتھ تھے۔ اس عورت کے ہر ہاتھ میں کوئی نہ کوئی ہتھیار دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں تلوار تھی۔ دوسرے ہاتھ میں خنجر، تیسرے ہاتھ میں اس نے ترشول پکڑ رکھا تھا جبکہ چوتھے اور پانچویں ہاتھ میں تیر کمان تھا۔ تیر اس نے کمان پر چڑھا رکھا تھا اور اس کے یہ دونوں ہاتھ تیر چلانے والے انداز میں دکھائی دے رہے تھے۔ اس عورت کے چھٹے ہاتھ میں ایک موٹا سا ڈنڈا تھا جس کے سرے پر ایک بڑا سا گولا بنا ہوا تھا اور اس گولے پر موٹے موٹے اور نوکیلے کانٹے دکھائی دے رہے تھے۔

عورت کے سر پر گھنے بال تھے۔ عورت ایک ٹھوس چٹان پر بیٹھی ہوئی تھی۔ عمران نے اس کے نیچے لکھا ہوا نام پڑھا جو کٹانگا دیوی تھا۔ عمران کٹانگا دیوی کی تفصیل پڑھنا شروع ہو گیا۔ وہ صفحے پلٹتا ہوا کٹانگا دیوی کی تفصیلات پڑھ رہا تھا کہ اس کی نظر اگلے صفحے پر موجود ایک اور تصویر پر پڑی۔ یہ تصویر ایک بچھو کی تھی۔ اس بچھو کو دیکھتے ہی عمران کو اپنے دماغ میں چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی محسوس ہونا شروع ہو گئیں کیونکہ اس بچھو کی تصویر ہو بہو اس کے ہاتھ پر بنے ہوئے بچھو کے نشان جیسی تھی جس کی بیس ٹانگیں بنی ہوئی تھیں۔ عمران غور سے کبھی کتاب میں بنی ہوئی بچھو کی تصویر دیکھ رہا تھا اور کبھی اپنے ہاتھ پر بنے ہوئے بچھو کا نشان دیکھ رہا تھا۔ اس

تصویر کے نیچے کچھ لکھا ہوا تھا۔ عمران نے جب بچھو کی تصویر کے بارے میں پڑھنا شروع کیا تو اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ انتہائی پریشانی اور الجھن کے تاثرات نمایاں ہونا شروع ہو گئے۔ وہ کتاب پڑھتا جا رہا تھا۔ کتاب میں اس کٹانگا دیوی اور بچھو کے نشان کے حوالے سے تفصیلات درج تھیں۔ اگلے صفحات میں اسی عورت کے حوالے سے مزید دو اور تصویریں بھی موجود تھیں جن میں ایک بھیانک شکل والی بڑھیا دکھائی گئی تھی۔ اس بڑھیا کا چہرہ غائب تھا اور اس کی آنکھوں کی جگہ دو بڑے بڑے گڑھے دکھائی دے رہے تھے جبکہ اگلی تصویر میں ایک حسین لڑکی کا چہرہ تھا جو سیاہی مائل تھا۔ یہ چہرہ ایسا تھا جیسے کسی زندہ عورت کے چہرے کی کھال کو باقاعدہ اس کے چہرے سے کاٹ کر الگ کر دیا گیا ہو۔ ماسک نما اس چہرے کا کٹاؤ ایسا تھا جیسے یہ سیاہ چہرہ اس بھیانک شکل والی بڑھیا کے چہرے سے انتہائی نفاست سے کاٹ کر الگ کر دیا گیا ہو۔

عمران کافی دیر تک اس کتاب کا مطالعہ کرتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر کتاب بند کر دی اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

کتاب سے کٹانگا دیوی کی تفصیلات پڑھ کر اس کے چہرے پر شدید تناؤ اور پریشانی کے تاثرات جیسے منجمد سے ہو کر رہ گئے تھے۔ وہ انتہائی سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔ رات کافی ہو چکی تھی۔ عمران



تھک چکا تھا اس لئے وہ سونے کے لئے اپنے بیڈ روم کی طرف جانے ہی لگا تھا کہ اسی لمحے کال بیل بج اٹھی۔

کال بیل کی آواز سن کر عمران نے سر اٹھا کر دیوار پر لگے کلاک کی جانب دیکھا جس پر رات کے ٹھیک دو بج رہے تھے۔ وہ کتاب پڑھنے میں اس قدر مگن ہو گیا تھا کہ اسے وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا تھا اور آدھی رات گزر بھی گئی تھی۔

”کون ہو سکتا ہے اس وقت“...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

”کون ہے“...... عمران نے اونچی آواز میں پوچھا لیکن جواب میں باہر سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔

”کون ہے باہر“...... عمران نے پھر پوچھا لیکن جواب ندارد، عمران نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں دروازے کا لاک ہٹا کر ہینڈل گھمایا اور دروازہ کھول دیا اور پھر یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ باہر کوئی نہیں تھا۔

”حیرت ہے۔ یہاں تو کوئی نہیں ہے۔ اگر یہاں کوئی نہیں آیا تھا تو پھر بیل کس نے بجائی تھی“...... عمران نے حیرت زدہ انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے راہداری میں دائیں بائیں دیکھا لیکن راہداری میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے سر اندر کیا اور دروازہ بند کرنے ہی لگا تھا

کہ اسی لمحے اس کی نظریں دروازے کے پائیدان کے پاس پڑے ہوئے ایک سیاہ رنگ کے چھوٹے سے صندوق نما سیاہ باکس پر پڑیں۔

سیاہ رنگ کا ہونے کے باوجود اس صندوق نما باکس کو سنہری رنگ سے منقش کیا گیا تھا۔ اس باکس پر سنہری رنگ سے عجیب و غریب بیل بوٹے سے بنے ہوئے تھے۔ باکس بند تھا اور اس پر سنہری رنگ کا ہی ایک تالہ لگا ہوا تھا جس کے ساتھ چابی بھی تھی۔

''یہ کس کا باکس ہے اور اسے کون رکھ کر گیا ہے یہاں''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے جھک کر اس باکس کو اٹھا لیا۔ جیسے ہی اس نے باکس اٹھایا اچانک اس کے جسم میں جیسے سنسنی کی تیز لہریں سی سرایت کرنا شروع ہو گئیں۔ ایک لمحے کے لئے عمران کا دل چاہا کہ وہ اس باکس کو پھینک دے لیکن دوسرے لمحے اس کی ساری بے چینی ختم ہو گئی۔ وہ چند لمحے حیرت بھری نظروں سے باکس دیکھتا رہا پھر اس نے دروازہ بند کیا اور باکس لے کر اندر آ گیا۔ وہ ایک بار پھر سٹنگ روم میں آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے باکس سامنے میز پر رکھا اور اسے مسلسل اور حیرت زدہ نظروں سے دیکھنا شروع ہو گیا۔

''کیا ہو سکتا ہے اس باکس میں اور اسے میرے فلیٹ کے دروازے پر کون چھوڑ کر گیا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے تالا پکڑا اور اس کے ساتھ



لگی ہوئی چابی گھما دی۔ جیسے ہی اس نے چابی گھمائی تالا ہلکی سی کٹک کی آواز کے ساتھ کھل گیا اور اس کے ساتھ ہی باکس پر بنے ہوئے سنہری رنگ کے بیل بوٹے سانپوں کی طرح حرکت کرنے لگے وہ تیزی سے دائیں بائیں سمٹ رہے تھے۔ عمران ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ گیا۔

بیل بوٹے مسلسل حرکت کرتے ہوئے باکس کے نچلے حصے کی طرف سمٹتے جا رہے تھے کچھ ہی دیر میں باکس سے سارے بیل بوٹے غائب ہو گئے اب عمران کے سامنے محض سیاہ رنگ کا باکس پڑا ہوا تھا۔ باکس کا تالہ کھل چکا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر کنڈے سے تالا باہر نکالا اور پھر اس نے جھجکتے جھجکتے باکس کا ڈھکن اوپر اٹھانا شروع ہو گیا۔ باکس کا ڈھکن کھلا تو عمران کو باکس کے اندر سرخ رنگ کا مخملیں کپڑا دکھائی دیا جسے نہایت خوبصورت انداز میں تہہ کر کے رکھا گیا تھا۔

سرخ کپڑا قدرے ابھرا ہوا تھا جیسے اس کے اندر کوئی خاص چیز لپیٹ کر رکھی گئی ہو۔ عمران کے چہرے پر اب تذبذب کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ اس کپڑے کو ہٹائے یا نہ ہٹائے۔ دماغ اسے کپڑا کھولنے کا کہہ رہا تھا جبکہ اس کا دل اسے کپڑا ہٹانے سے منع کر رہا تھا۔ عمران عجیب سی الجھن میں پڑ گیا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ دل کی بات مانے یا پھر دماغ کی۔ چند لمحے وہ اسی کشمکش میں مبتلا رہا پھر اس نے دماغ کی بات

ماننے کا فیصلہ کرتے ہوئے باکس میں ہاتھ ڈالا اور سرخ کپڑے کی تہیں کھولنی شروع کر دیں۔

سرخ کپڑا کھلتے ہی اسے باکس میں جو چیز دکھائی دی اسے دیکھ کر عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں بلا کی حیرت ابھر آئی تھی۔ سرخ کپڑے میں ایک عورت کا ماسک دکھائی دے رہا تھا جو اصلی جلد کا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ ماسک خاص طور پر کسی زندہ عورت کے چہرے سے انتہائی نفاست سے کاٹ کر الگ کیا ہو۔ ماسک کی جلد کے کناروں پر خون کی سرخی بھی دکھائی دے رہی تھی جس سے پتہ چلتا تھا کہ یہ چہرہ حال ہی میں کسی سیاہ فام عورت کے چہرے سے کاٹا گیا ہے۔ عمران کی حیرت کی وجہ یہ تھی کہ عورت کا یہ ماسک بالکل اس عورت کے چہرے جیسا تھا جیسا اس نے کتاب میں دیکھا تھا۔ عمران کافی دیر تک اس سیاہ چہرے کو دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے چہرے کو سرخ کپڑے میں ڈھکا اور باکس بند کر دیا۔

وہ کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو اس کے جسم پر بہترین تراش خراش کا سوٹ تھا۔ اس نے تیار ہو کر دانش منزل جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ایک تو وہ بلیک زیرو کو سارے واقعات بتا دینا چاہتا تھا اور دوسرا وہ جوزف کے بارے میں بھی معلوم کرنا تھا کہ اس کا کچھ پتہ چلا ہے یا نہیں۔

دروازے پر دستک کی آواز سن کر آرام کرسی پر نیم دراز بوڑھے نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ بوڑھا دبلا پتلا تھا۔ اس نے لبادہ نما سیاہ لباس پہن رکھا تھا۔ اس نے فرنچ کٹ داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ جو سفید تھی۔ اسی طرح اس کی بھنویں بھی سفید تھیں۔ بوڑھے کے سر پر مخروطی شکل کی سیاہ رنگ کی ٹوپی تھی۔ دستک کی آواز سن کر بوڑھا کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

”یس کم اِن“...... بوڑھے نے قدرے اونچی آواز میں کہا تو کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ بوڑھا چونک کر اس ادھیڑ عمر آدمی کی جانب دیکھنے لگا۔ ادھیڑ عمر آدمی نے آگے آ کر بوڑھے کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”کیا بات ہے ٹیرم۔ تم کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہو۔ سب ٹھیک تو ہے نا“...... بوڑھے نے ادھیڑ عمر کی جانب غور سے

دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں پروفیسر صاحب۔ کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ میں آپ کے لئے ایک بری اطلاع لے کر آیا ہوں''...... ادھیڑ عمر نے کہا تو بوڑھا چونک پڑا۔

''اوہ۔ کیا ہوا ہے اور کون سی بری اطلاع لائے ہو تم میرے لئے''...... بوڑھے نے بھنویں اچکاتے ہوئے انتہائی ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اطلاع مسکاٹ کے بارے میں پروفیسر''...... ادھیڑ عمر نے رک رک کر کہا اور مسکاٹ کا سن کر بوڑھا بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک آ گئی۔

''اوہ۔ کیا کٹانگا دیوی کا مسکاٹ مل گیا ہے''...... پروفیسر نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

''اس کا پتہ تو چل گیا ہے پروفیسر لیکن''...... ٹیرم نے اسی طرح سے جھجکتے ہوئے کہا جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ پروفیسر کو کیا بتائے اور کیا نہ بتائے۔

''سیدھی طرح سے مجھے ساری بات بتاؤ ٹیرم۔ اگر کٹانگا دیوی کا مسکاٹ مل گیا ہے تو وہ کہاں ہے اور تم مسکاٹ کے ملنے کو خوشخبری کی بجائے بری خبر کیوں کہہ رہے ہو''...... پروفیسر نے ٹیرم کی جانب انتہائی غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کو کٹانگا دیوی کے بارے میں پوری تفصیل بتاتا



ہوں پروفیسر رونالڈ کہ اس کے بارے میں مجھے کیسے پتہ چلا تھا اور وہ کہاں موجود تھا''...... ٹیرم نے کہا۔

''ہاں ٹھیک ہے۔ بتاؤ۔ کیا ہے تفصیل''...... پروفیسر رونالڈ نے سر جھٹک کر کہا۔

''جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کافی عرصے سے کٹانگا دیوی کے مسکاٹ کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ اس کے لئے میں اور آپ مسلسل جاپ کرتے رہتے ہیں اور ہم اس بات کا پتہ لگانے کی کوشش میں تھے کہ کٹانگا دیوی کا مسکاٹ کہاں موجود ہے۔ انتہائی کوششوں کے بعد آخر کار میں نے اپنی طاقتوں سے پتہ لگا لیا کہ کٹانگا دیوی کا مسکاٹ ایکریمیا کے ایک شہر ہوان کے ایک میوزیم میں موجود ہے۔ یہ مسکاٹ پہلے ایک افریقی قبیلے میں ہوا کرتا تھا جس کی وہ صدیوں سے حفاظت کرتے چلے آ رہے تھے۔ پھر اس قبیلے میں ایک وبا پھوٹ پڑی جس کی وجہ سے قبیلے کے افراد تیزی سے ختم ہوتے جا رہے تھے۔ قبیلے والوں نے وبا سے بچنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن کامیاب نہیں ہو سکے تھے۔ جب قبیلے کے سردار کو علم ہوا کہ اب اس کا قبیلہ وبا کی وجہ سے نہیں بچے گا تو وہ کٹانگا دیوی کا مسکاٹ لے کر وہاں سے نکل گیا اور جنگلوں میں بھٹکتا ہوا ہوان شہر کے نزدیک پہنچ گیا۔ اس کے قبیلے میں جو وبا پھیلی ہوئی تھی وہ بھی اس کا شکار ہو چکا تھا۔ ہوان شہر کے قریب پہنچتے ہوئے اس کا برا حال ہو گیا تھا اور وہ ایک ہائی وے پر گر کر بے ہوش ہو

گیا تھا۔ اس ہائی وے پر چونکہ بہت کم لوگ آتے تھے اس لئے فوری طور پر سردار کی کوئی طبی امداد نہیں مل سکی جس کی وجہ سے وہ وہیں ہلاک ہو گیا تھا۔ کٹانگا دیوی کے مسکاٹ والا باکس اس کے پاس ہی تھا۔

سردار کی لاش چونکہ جنگل سے زیادہ دور نہیں تھی اس لئے گدھ اور بہت سے جانور آ کر اس کی لاش کھا گئے تھے اور سیاہ باکس وہیں پڑا رہ گیا تھا۔ اس ہائی وے سے ہوان شہر کا آثار قدیمہ کا ایک ماہر گزرا تو اسے سڑک پر گلی سڑی لاش کے ٹکڑے اور وہ باکس پڑا ہوا مل گیا۔ ماہر آثار قدیمہ نے فوراً اپنی گاڑی سے اتر کر کٹی پھٹی لاش دیکھی اور پھر اس کی نظر سیاہ باکس پر پڑی۔ اس نے فوراً آگے جا کر باکس اٹھا لیا۔ باکس پر تالا اور چابی لگی ہوئی تھی۔ ماہر نے چابی سے تالا کھولنے کی بے حد کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ وہ باکس اپنے ساتھ لے گیا۔ اس نے گھر جا کر باکس کو کھولنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن اس کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو رہی تھی۔ چابی ہونے کے باوجود وہ تالا نہیں کھول پا رہا تھا۔ اس نے باکس کو توڑنے کی بھی کوشش کی تھی لیکن وہ اس میں بھی کامیاب نہیں ہوا تھا۔ باکس دیکھ کر اسے اس بات کا اندازہ ضرور ہو گیا تھا کہ باکس انتہائی قیمتی ہے اور صدیوں پرانا ہے۔ اس باکس میں وہ کسی بڑے خزانے کا تصور کر رہا تھا جس کی وجہ سے وہ ہر ممکن طریقے سے باکس کھول لینا چاہتا تھا۔



انتہائی کوششوں کے بعد آخر کار وہ باکس کھول لینے میں کامیاب ہو گیا۔ باکس میں خزانے کی جگہ وہ ایک عورت کا سیاہ چہرہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔ اس نے کٹانگا دیوی کے کٹے ہوئے چہرے کو باکس سے نکالنے کی کوشش کی لیکن جیسے ہی اس نے کٹانگا دیوی کے چہرے کو ہاتھ لگایا تو اس کا ہاتھ بری طرح سے جل گیا۔ وہ شدید تکلیف میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اسے باکس میں موجود سیاہ چہرہ قدیم اور ماورائی دنیا کسی کی شہزادی کا چہرہ معلوم ہو رہا تھا اور اس سیاہ چہرے کو ہاتھ لگانے سے چونکہ اس کا ہاتھ جل گیا تھا اس لئے اس نے باکس کو وہیں بند کر دیا۔ اس ماہر کا نام ڈیمور تھا۔ ڈیمور کا ایک دوست تھا جو ماورائی معاملات میں بے حد اتھارٹی سمجھا جاتا تھا۔ ڈیمور نے اپنے دوست کو اس باکس اور چہرے کے بارے میں بتانے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے اپنے دوست جس کا نام پروفیسر ہالکر تھا، کو کال کی اور اسے اپنے گھر بلا لیا۔ جب اس کا دوست پروفیسر ہالکر اس کے گھر آیا تو ڈیمور نے اسے وہ باکس اور باکس میں موجود کٹانگا دیوی کا مسکاٹ دکھایا تو پروفیسر ہالکر اس کے پاس کٹانگا دیوی کا مسکاٹ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اسے کٹانگا دیوی اور اس کے سیاہ مسکاٹ کے بارے میں بہت کچھ معلوم تھا۔

کٹانگا دیوی کا مسکاٹ چونکہ ڈیمور کو ملا تھا اس لئے پروفیسر ہالکر نے اسے مسکاٹ کے بارے میں ساری حقیقت بتا دی کہ یہ مسکاٹ کٹانگا دیوی کا ہے جو کہ نحوست کی علامت ہے۔ اس نے

ڈیمور کو یہ بھی بتایا کہ جس کے پاس یہ مسکاٹ ہوتا ہے اس پر موت کے سائے منڈلانا شروع ہو جاتے ہیں اور چونکہ ڈیمور کا پہلے ہی اس مسکاٹ کی وجہ سے ہاتھ جل چکا تھا اس لئے اس نے پروفیسر ہالکر کی بات پر فوراً یقین کر لیا۔ وہ مسکاٹ سیاہ باکس سمیت جلا دینا چاہتا تھا۔ جس پر پروفیسر ہالکر نے وہ سیاہ مسکاٹ اس سے لے لیا اور اپنے ساتھ لے گیا۔ پروفیسر ہالکر نے سیاہ باکس ہوان کے میوزیم کے حوالے کر دیا تھا اور اس مسکاٹ کے بارے میں اپنی معلومات بھی میوزیم کو فراہم کر دی تھیں جس کی وجہ سے میوزیم میں اس مسکاٹ کو خاص اہمیت دی جا رہی تھی۔ کٹانگا دیوی کے مسکاٹ والے سیاہ باکس کو خاص حفاظت میں رکھا گیا تھا۔ اس کی حفاظت کے لئے شیشے کا ایک مضبوط باکس بنایا گیا تھا جس میں اس باکس کو کھول کر رکھا گیا تھا تاکہ جو چاہے اسے دیکھ سکے۔ مسکاٹ والا باکس جہاں رکھا گیا تھا وہاں ایک بڑا احاطہ سا بنا لیا گیا تھا جسے خاص طور پر حفاظتی زنجیریں لگا کر بند کر دیا گیا تھا تاکہ کوئی بھی شیشے کے باکس کے نزدیک نہ جا سکے۔ جب لوگوں کو اس مسکاٹ کا علم ہوا تو وہ جوق در جوق اسے دیکھنے کے لئے میوزیم میں پہنچنا شروع ہو گئے۔

پہلی بار کٹانگا دیوی کا مسکاٹ دیکھنے والوں کو کچھ نہیں ہوتا تھا لیکن چونکہ کٹانگا دیوی کا مسکاٹ سیاہ ہونے کے باوجود انتہائی حسین تھا اس لئے لوگوں میں اسے بار بار دیکھنے کا جنون پیدا ہو رہا



تھا اس لئے اکثر لوگ اسے دوبارہ دیکھنے کے لئے میوزیم پہنچ جاتے اور جو لوگ دوسری بار کٹانگا دیوی کا مسکاٹ دیکھتے تھے اچانک ان کی آنکھوں کی بینائی چلی جاتی تھی اور وہ اندھے ہو جاتے تھے۔ پہلے تو اس بات پر خاص دھیان نہ دیا گیا لیکن جب روز ہی ایسے واقعات رونما ہونا شروع ہو گئے اور کٹانگا دیوی کے مسکاٹ کو دوسری بار دیکھنے والا اندھا ہو جاتا تو میوزیم میں اس مسکاٹ کو دکھانے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ لیکن ان لوگوں کا جوش وخروش ختم نہیں ہو رہا تھا جنہوں نے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ نہیں دیکھا تھا۔ وہ کٹانگا دیوی کے حسن کی اس قدر داستانیں سن چکے تھے کہ وہ ایک بار اپنی آنکھوں سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ دیکھنا چاہتے تھے۔ لوگوں کے جنون کی وجہ سے میوزیم انتظامیہ نے اس مسکاٹ والے احاطے کے گرد سیکورٹی تعینات کر دی جو چاروں طرف سے شیشے کے اس باکس کو گھیر لیتے تھے جس میں کٹانگا دیوی کا مسکاٹ موجود تھا۔ مجھے جب اپنی پراسرار طاقتوں سے پتہ چلا کہ کٹانگا دیوی کا مسکاٹ جس کی ہمیں تلاش ہے وہ ہوان شہر کے میوزیم میں رکھا ہوا ہے تو میں نے فوری طور پر اس مسکاٹ کو وہاں سے حاصل کرنے کا پروگرام بنا لیا اور اس کے لئے اپنی بلیک ایجنسی کے فارن ایجنٹوں کو فعال کر دیا کہ وہ کسی بھی طرح میوزیم میں جائیں اور وہاں سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ نکال کر لے آئیں۔ فارن ایجنٹ ہوان شہر کے میوزیم سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ حاصل کرنے کے

لئے پہنچے۔ انہوں نے میوزیم میں بے ہوشی کی گیس پھیلا دی تھی
جس سے میوزیم کے تمام محافظ بے ہوش ہو گئے تھے۔ ان محافظوں
میں وہ محافظ بھی شامل تھے جو خصوصی طور پر کٹانگا دیوی کے مسکاٹ
کے باکس کی حفاظت پر مامور تھے۔

جب ایجنٹ شیشے کے اس باکس کے پاس پہنچے جس میں کٹانگا
دیوی کے مسکاٹ والا باکس رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے مررکٹر سے
باکس کاٹنا شروع کیا ہی تھا کہ اچانک شیشے کے باکس میں دھواں
بھرنا شروع ہو گیا۔ شیشے کے باکس میں اس طرح دھواں بھرتے
دیکھ کر ایجنٹ رک گئے تھے۔ وہ حیران تھے کہ باکس میں دھواں
کہاں سے آ رہا ہے۔ ابھی وہ دیکھ ہی رہے تھے کہ شیشے کے باکس
سے دھواں غائب ہونا شروع ہو گیا۔ جب دھواں مکمل طور پر ختم ہوا
تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کٹانگا دیوی کا مسکاٹ سیاہ باکس
سمیت غائب ہو چکا تھا۔

شیشے کے باکس سے سیاہ باکس کو غائب دیکھ کر وہ حیران رہ
گئے تھے۔ انہوں نے شیشہ کاٹ کر اندر کا ایک ایک حصہ چیک کیا
لیکن سیاہ باکس اور کٹانگا دیوی کا مسکاٹ حقیقی طور پر وہاں سے
غائب ہو چکے تھے۔ اس بات کی جب مجھے اطلاع دی گئی تو مجھے
ان کی بات پر یقین ہی نہ آیا۔ میں نے فوری طور پر ڈیول ورلڈ
سے رابطہ کیا تو مجھے بتایا گیا کہ شیشے کے باکس سے کٹانگا دیوی کا
مسکاٹ سیاہ باکس سمیت بھامیوں نے غائب کیا ہے۔ میں نے



جب بھامیوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے چونکا
دینے والی باتوں کو علم ہوا“...... ٹیرم نے کہا اور خاموش ہو گیا۔

”اوہ۔ بھامیوں سے کون سی چونکا دینے والی باتیں معلوم ہوئی
ہیں تمہیں“...... پروفیسر رونالڈ نے انتہائی بے چینی سے پہلو بدلتے
ہوئے کہا۔

”بھامیوں کا تعلق کٹانگا دیوی سے ہے پروفیسر اور کٹانگا دیوی
نے ہی انہیں اس میوزیم میں مسکاٹ لینے کے لئے بھیجا تھا۔ وہی
ہوان کے میوزیم میں گئی تھیں اور وہاں سے سیاہ باکس سمیت
مسکاٹ نکال کر لے گئی تھیں“...... ٹیرم نے جواب دیا تو پروفیسر
کے چہرے پر حیرت کے بادل لہرانے لگے۔

”مسکاٹ کٹانگا دیوی کے کہنے پر وہاں سے نکالا گیا تھا۔ یہ
کیسے ہو سکتا ہے۔ بھامیوں میں اتنی طاقت کیسے آ گئی کہ وہ کٹانگا
دیوی کے مسکاٹ والے باکس کے نزدیک بھی جا سکیں۔ مسکاٹ
اس باکس میں رکھا ہی اسی لئے گیا تھا کہ اسے کٹانگا دیوی کی کوئی
طاقت چھو بھی نہ سکے پھر بھامیوں نے وہ باکس وہاں سے کیسے
نکال لیا“...... پروفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کے لئے کٹانگا دیوی نے اشائی کی مدد حاصل کی تھی
پروفیسر۔ کٹانگا دیوی نے اشائی سے کہا تھا کہ وہ بھامیوں کی صرف
اس حد تک مدد کر دے کہ وہ سیاہ باکس اس میوزیم سے نکال کر اسی
دنیا کے ایک خاص انسان تک پہنچا دے۔ پہلے تو اشائی نے کٹانگا

دیوی کی بات ماننے سے انکار کر دیا تھا لیکن جب کٹانگا دیوی۔
اسے انسانی خون کی بھینٹ دی تو اشائی نے اس کی بات مان
اور اس نے چند بھامیوں کو اتنی طاقت دے دی کہ وہ میوزیم
موجود کٹانگا دیوی کے مسکاٹ والا باکس اٹھا کر ایک خاص انس
کے پاس لے جا سکیں اور بھامیوں نے ایسا ہی کیا تھا۔ انہوں
میوزیم سے سیاہ باکس نکال کر اس انسان کی رہائش گاہ کی دہلیز
پہنچا دیا تھا جس کے بارے میں کٹانگا دیوی نے اشائی کو بتایا
کہ وہ اس کا خاص الخاص ہمدرد ہے''...... ٹیرم نے جواب دیا۔

''اوہ۔ کون ہے وہ انسان جسے کٹانگا دیوی اپنا خاص ہمدرد
ہے کیا اس کے بارے میں تم نے معلوم کیا ہے''...... پروفیسر رو
نے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''ہاں پروفیسر رونالڈ۔ جب میں اس معاملے میں کودا تو پھر
تمام معلومات حاصل کرتا چلا گیا۔ میں نے اس خاص ہمدرد کا
پتہ چلا لیا ہے۔ وہ ایشیا کے ایک ملک پاکیشیا کا رہنے والا
اس کا نام علی عمران ہے۔ بھامیوں نے کٹانگا دیوی کے مسکاٹ
سیاہ باکس اسی آدمی کی رہائش گاہ کی دہلیز پر جا کر رکھ دیا تھا
پروفیسر رونالڈ آپ کو یہ سن کر اور زیادہ حیرت ہو گی کہ کٹانگا
خود بھی اس انسان کی رہائش گاہ میں گئی تھی اور اس نے عمران
دائیں ہاتھ کی پشت پر اپنی طاقت کا مخصوص سیاہ بچھو کا نشان
دیا ہے جو اس کا سب سے زیادہ شکتی شالی نشان ہے''...... ٹیرم



جواب دیا اور پروفیسر رونالڈ کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا جیسے ٹیرم نے اسے کوئی انہونی سی بات بتا دی ہو۔

''کیا کہا۔ کٹانگا دیوی نے عمران کے ہاتھ کی پشت پر اپنا شکتی شالی سیاہ بچھو کا نشان بنا دیا ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں پروفیسر۔ میں نے عمران کے ہاتھ کی پشت پر وہ نشان دیکھا ہے وہ کٹانگا دیوی کی طاقت کا اصلی نشان ہے جس کی وجہ سے عمران دنیا کا انتہائی طاقتور اور مافوق الفطرت اور ساحرانہ طاقتوں کا مالک بن چکا ہے۔ اب جب تک طاقت کا یہ نشان اس کے ہاتھ پر رہے گا اس وقت تک عمران دنیا کا سب سے طاقتور اور خطرناک انسان رہے گا جس کے سامنے آنے والی ہر شیطانی طاقت ہیچ ہو کر رہ جائے گی اور عمران اپنے ہاتھ کے ایک اشارے سے کچھ بھی کر سکتا ہے''...... ٹیرم نے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ کٹانگا دیوی نے اپنی طاقت کا نشان عمران کے ہاتھ کی پشت پر بنا کر اسے مجھ سے بھی زیادہ طاقتور بنا دیا ہے اور کٹانگا دیوی کا مسکاٹ بھی اس کے پاس ہے۔ جسے حاصل کرنا میرے لئے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کٹانگا دیوی نے اپنا مسکاٹ اس تک کیوں پہنچایا ہے اور کیا عمران اس مسکاٹ کی حقیقت جانتا ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''نہیں پروفیسر۔ عمران کٹانگا دیوی کے مسکاٹ کے بارے میں
کچھ بھی نہیں جانتا۔ کٹانگا دیوی چاہتی ہے کہ مسکاٹ، عمران کے
ذریعے اس تک پہنچ جائے جسے وہ اپنے منہ پر لگا کر پھر سے نئی
زندگی حاصل کر سکتی ہے۔ اس کے چہرے پر اس کا اصلی چہرہ لگ
جائے تو وہ صدیوں کے بعد دوبارہ دنیا میں ظاہر ہو سکتی ہے اور پھر
وہ اپنی طاقت سے اس پوری دنیا کو زیر کر سکتی ہے۔ دنیا کی کوئی
طاقت عمران سے مسکاٹ نہ چھین لے اسی لئے اس نے عمران کے
دائیں ہاتھ کی پشت پر اپنی طاقت بچھو کا نشان بھی بنا دیا ہے۔ اب
اگر کوئی شیطانی طاقت عمران سے اس مسکاٹ کو حاصل کرنے کی
کوشش کرے گی تو عمران کٹانگا دیوی کی دی ہوئی طاقت سے اس
شیطانی طاقت کو آسانی سے فنا کر دے گا''...... ٹیرم نے کہا
پروفیسر رونالڈ کا چہرہ تاریک سا ہو گیا۔

''غلط ہوا ہے۔ یہ بہت غلط ہوا ہے۔ اگر مسکاٹ، عمران کے
ذریعے کٹانگا دیوی کے پاس پہنچ گیا تو پوری دنیا کی شیطانی طاقتیں
اس کی اسیر ہو جائیں گی اور پھر وہی ہو گا جو کٹانگا دیوی چاہے گی
وہ ہم جیسے وچ ڈاکٹروں کی ساری طاقتیں سلب کر لے گی اور ہمیں
اپنے اشاروں پر ناچنے پر مجبور کر دے گی۔ ہماری برسوں کی محنت
سے حاصل کی ہوئی ساری طاقتیں ختم ہو جائیں گی۔ کٹانگا دیوی
کے حکم کے بغیر کوئی بھی شیطانی طاقت ہمارا کوئی بھی کام نہیں کرے
گی اور پھر ہم میں اور عام انسانوں میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا



یہ تو غلط ہو جائے گا بالکل غلط''...... پروفیسر رونالڈ نے بجھے بجھے
سے لہجے میں کہا۔

''ہاں پروفیسر۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم کسی طرح سے
عمران سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ حاصل کر لیں۔ جب مسکاٹ
ہمارے پاس ہو گا اور آپ افریقہ کے جنگلوں میں جا کر جب کٹانگا
دیوی کو تلاش کر کے اس کے چہرے پر اس کا مسکاٹ لگائیں گے
تو وہ نئی زندگی حاصل کر لے گی اور اسے آپ آسانی سے تسخیر کر
سکتے ہیں۔ کٹانگا دیوی کو اگر آپ تسخیر کر لیں تو پھر آپ دنیا کے
سب سے زیادہ شکتی شالی انسان بن جائیں گے جس کے سامنے دنیا
کی تمام شیطانی طاقتیں جھک جائیں گی''...... ٹیرم نے کہا۔

''چاہتا تو میں بھی یہی تھا۔ اسی لئے تو میں کٹانگا دیوی کے
مسکاٹ کی تلاش کرا رہا تھا لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔ کٹانگا دیوی
نے اپنا مسکاٹ ایک ایسے انسان کے پاس پہنچا دیا ہے جس کے
ہاتھ کی پشت پر اس نے اپنا شکتی شالی نشان بھی بنا دیا ہے۔ اس
شکتی شالی نشان کی وجہ سے وہ عام انسان ہم جیسے طاقتور وچ
ڈاکٹروں سے بھی سینکڑوں گنا طاقتور بن چکا ہے جس کا مقابلہ کرنا
مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے اسی انداز
میں کہا۔

''آپ ایک بار کوشش کر کے عمران کے دماغ تک پہنچنے کی
کوشش کریں اور اس کی کوئی کمزوری معلوم کرنے کی کوشش کریں۔

اگر ہمارے ہاتھ اس انسان کی کوئی کمزوری لگ گئی تو ہم اس کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر اس سے مسکاٹ حاصل کر سکتے ہیں‘‘۔ ٹیرم نے کہا۔

’’مجھے نہیں لگتا کہ ہم اس سے مسکاٹ حاصل کر سکیں گے۔ بہرحال میں کوشش کرتا ہوں۔ اس کا پورا نام بتاؤ‘‘...... پروفیسر رونالڈ نے پہلے مایوس لہجے میں اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

’’اس کا پورا نام علی عمران ہے‘‘...... ٹیرم نے کہا۔

’’اس کی ماں کا کیا نام ہے‘‘...... پروفیسر رونالڈ نے پوچھا۔

’’اس کی ماں کا نام کوششوں کے باوجود میں معلوم نہیں کر سکا ہوں پروفیسر۔ اس کی ماں ایک باکردار اور عبادت گزار عورت ہے جس کے بارے میں جتنی بار بھی میں کچھ معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں میرا دماغ بلینک ہو جاتا ہے اور جب میں مزید گہرائی میں جانے کی کوشش کرتا ہوں تو میرا سر درد سے پھٹنا شروع ہو جاتا ہے‘‘...... ٹیرم نے کہا۔

’’اوہ۔ کیا تم اس کے باپ کا نام بھی معلوم نہیں کر سکے ہو‘‘...... پروفیسر رونالڈ نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے پوچھا۔

’’اس کے باپ کا نام معلوم ہو گیا ہے۔ اس کے باپ کا نام سر عبدالرحمٰن ہے‘‘...... ٹیرم نے جواب دیا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں اس کے نام کے ساتھ اس کے باپ کا نام



جوڑ کر اس کے بارے میں پتہ لگاتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ اس کی کوئی کمزوری میرے ہاتھ لگ جائے‘‘...... پروفیسر رونالڈ نے کہا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے کے عضلات آہستہ آہستہ پھڑکنے لگے پھر اس میں تیزی آ گئی۔ کمرے میں جلنے والی روشنی آہستہ آہستہ مدھم ہوتی جا رہی تھی۔ ٹیرم سر جھکائے خاموش کھڑا تھا۔ روشنی کم ہوتے ہوتے اس قدر مدھم ہو گئی کہ اب کمرے میں صرف ان دونوں کے سائے ہی دکھائی دے رہے تھے اور کمرے میں جیسے غیر مرئی مخلوق کی تیز تیز سانس لینے کی آوازیں سنائی دینے لگی۔ پھر یہ آوازیں خوفناک غراہٹوں میں بدل گئیں اور پھر کچھ دیر کے بعد ساری آوازیں بند ہو گئیں اور مدھم روشنی پھر تیز ہونا شروع ہو گئی اور جب روشنی پہلے جیسی پوزیشن میں تیز ہوئی تو پروفیسر رونالڈ نے یکلخت بوکھلائے ہوئے انداز میں آنکھیں کھول دیں۔

’’اوہ۔ تعجب انگیز۔ انتہائی تعجب انگیز‘‘...... پروفیسر رونالڈ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

’’کیا ہوا پروفیسر‘‘...... ٹیرم نے اس کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

’’اس انسان کا دماغ واقعی انتہائی طاقتور ہے۔ میرا تمام علم بے کار ثابت ہوا ہے۔ میں اس کے دماغ کے اندر جھانک ہی نہیں سکا

ہوں۔ میں نے اس کے دماغ میں گھسنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن
جب میرا کوئی بھی حربہ کامیاب نہ ہوا تو میں نے اپنی مدد کے لئے
زتھورا کو بلا لیا اور اس سے اس انسان کے بارے میں پوچھا تو
زتھورا نے مجھے بتایا کہ یہ آدمی ڈیول ورلڈ کے بارے میں بہت کچھ
جانتا ہے اور اس کے پاس ایسا علم موجود ہے جس کی مدد سے وہ
شیطانی دنیا کے ہر حربے کا توڑ کر سکتا ہے اور اب کٹانگا دیوی کے
دیئے ہوئے سیاہ بچھو کے نشان نے اسے مزید طاقتور بنا دیا
ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پھر اب کیا ہوگا''...... ٹیرم نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے
پوچھا۔

''میں ہر صورت میں اس سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ حاصل کرنا
چاہتا ہوں تاکہ میں کٹانگا دیوی کو تسخیر کر سکوں۔ کٹانگا دیوی کی مدد
سے میں شیطانی دنیا کا سب سے طاقتور انسان بن جاؤں گا پھر میں
جس ملک پر چاہوں آسانی سے قبضہ کر سکوں گا چاہے وہ کوئی مسلم
ملک ہی کیوں نہ ہو۔ میں سب سے پہلے پاکیشیا پر قبضہ کر کے اسے
صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتا ہوں۔ یہ ملک مسلم نظریئے پر قائم ہوا
ہے اور پاکیشیا تمام مسلم ورلڈ کا لیڈر ہے جو تیزی سے ترقی کی
منزلیں طے کرتا چلا جا رہا ہے۔ تیزی سے ترقی کرتے ہوئے اس
ملک نے ایٹمی پاور بھی حاصل کر لی ہے جس سے سب سے زیادہ
خطرات اسرائیل کو ہی درپیش ہیں۔ جب تک پاکیشیا کا وجود ختم



نہیں ہو جاتا اس وقت تک یہودیوں کی عظیم الشان سلطنت کا
خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ میں اسرائیل کو انتہائی عظیم الشان
سلطنت کے طور پر دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں پوری دنیا پر یہودیوں کا
غلبہ چاہتا ہوں اور جیسے جیسے پاکیشیا ترقی کرتا جائے گا دنیا پر سے
یہودیوں کا غلبہ ختم ہوتا جائے گا اور ایک وقت ایسا آئے گا جب
یہودیوں کا وجود ہی ختم ہو کر رہ جائے گا۔ اگر کسی طرح سے پاکیشیا
کو ختم کر دیا جائے تو پھر یہودی اس دنیا میں اپنے قدم بھی جما سکتے
ہیں اور پوری دنیا پر اپنا تسلط بھی قائم کر سکتے ہیں اور مجھے پاکیشیا کو
تباہ کرنے کے لئے ہر صورت میں کٹانگا دیوی کا مسکاٹ چاہئے۔
ہر حال میں۔ کٹانگا دیوی اپنے چہرے پر میرے ہاتھوں سے اپنا
مسکاٹ لگائے بغیر تسخیر نہیں ہو سکتی اور جب تک کٹانگا دیوی میرے
قابو میں نہیں آئے گی میں پاکیشیا کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا خواب
کبھی پورا نہیں کر سکوں گا۔ جو میری ہار ہو گی اور میں کسی بھی
صورت میں ہارنا نہیں چاہتا ہوں۔ کسی بھی صورت میں نہیں''......
پروفیسر رونالڈ نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

''پروفیسر۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ عمران کو کسی کے ذریعے ہلاک
کرا دیا جائے''...... ٹیرم نے کہا۔

''نہیں۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو پھر اسے ہمارے بارے میں پتہ
چل جائے گا اور اس آدمی سے کوئی بعید نہیں کہ وہ ہماری ہلاکت
کے لئے ہی نکل کھڑا ہو''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

"تو پھر اس سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے"...... ٹیرم نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"اس کے لئے مجھے کچھ اور ہی سوچنا ہوگا"...... پروفیسر رونالڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ سب آپ کو جلدی کرنا پڑے گا پروفیسر۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عمران کٹانگا دیوی کو اس کا مسکاٹ واپس کرنے کے لئے افریقہ کے گھنے جنگلوں میں پہنچ جائے۔ اگر اس نے افریقہ جا کر کٹانگا دیوی کو اس کا مسکاٹ واپس کر دیا تو پھر ہم اسے کسی بھی صورت میں حاصل نہیں کر سکیں گے"...... ٹیرم نے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ تم جاؤ۔ میں کچھ نادیدہ قوتوں سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ مجھے اس سلسلے میں کوئی ٹپ مل جائے"۔ پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

"جیسا آپ کا حکم پروفیسر"...... ٹیرم نے سر جھکا کر کہا۔

"اور سنو جب تک میں اجازت نہ دوں اس کمرے میں کوئی نہیں آئے گا"...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

"جو حکم"...... ٹیرم نے کہا اور پھر وہ پروفیسر رونالڈ کو مؤدبانہ انداز میں سلام کرتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی پروفیسر رونالڈ اپنی جگہ سے اٹھا اور عقبی دیوار کی جانب بڑھ گیا۔ یہ دیوار سپاٹ تھی۔ پروفیسر رونالڈ نے دیوار کے پاس جا کر دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ ٹھوکر ماری تو دیوار میں سرر کی



آواز کے ساتھ ایک دروازہ سا بنتا چلا گیا۔ دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جا رہی تھی۔ پروفیسر رونالڈ سیڑھیاں اتر کر ایک چھوٹے اور تنگ سے کمرے میں آ گیا۔ اس کے سیڑھیاں اترتے ہی اس کے پیچھے دیوار میں بنا ہوا دروازہ خود بخود بند ہو گیا تھا۔

چھوٹے کمرے میں تاریکی تھی۔ اس کی چھت اور دیواریں گہرے سیاہ رنگ سے پینٹ کی گئی تھیں۔ پروفیسر رونالڈ نے تالی بجائی تو اچانک کمرے کی چھت سے ہلکے زرد رنگ کی روشنی خارج ہونا شروع ہو گئی۔ جو سیاہ رنگ کی دیواروں سے مل کر پراسرار رنگ میں بدلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ کمرے کے وسط میں سفید رنگ سے ایک دائرہ سا بنا ہوا تھا جس کے سامنے والے حصے میں ایک سیاہ رنگ کی کھوپڑی پڑی ہوئی تھی اور وہاں ایک ہڈی بھی موجود تھی۔

پروفیسر رونالڈ اس دائرے میں بیٹھ گیا اور اس نے ہڈی اٹھا کر ہاتھ میں لے لی۔ اس نے آنکھیں بند کر کے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا اور پھر ہڈی پر پھونک دیا۔ تین بار اس نے یہی عمل دہرایا اور پھر آنکھیں کھول دیں۔ اس نے ہڈی سامنے پڑی ہوئی کھوپڑی کے سر پر ماری تو اچانک کھوپڑی کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

"مجھے کس لئے جگایا ہے پروفیسر"...... کھوپڑی سے ایک غیر انسانی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"شاگی کو بلاؤ۔ مجھے اس سے ضروری بات کرنی ہے"۔ پروفیسر

رونالڈ نے کرخت لہجے میں کہا تو کھوپڑی جس کا رخ پروفیسر رونالڈ کی جانب تھا اچانک دائرے کے پاس سے ہوا میں اٹھی اور پھر آہستہ آہستہ دوسری طرف گھومتی چلی گئی۔ جیسے ہی اس کا رخ سامنے دیوار کی جانب ہوا اس کی آنکھوں کے سوراخوں سے سرخ رنگ کی روشنی کی دھاریں سی نکل کر دیوار پر پڑیں۔ دوسرے لمحے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار دو حصوں میں تقسیم ہو کر کھلتی چلی گئی۔

''شاگی۔ باہر آؤ''...... کھوپڑی کے منہ سے اسی طرح انتہائی کریہہ اور چیختی ہوئی آواز نکلی اور دوسرے ہی لمحے دیوار کے پھٹے ہوئے حصے میں موجود تاریکی سے ایک لڑکی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی باہر آ گئی۔ اس لڑکی نے سیاہ رنگ کا لبادے نما لباس پہن رکھا تھا اور اس کے سر پر بھی پروفیسر رونالڈ کی طرح ایک مخروطی طرز کی ٹوپی دکھائی دے رہی تھی۔ لڑکی کے چہرے کے نقوش قدیم مصری شہزادیوں جیسے تھے۔

''میں آ گئی ہوں پروفیسر''...... لڑکی نے انتہائی دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''آؤ۔ میرے سامنے آ کر بیٹھ جاؤ شاگی''...... پروفیسر رونالڈ نے اس کی مسکراہٹ کو نظر انداز کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا تو لڑکی سر ہلا کر آگے بڑھی اور پروفیسر رونالڈ کے سامنے دائرے کے باہر نہایت مؤدبانہ لہجے میں بیٹھ گئی۔



''اب بتاؤ پروفیسر۔ کیوں بلایا ہے تم نے مجھے''...... شاگی نے پروفیسر رونالڈ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''شاگی۔ تم جانتی ہو کہ میں برسوں سے کٹانگا دیوی کو تسخیر کرنے کا خواب دیکھ رہا ہوں''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''ہاں۔ شاگی جانتی ہے''...... شاگی نے جواب دیا۔

''تم یہ بھی جانتی ہو کہ کٹانگا دیوی کو اس وقت تک تسخیر نہیں کیا جا سکتا ہے جب تک اس کا سیاہ چہرہ حاصل نہ کر لیا جائے۔ کٹانگا دیوی کو تسخیر کرنے کے لئے کسی عمل اور کوئی جاب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس کے پاس کٹانگا دیوی کا کٹا ہوا ماسک جیسا سیاہ چہرہ ہو گا اور کٹانگا کا سیاہ چہرہ جو انسان اپنے ہاتھوں سے کٹانگا دیوی کے چہرے پر لگا دے گا تو کٹانگا دیوی اس کے بس میں آ جائے گی اور وہ کٹانگا دیوی کی تمام طاقتوں کا مالک بن سکتا ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''شاگی یہ سب بھی جانتی ہے''...... شاگی نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کٹانگا دیوی کا کٹا ہوا ماسک جیسا سیاہ چہرہ میں برسوں سے حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ تمہیں معلوم ہو گا کہ اس ماسک کو تلاش کرنے کے لئے میں نے پوری دنیا میں اپنی طاقتیں بھیج رکھی ہیں جو زمین کے نیچے اور آسمان کی بلندیوں پر موجود دوسرے

سیاروں میں بھی اس ماسک کو تلاش کر رہی ہیں''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''ہاں۔ شاگی یہ بھی جانتی ہے اور شاگی کو اس بات کا بھی علم ہے کہ تمہارے دست راست ٹیرم نے اس بات کا پتہ لگا لیا تھا کہ کٹانگا دیوی کے چہرے کا ماسک جسے مسکاٹ کہا جاتا ہے کہاں موجود ہے۔ وہ مسکاٹ ایکریمیا کی ایک ریاست ہوان کے ایک میوزیم میں موجود تھا۔ ٹیرم نے اپنی طاقتوں سے اس مسکاٹ کو حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن عین وقت پر کٹانگا دیوی کی کنیزوں جنہیں بھامیاں کہا جاتا ہے، نے مسکاٹ وہاں سے نکال لیا تھا اور ٹیرم وہ مسکاٹ حاصل نہیں کر سکا''...... شاگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بہت خوب۔ پھر تو تمہیں اس بات کا بھی علم ہو گیا ہو گا کہ کٹانگا دیوی کی کنیزیں وہ مسکاٹ کہاں لے گئی ہیں اور اب وہ مسکاٹ کس کے پاس ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ وہ مسکاٹ پاکیشیا کے ایک نوجوان کے پاس پہنچایا گیا ہے۔ کٹانگا دیوی چاہتی ہے کہ پاکیشائی انسان وہ مسکاٹ لے کر اس کے پاس افریقہ کے جنگلوں میں پہنچ جائے اور وہ اس سے اپنا مسکاٹ حاصل کر کے نئی زندگی حاصل کر لے۔ اسی مقصد کے لئے کٹانگا دیوی نے اپنی کنیزوں کے ذریعے مسکاٹ پاکیشائی انسان



تک پہنچایا ہے اور پاکیشائی انسان سے کوئی اس کا مسکاٹ حاصل نہ کر سکے اس کے لئے کٹانگا دیوی نے پاکیشائی انسان کے دائیں ہاتھ کی پشت پر اپنا شکتی شالی بچھو کا نشان بھی بنا دیا ہے جس سے پاکیشائی انسان کی طاقتوں میں سینکڑوں گنا اضافہ ہو گیا ہے''۔ شاگی نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ اب یہ بتاؤ کہ میں عمران سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ کیسے حاصل کر سکتا ہوں''...... پروفیسر رونالڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''پاکیشائی انسان کے بارے میں مجھے زیادہ علم نہیں ہے کیونکہ اس کا تعلق روشن دنیا سے ہے اس لئے میں اس کا نام بھی نہیں جانتی اور اس کے سر پر کچھ ایسی روشن ہستیوں کے ہاتھ ہیں جو ہم جیسی طاقتوں کو اس کے نزدیک بھی نہیں پھٹکنے دیتیں خاص طور پر پاکیشائی انسان کی بوڑھی ماں کا ایک مرشد جس کی دعائیں ہر وقت پاکیشائی انسان کے ساتھ رہتی ہیں اور پھر پاکیشائی انسان بھی انتہائی باکردار انسان ہے۔ وہ زن، زر اور زمین سے دور رہنے والا انسان ہے۔ جس انسان کا ایمان پختہ ہو، جس میں لالچ نہ ہو اور جو ہر وقت دین و دنیا کے لئے کٹ مرنے کے لئے تیار رہتا ہو اس کے پاس شیطانی طاقتیں ہی نہیں خود شیطان بھی جانے سے گھبراتا ہے۔ اس کے علاوہ پاکیشائی انسان، صاحبِ علم بھی ہے جس کے پاس ہر قسم کے شیطانی علم کا توڑ موجود ہے اس لئے کوئی بھی شیطانی

طاقت نہیں چاہے گی کہ اس قدر خطرناک انسان کے پاس جا کر ہو جائے''......شاگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم شیطانی دنیا کے سب سے بڑے شیطانی معبد کی کنیز شاگی ہو۔ تمہارے پاس کوئی تو ایسا حل ہوگا جس کی مدد سے پاکیشیائی انسان کو نقصان پہنچایا جا سکے یا کسی طرح سے اسے ورغلا کر اس سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ حاصل کیا جا سکے۔ کچھ تو بتاؤ۔ کوئی طریقہ ہوگا تمہارے پاس''...... پروفیسر رونالڈ نے بری طرح سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''اس سلسلے میں شاگی تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی ہے پروفیسر۔ تمہیں اگر پاکیشیائی انسان کو زیر کرنا ہے اور اس سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ حاصل کرنا ہے تو اس کے لئے تم ماؤتانہ سے بات کرو۔ اس کے پاس تمہاری اس پریشانی کا ضرور کوئی حل ہوگا''......شاگی نے کہا تو پروفیسر رونالڈ بری طرح سے چونک پڑا۔

''ماؤتانہ۔ تمہارا مطلب ہے۔ مہا شیطان کی سیاہ کنیز جو شیطان کے ساتھ اس کے معبد میں رہتی ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ وہ بے حد شکتی شالی ہے۔ اس سے رابطہ کرو اور کسی طرح سے اسے منانے کی کوشش کرو کہ وہ تمہاری مدد کرے۔ اگر وہ تمہاری مدد کے لئے آمادہ ہو گئی تو سمجھ لینا کہ تمہارا کام آسان ہو جائے گا اور وہ خود تمہیں پاکیشیائی انسان سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ



چھین کر لا دے گی''......شاگی نے کہا تو پروفیسر رونالڈ کے چہرے پر امید اور مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''میں ماؤتانہ سے رابطہ کر سکتا ہوں۔ وہ میری مدد کے لئے آمادہ بھی ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے مجھے خاص طور پر ایک خاص عمل کرنا پڑے گا اور ماؤتانہ کے لئے خصوصی بھینٹ کا بھی انتظام کرنا پڑے گا''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''تو پھر تمہیں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ تم آج ہی سے بلکہ ابھی سے اپنا عمل شروع کر دو۔ ماؤتانہ تمہارے پاس آ جائے گی تو تم اس کی مدد سے اپنا کام پورا کرا لینا''......شاگی نے کہا۔

''ہاں۔ میں ایسا ہی کروں گا۔ بالکل ایسا ہی کروں گا۔ ماؤتانہ واقعی میری مدد کر سکتی ہے اور میں اس کی مدد سے عمران سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ چھین سکتا ہوں۔ تمہارا شکریہ شاگی۔ تم نے مجھے ماؤتانہ کا بتا کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ وقت آنے پر میں تمہارا یہ احسان ضرور اتاروں گا''...... پروفیسر رونالڈ نے اسی انداز میں کہا۔

''تو میں جاؤں اب''......شاگی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ہاں جاؤ۔ جب مجھے تمہاری ضرورت ہو گی تو میں تمہیں پھر بلا لوں گا''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا اور شاگی سر ہلا کر مڑی اور اسی خلاء کی طرف بڑھتی چلی گئی جس سے نکل کر وہ باہر آئی تھی۔

"ماؤتانہ۔ مجھے جلد سے جلد ماؤتانہ سے بات کرنی پڑے گ
ماؤتانہ واقعی میری مدد کر سکتی ہے۔ میں اس کی مدد سے نہ صر
عمران کو اس کے انجام تک پہنچا سکتا ہوں بلکہ اس سے کٹانگا د
کا مسکاٹ بھی حاصل کر سکتا ہوں۔ کٹانگا دیوی کا مسکاٹ ب
ہے۔ صرف میرا۔ جسے میں ہر صورت میں حاصل کر کے رہوں گ
ہر صورت میں"...... پروفیسر رونالڈ نے مسرت بھرے لہجے میں
اور پھر وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔



بلیک زیرو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کے ہاتھ کی پشت پر بنے ہوئے سیاہ بچھو کے نشان اور اس باکس کو دیکھ رہا تھا جو سامنے میز پر رکھا ہوا تھا۔ باکس کھلا ہوا تھا اور اس باکس میں ایک انتہائی حسین لڑکی کا کٹا ہوا سیاہ چہرہ مخمل کے کپڑے پر انتہائی نفاست سے رکھا ہوا تھا۔

لڑکی کا سیاہ چہرہ بے حد صاف و شفاف تھا۔ اس پر معمولی سی بھی سلوٹ دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ یہی نہیں اس چہرے کی آنکھیں بھی کھلی ہوئی تھیں اور چہرے پر اس قدر دلکش مسکراہٹ تھی جیسے وہ کسی سیاہ فام زندہ لڑکی کا چہرہ ہو اور اسے جدید دور کے کسی لیزر کٹر سے نہایت صفائی اور نفاست کے ساتھ اس کے چہرے سے کاٹ لیا گیا ہو۔

عمران ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں پہنچا تھا۔ بلیک باکس اور اس

میں موجود لڑکی کے چہرے نے اسے بری طرح سے الجھا دیا تھا۔ اس نے اسی چہرے کے حوالے سے قدیم کتاب میں بہت کچھ پڑھا تھا۔ وہ یہ سوچ سوچ کر حیران ہو رہا تھا کہ آخر یہ سیاہ چہرہ اس کے فلیٹ کے دروازے کے پاس کیسے پہنچ گیا تھا۔ جب عمران کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو اس نے باکس بند کیا اور اسے لے کر دانش منزل پہنچ گیا اور اس نے بلیک زیرو کو ساری تفصیل بتاتے ہوئے باکس کھول کر ماسک جیسا کٹا ہوا سیاہ چہرہ اس کے سامنے رکھ دیا۔ بلیک زیرو عمران سے اس قدر حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین واقعات سن کر حیران رہ گیا تھا۔ اسے اس بات پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ عمران کے دائیں ہاتھ کی پشت پر اس طرح ایک بچھو کا نشان گدا جا سکتا ہے کہ اس کا عمران کو علم ہی نہ ہو اور اس نشان کی وجہ سے عمران کے اس ہاتھ میں انتہائی حیرت انگیز اور مافوق الفطرت قسم کی ساحرانہ طاقتیں آ گئیں تھیں کہ عمران ہاتھ کے اشارے سے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ عمران نے جب اپنے دائیں ہاتھ سے بلیک زیرو کو چند مظاہرے بھی کر کے دکھائے اور بلیک باکس کھول کر اس میں موجود لڑکی کا سیاہ چہرہ دکھایا تو بلیک زیرو آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

''حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ مجھے تو یہ سب دیکھ کر بھی یقین نہیں آ رہا ہے کہ آپ اس قدر مافوق الفطرت طاقتوں کے مالک بن گئے ہیں کہ اس ہاتھ کی مدد سے آپ نہ صرف بیٹھے بیٹھے اپنی ہر ضرورت پوری کر سکتے ہیں بلکہ اس ہاتھ سے آپ زبردست



تباہی بھی پھیلا سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''یقین تو مجھے بھی نہیں آ رہا ہے۔ میں بھی اسے محض ایک خواب ہی سمجھ رہا تھا لیکن یہ سب حقیقت ہے۔ بچھو کے اس سیاہ نشان کی وجہ سے میں واقعی ساحرانہ طاقتوں کا مالک بن گیا ہوں۔ اس کا عملی مظاہرہ میں تمہیں دکھا بھی چکا ہوں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کس عورت کا چہرہ ہے''...... بلیک زیرو نے عمران کی جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ عمران نے اسے ابھی کٹانگا دیوی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔

''ہاں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ کس عورت کا چہرہ ہے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر موجود حیرت اور زیادہ گہری ہو گئی۔

''کس عورت کا چہرہ ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''یہ کٹانگا دیوی کا چہرہ ہے''...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو ایک بار پھر اچھل پڑا اس کے چہرے پر اور زیادہ حیرت امنڈ آئی تھی۔

''کٹانگا دیوی۔ کیا مطلب۔ کون ہے یہ دیوی اور آپ کیسے جانتے ہیں کہ یہ کسی دیوی کا چہرہ ہے''...... بلیک زیرو نے اسی

طرح انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''اپنے ہاتھ کی پشت پر بنے ہوئے بچھو کے نشان نے مجھے بری طرح سے الجھا رکھا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ نشان خود بخود میرے ہاتھ کی پشت پر کیسے بن گیا تھا۔ مجھے اس نشان کو دیکھ کر کچھ کچھ یاد آ رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے بچھو کے اس نشان اور اس نشان سے پیدا ہونے والی طاقتوں کے بارے میں مجھے کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہے۔ میں کافی دیر تک سر کھپاتا رہا پھر اچانک مجھے ایک کتاب کا خیال آیا تو میں نے اسے جوانا سے کہہ کر رانا ہاؤس کی لائبریری سے منگوا لیا۔ اس کتاب میں اس بچھو کے حوالے سے بہت کچھ لکھا تھا۔ اس کتاب میں اس ماسک کی تصویر بھی تھی۔ کتاب کے مطابق صدیوں پہلے افریقہ کے گھنے جنگلوں میں کٹانگا نامی ایک دیوی ہوا کرتی تھی جو ہاتھ کے ایک اشارے سے کچھ بھی کر سکتی تھی۔ اس کا دور حکومت بے حد طویل تھا۔ اس نے افریقہ کے جنگل کے ساتھ ساتھ برازیل کے جنگلوں کے قبیلوں کو بھی اپنے تابع کر رکھا تھا۔ یہ دیوی ماورائی علوم میں بے پناہ مہارت رکھتی تھی جس کی وجہ سے افریقہ اور برازیل کے جنگلوں کے قبیلے اس کی پوجا کرتے تھے۔ یہ دیوی ان قبیلوں کے لئے طاقت کی دیوی تھی۔ جس قبیلے میں یہ دیوی پہنچ جاتی اس قبیلے کو نہ صرف حیرت انگیز طور پر ماورائی طاقتیں مل جاتیں بلکہ وہ قبیلہ انتہائی تیزی سے پھلنا پھولنا شروع ہو جاتا تھا اور اس قبیلے کے وحشی



انتہائی طاقتور ہو گئے تھے انہیں نہ تو کوئی دشمن پچھاڑ سکتا تھا اور نہ ہی اس قبیلے پر کوئی آفت آتی تھی۔ کٹانگا دیوی ظالم اور بے رحم نہیں تھی وہ اپنے تمام قبیلوں کا خاص خیال رکھتی تھی اور انہیں ہر پریشانی اور دکھ سے بچاتی تھی۔ اس دیوی نے ان قبیلوں میں موجود صدیوں کی دشمنی تک ختم کر دی تھی اور انہیں ایک ساتھ اور مل جل کر رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ برازیل کے جنگلوں کے تمام قبیلے ایک جگہ اور افریقہ کے جنگلوں کے تمام قبیلے ایک جگہ جمع ہو کر ایک بڑے خاندان میں بدل گئے تھے اور ہر کوئی ایک دوسرے کا نہ صرف خیال رکھتا تھا بلکہ ایک دوسرے کی مدد کے لئے اپنی جان تک دینے کے لئے تیار ہو جاتا تھا۔

کٹانگا دیوی ان سب پر بے حد مہربان تھی۔ برازیل اور افریقہ کے جنگلوں کے وحشی چاہتے تھے کہ کٹانگا دیوی ان کے پاس رہے تاکہ ان کی طاقتوں میں اضافہ ہوتا رہے اور ان کے قبیلے دنیا کے تمام قبیلوں سے نہ صرف بڑے ہو جائیں بلکہ پوری دنیا کے طاقتور ترین قبیلے بن جائیں۔

جس طرح ان جنگلوں میں کٹانگا دیوی کا راج تھا اسی طرح وہاں ایک اور دیوی بھی تیزی سے اپنے پر پھیلا رہی تھی۔ یہ دیوی کلنگا دیوی کے نام سے مشہور تھی اور اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ کٹانگا دیوی سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ طاقتور ہے۔ کٹانگا دیوی نے تمام قبیلوں کو ایک ساتھ جوڑ کر رکھا ہوا تھا لیکن

کلنگا دیوی ایسا نہیں چاہتی تھی وہ قبیلوں کو بانٹ کر اور الگ الگ رکھنا چاہتی تھی۔ اسی وجہ سے کلنگا دیوی اور کٹانگا دیوی میں ٹھن گئی تھی۔ کلنگا دیوی نے اپنی اہمیت منوانے کے لئے کٹانگا دیوی کے راستے کاٹنے شروع کر دیئے تھے۔ وہ ان تمام قبیلوں پر قہر ڈھانا شروع ہو گئی تھی جو ایک ساتھ اور مل جل کر رہتے تھے۔ کٹانگا دیوی کی انتہائی کوششوں کے باوجود کلنگا دیوی انہیں الگ الگ کرنے اور ایک دوسرے کے خلاف کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی اور اس نے ایک بار پھر افریقہ اور برازیل کے تمام قبیلوں کو الگ الگ کر دیا۔ کلنگا دیوی نے اپنی طاقتوں سے ان قبیلوں پر سے کٹانگا دیوی کا سحر ختم کر دیا تھا اور انہیں پھر سے ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا تھا۔ کٹانگا دیوی ہر ممکن کوشش کرتی رہی کہ وہ کسی طرح سے ان تمام قبیلوں پر سے کلنگا دیوی کا ظالمانہ سحر ختم کر دے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکی تھی۔ کلنگا دیوی جہاں قبیلے والوں میں پھوٹ ڈال رہی تھی وہاں وہ ان کے دلوں میں کٹانگا دیوی کے خلاف مسلسل نفرت کا بیج بونے میں مصروف تھی۔ اس نے برازیل اور افریقہ کے چند قبیلوں سے دس وحشیوں کو چنا اور انہیں اس قدر طاقتوں سے نواز دیا کہ وہ وحشی کٹانگا دیوی کے خلاف محاذ آرائی کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان وحشیوں اور کٹانگا دیوی کے درمیان کئی معرکے ہوئے تھے۔ کٹانگا دیوی نے کئی وحشیوں کو ہلاک کر دیا تھا لیکن چونکہ ان وحشیوں کو کلنگا دیوی کا آشیر باد حاصل تھا اس لئے



وہ مسلسل کٹانگا دیوی کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ آخر کار انہوں نے ایک موقع پر کٹانگا دیوی کو اپنے قابو میں کر لیا۔ جیسے ہی ان وحشیوں نے کٹانگا دیوی کو اپنے قابو میں کیا، کلنگا دیوی خود وہاں پہنچ گئی اور اس نے کٹانگا دیوی کا منہ نوچ لیا جس کی وجہ سے کٹانگا دیوی کے چہرے کی کھال اس کی کھوپڑی سے الگ ہو گئی۔ کٹانگا دیوی کی ساری طاقتیں اس کے چہرے اور اس کی آنکھوں میں تھیں۔ جب اس کا چہرہ اس سے الگ ہو گیا تو کٹانگا دیوی ایک عام دیوی بن کر رہ گئی جسے کلنگا دیوی اور اس کے ساتھی وحشیوں نے پکڑ کر زندہ ہی جنگلوں میں دفن کر دیا۔ کلنگا دیوی، کٹانگا دیوی کا نچا ہوا چہرہ اپنے ساتھ لے گئی تھی اس نے وہ چہرہ ایسی جگہ لے جا کر پھینک دیا تھا جہاں نہ کوئی کوئی انسان نہیں پہنچ سکتا تھا۔

کٹانگا دیوی کا چہرہ اسی حالت میں وہاں پڑا رہا۔ کافی عرصے کے بعد اس ویران اور سنسان علاقے میں ایک پرندہ گیا جو بھوکا تھا۔ اس پرندے کو وہاں کٹانگا دیوی کا چہرہ دکھائی دیا۔ اس پرندے کو اپنی بھوک سے زیادہ اپنے بچوں کی بھوک کا زیادہ احساس تھا۔ اس نے چہرہ وہاں سے اٹھایا تاکہ اسے لے جا کر اپنے بھوکے بچوں کو دے سکے لیکن پھر راستے میں ایک سمندر سے گزرتے ہوئے اس کے پنجوں سے کٹانگا دیوی کا چہرہ نکل گیا۔ عام طور پر ہلکی چیزیں پانی میں تیرتی ہیں لیکن چونکہ یہ کٹانگا دیوی کا چہرہ تھا اس لئے سمندر میں گرتے ہی یہ چہرہ ڈوب گیا جسے وہ پرندہ دوبارہ

حاصل نہیں کر سکا تھا۔ اس طرح کٹانگا دیوی کا سیاہ چہرہ کئی صدیوں تک سمندر میں پڑا رہا اور سمندری مدو جزر کی وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچتا رہا پھر اتفاق سے یہ سیاہ چہرہ افریقہ کے جنگلوں کے نزدیک پہنچ گیا۔ جنگل کے اس حصے میں وٹاری نامی ایک قبیلہ آباد تھا جو سمندر کی گہرائیوں تک اترنے کا فن جانتا تھا۔ جب کٹانگا دیوی کا سیاہ چہرہ جنگلوں کے قریب سمندر میں پہنچا تو اس وقت قبیلے کے کئی وحشی سمندر میں اترے ہوئے تھے اور سمندر کی انتہائی گہرائیوں تک جانے کا مقابلہ کر رہے تھے۔ ان میں قبیلے کا سردار بھی تھا۔ گہرائی میں جاتے ہی اسے وہاں کٹانگا دیوی کا سیاہ چہرہ مل گیا۔ وہ اسے سمندر سے نکال لایا تھا۔

کٹانگا دیوی کے سیاہ چہرے کو قبیلہ پہچانتا تھا۔ اس قبیلے والوں نے اس چہرے کی حفاظت کرنا شروع کر دی۔ قبیلے کے بڑے بوڑھوں نے اس بات کا پتہ چلا لیا تھا کہ کٹانگا دیوی ابھی زندہ ہے اور اس کا جسم افریقہ کے ہی جنگلوں میں کہیں دفن ہے۔ اگر کٹانگا دیوی کا جسم ڈھونڈ کر یہ چہرہ دوبارہ اس کے چہرے پر منڈھ دیا جائے تو کٹانگا دیوی دوبارہ زندہ ہو سکتی تھی اور اگر کٹانگا دیوی زندہ ہو جاتی تو اس قبیلے کے دن ہی پھر جاتے۔ ان قبیلے والوں نے کٹانگا دیوی کا جسم تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ یہ سیاہ چہرہ اسی طرح ان قبیلے والوں کے قبضے میں رہا اور ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتا رہا۔ کتاب میں یہ بھی لکھا



گیا ہے کہ جس قبیلے کے پاس کٹانگا دیوی کا یہ سیاہ چہرہ تھا وہ دوسرے تمام قبیلوں سے بڑا اور طاقتور قبیلہ تھا جس کا مقابلہ کرنے کے لئے افریقہ کے ساتھ برازیل کے قبیلے میں تیار نہیں ہوتے تھے۔ کتاب میں تفصیل کے ساتھ کٹانگا دیوی کے بارے میں تفصیلات درج ہیں اور کتاب میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ کٹانگا دیوی جس پر حد سے زیادہ مہربان ہو جاتی تھی وہ راتوں رات اس وحشی کے دائیں ہاتھ کی پشت پر بچھو کے سیاہ نشان کا ٹیٹو بنا دیتی تھی جس سے اس وحشی میں حیرت انگیز صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ انتہائی ناقابلِ یقین ساحرانہ طاقتیں پیدا ہو جاتی تھیں اور مجھے اس بات پر حیرانی ہو رہی ہے کہ میرے دائیں ہاتھ کی پشت پر بھی وہی بچھو کا نشان موجود ہے جس کی وجہ سے مجھے مافوق الفطرت اور ساحرانہ طاقتیں حاصل ہو گئی ہیں اور میں ابھی اس نشان کی وجہ سے پریشان تھا کہ کٹانگا دیوی کا یہ سیاہ چہرہ بھی حیرت انگیز طور پر مجھ تک پہنچ گیا۔ میرے دائیں ہاتھ کی پشت پر بنا ہوا سیاہ بچھو کا نشان اور اس کی طاقتیں دیکھ کر صاف پتہ لگ رہا ہے کہ کٹانگا دیوی میرے فلیٹ میں آئی تھی اور اس نے مجھے بے ہوش کر کے میرے دائیں ہاتھ کی پشت پر سیاہ بچھو کا نشان بنا دیا تھا۔ لیکن اس نے ایسا کیوں کیا تھا اور یہ سیاہ چہرہ میرے فلیٹ کے دروازے کے باہر کس نے اور کیوں رکھا تھا۔ اگر یہ سارا کام واقعی کٹانگا دیوی نے کیا ہے تو کیوں۔ وہ مجھ سے کیا چاہتی ہے۔ مجھے طاقت کا نشان دینے کی

اسے کیا ضرورت تھی اور یہ سیاہ چہرہ خاص طور پر مجھ تک ہی کیوں پہنچایا گیا ہے''...... عمران نے رکے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''آپ بتا رہے ہیں کہ کتاب میں لکھا ہے کہ اگر کٹانگا دیوی کا جسم تلاش کر کے سیاہ چہرہ اس کے چہرے پر منڈھ دیا جائے تو وہ پھر سے زندہ ہو سکتی ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ کٹانگا دیوی چاہتی ہو کہ آپ یہ سیاہ چہرہ لے کر افریقہ کے جنگلوں میں جا کر اس کا جسم تلاش کریں اور یہ چہرہ اس کے منہ پر لگا دیں تاکہ اسے پھر سے نئی زندگی مل جائے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہونہہ۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ اگر کٹانگا دیوی یا اس کی کوئی طاقت یہ سیاہ چہرہ میرے فلیٹ تک پہنچا سکتی ہے تو وہ یہ سیاہ چہرہ افریقہ کے جنگلوں میں کیوں نہیں لے گئی جہاں کٹانگا دیوی کا جسم موجود ہے''...... عمران نے بری طرح سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ بھی سوچنے کی بات ہے۔ اگر کٹانگا دیوی یا اس کی کوئی طاقت اس چہرے کو آپ کے فلیٹ تک لا سکتی ہے تو پھر وہ اس چہرے کو افریقہ کے جنگلوں میں بھی تو لے جا سکتی ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''جب سے مجھے یہ سیاہ بچھو کا نشان اور کٹانگا دیوی کا سیاہ چہرہ ملا ہے میں عجیب سی کبیدگی اور پریشانی کا شکار ہوں۔ یہ درست ہے کہ کٹانگا دیوی ظالم اور بے رحم نہیں تھی اور نہ ہی اس نے انسانیت کے خلاف کام کیا تھا لیکن اس کا تعلق بہرحال شیطان سے



تھا۔ اس لئے اس کا دیا ہوا شیطانی نشان مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ میں اس نشان کو اپنے ہاتھ سے مٹا دینا چاہتا ہوں۔ ہر حال میں اور ہر قیمت پر''...... عمران نے کہا۔

''آپ بتا رہے ہیں کہ یہ نشان آپ کے ہاتھ پر خود کٹانگا دیوی نے بنایا ہے تو کیا وہ آپ کو یہ نشان آسانی سے مٹانے دے گی''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''اگر اس نشان کو خود سے الگ کرنے کے لئے مجھے اپنا ہاتھ بھی کاٹنا پڑے گا تو میں اس سے بھی دریغ نہیں کروں گا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''پہلے یہ تو معلوم کر لیں کہ آخر کٹانگا دیوی نے آپ کے ہی ہاتھ پر یہ نشان کیوں بنایا ہے اور اس چہرے کو آپ کے پاس پہنچانے کا مقصد کیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کس سے معلوم کروں یہ سب۔ کتاب میں تو ایسا کچھ نہیں لکھا ہوا کہ یہ نشان کسی وقت میرے ہاتھ پر بھی گدا جائے گا اور یہ سیاہ چہرہ مجھ تک پہنچایا جائے گا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''ان معاملات کو سمجھنے والا جوزف نجانے کہاں غائب ہو گیا ہے۔ اگر وہ ہوتا تو شاید وہ آپ کو ساری حقیقت بتا دیتا۔ اوہ۔ کہیں جوزف کے غائب ہونے میں اسی ماورائی طاقت کا تو ہاتھ نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے اچانک چونکتے ہوئے کہا۔

''مجھے بھی کچھ ایسا ہی شک ہے ورنہ جوزف جیسا انسان بغیر

کچھ بتائے غائب ہو جائے اور وہ بھی ایک ٹاپ سیکرٹ فائل کے ساتھ یہ بات مجھے ہضم نہیں ہو رہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کٹانگا دیوی کو اس طرح جوزف کو غائب کرنے کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے اور اگر ایسا ہوتا تو جوزف ان معاملات میں بہت آگے ہے، بہت سی شیطانی طاقتیں اس سے ڈرتی ہیں۔ ایسی صورت میں کیا جوزف آسانی سے اس کے قابو میں آ گیا ہوگا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اسی بات سے تو میں پریشان ہوں۔ ان معاملات کو جوزف ہی بہتر طور پر سمجھتا ہے اور اب وہ میرے ساتھ نہیں ہے اور مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ میں کیا کروں اور اس سیاہ چہرے کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ پر بنے ہوئے سیاہ بچھو کے نشان سے کیسے جان چھڑاؤں''...... عمران نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ کٹانگا دیوی آپ کے ہاتھ پر طاقت کا نشان بنا کر اور آپ کے فلیٹ میں یہ سیاہ چہرہ پہنچا کر جوزف کو اپنے ساتھ لے کر اس لئے غائب ہوگئی ہو کہ آپ جوزف اور اس کے پاس موجود ٹاپ سیکرٹ فائل کی تلاش میں ہی سہی اس کے پیچھے افریقہ کے جنگلوں میں ضرور آئیں گے اور جوزف کو تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا جنگلوں میں دفن شدہ زندہ جسم بھی تلاش کریں گے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوچنے والے انداز میں دانتوں سے ہونٹ کاٹنے لگا۔



''اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی ایسا ممکن ہے۔ ان شیطانی ذریات سے کچھ بعید نہیں کہ وہ اپنے مفاد کے لئے کیا کچھ کر سکتی ہیں اور اب واقعی مجھے بھی حالات اسی طرف جاتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ شاہ صاحب سے جا کر کیوں نہیں مل لیتے۔ وہ بھی تو آپ کی اس سلسلے میں مدد کر سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں بھی شاہ صاحب کے پاس جانے کا سوچ رہا تھا لیکن شاہ صاحب سے ملنے سے پہلے میں پروفیسر باقانی سے ملنا چاہتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں میری بہتر رہنمائی کر سکیں کیونکہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ طویل عرصے تک افریقہ کی قدیم روایات کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور انہوں نے افریقہ کے جنگلوں کے ایک ایک قبیلے میں جا کر خاص طور پر ایسی بہت سی معلومات حاصل کی ہیں جن کا تعلق کٹانگا اور کلنگا دیوی سے ہے اس کے علاوہ وہ چند پراسرار قوتوں پر بھی اتھارٹی مانے جاتے ہیں جن کی مدد سے وہ آنے والے حالات کا بھی تجزیہ کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر آپ کو واقعی سب سے پہلے جا کر ان سے ہی ملنا چاہئے۔ ممکن ہے کہ وہ اس سارے معاملے کی وضاحت کر دیں اور یہ نشان آپ کے ہاتھ سے مٹانے کے سلسلے میں بھی کچھ کر سکیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ میں بس دن نکلنے کا انتظار کر رہا ہوں۔ دن نکلتے ہی میں پروفیسر ہاقانی سے ملنے چلا جاؤں گا۔ وہ مجھے بخوبی جانتے ہیں اور میری مدد کے لئے ضرور آمادہ ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ان سب واقعات نے میرے دماغ پر برا اثر ڈالا ہے۔ مجھے ایک کپ چائے پلا دو تو میں تمہارا اور تمہاری آنے والی کئی نسلوں کا احسان مند رہوں گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکراتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے وقت دیکھا۔ صبح کے چھ بج رہے تھے اور وہ پروفیسر ہاقانی سے ملنے اتنی صبح نہیں جانا چاہتا تھا۔ ویسے بھی وہ ساری رات جاگتا رہا تھا جس کی وجہ سے اس کا سر بھاری ہو رہا تھا۔ اس لئے وہ کچھ دیر آرام کرنا چاہتا تھا۔

عمران نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی اور آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں کے بعد بلیک زیرو چائے کے دو کپ بنا کر لے آیا۔ اس نے عمران کی آنکھیں بند دیکھیں تو اس نے خاموشی سے چائے کا کپ عمران کے سامنے پڑی ہوئی میز پر رکھ دیا اور اپنا کپ لے کر واپس اپنی مخصوص کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔



غراہٹ کی ہلکی سی آواز سن کر پروفیسر رونالڈ نے جو آرام کرسی کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا آنکھیں کھول دیں۔ غراہٹ کی آواز اسے دروازے کی طرف سے آتی محسوس ہوئی تھی۔

''کون ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے قدرے اونچی آواز میں پوچھا۔

''میں ہوں آقا۔ آپ کی کنیز ماؤ تانہ''...... باہر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو پروفیسر رونالڈ چونک کر سیدھا ہو گیا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ آ جاؤ اندر''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا تو اسی لمحے اچانک بند دروازے سے ایک سفید رنگ کا سایہ سا گزر کر اندر آ گیا۔

یہ سایہ ایک انتہائی حسین لڑکی کا تھا جس نے سفید رنگ کا لباس

پہن رکھا تھا۔ اس لڑکی کے نقوش پرانے زمانے کی مصری لڑکیوں جیسے تھے۔ لڑکی جیسے ہوا میں تیرتی ہوئی اندر آئی تھی۔ اس کا جسم ایسا تھا کہ اس کے آر پار آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔ وہ ہوا میں تیرتی ہوئی پروفیسر رونالڈ کے سامنے آ کر رک گئی۔ دوسرے لمحے اس کے جسم میں جیسے بجلیاں سی تڑپیں اور وہ پروفیسر رونالڈ کے سامنے مجسم حالت میں آ گئی۔

''ماؤ تانہ پروفیسر رونالڈ کو آداب پیش کرتی ہے''...... لڑکی نے پروفیسر رونالڈ کے سامنے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہارا آداب قبول کیا ماؤ تانہ اور تم یہاں کیا کر رہی ہو۔ میں نے تو تمہیں پاکیشیا میں موجود عمران سے کٹانا دیوی کا مسکاٹ حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا''...... پروفیسر رونالڈ نے اس کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں اسی سلسلے میں تم سے بات کرنے کے لئے آئی ہوں پروفیسر۔ مجھے عمران کے بارے میں تم سے کچھ ضروری باتیں پوچھنی ہیں''...... ماؤ تانہ نے کہا۔

''کون سی باتیں۔ کیا پوچھنا چاہتی ہو تم مجھ سے اس کے بارے میں''...... پروفیسر رونالڈ نے چونک کر کہا۔

''میں نے عمران کے بارے میں معلوم کیا ہے۔ میری معلومات کے مطابق عمران ذہنی اور روحانی طور پر اس قدر طاقتور ہے کہ اگر



پر کوئی شیطانی طاقت کنٹرول نہیں کر سکتی ہے اور اب اس کے ہاتھ کی پشت پر کٹانگا دیوی کا شکتی شالی نشان بھی بنا ہوا ہے جس کی وجہ سے کوئی شیطانی طاقت اس کے نزدیک جانے کا سوچ بھی نہیں سکتی ہے۔ میں عمران کے ہاتھ پر بنے ہوئے طاقت کے نشان سے تو بچ سکتی ہوں لیکن عمران کی ذہانت اور اس کی روحانی طاقتیں جو اس کے ساتھ ہیں وہ میرے راستے میں بار بار حائل ہو رہی ہیں اور مجھے عمران کے نزدیک جانے سے روک رہی ہیں۔ میں نے ہر ممکن کوشش کی تھی کہ کسی طرح میں عمران کے دماغ میں گھس کر اسے تسخیر کر سکوں لیکن میں اس کے دماغ میں گھسنا تو ایک طرف اس کے قریب بھی نہیں پہنچ پا رہی۔ اس نے روشنی کے علم سے اپنے گرد ایک ایسا حصار باندھ رکھا ہے جس کی وجہ سے مجھے اس سے سو میٹر دور رہنا پڑتا ہے اور میں جب بھی اس حصار میں داخل ہونے کی کوشش کرتی ہوں تو میرے دونوں پاؤں جلنے لگتے ہیں اور میری آنکھوں کے سامنے اندھیرے آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ تم مجھے کسی طرح سے عمران کے گرد بنا ہوا حصار پار کرا دو تو میں اسے نہ صرف ہلاک کر دوں گی بلکہ اس سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ بھی چھین کر لے آؤں گی۔ مجھے اس کے گرد بنے ہوئے حصار نے پریشان کر رکھا ہے۔ وہ کون سا حصار ہے اور اس میں کون سی طاقتیں چھپی ہوئی ہیں اس کا بھی مجھے کچھ علم نہیں ہو رہا ہے، اگر یہ سب نہیں ہے تو پھر شاید کٹانگا میرے راستے میں حائل ہونے کی کوشش کر

رہی ہے اور وہ مجھے عمران تک رسائی حاصل نہیں کرنے دے رہی۔ شاید وہ میری آنکھوں کے سامنے پردہ ڈال رہی ہے تاکہ میں عمران تک نہ پہنچ سکوں''...... ماؤتانہ نے جواب دیا تو پروفیسر رونالڈ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا تم نے عمران کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے دور سے اسے دیکھا ہے اور میں نے اس کے دائیں ہاتھ کی پشت پر سیاہ بچھو کا وہ نشان بھی دیکھ لیا ہے جو کٹانگا دیوی نے اسے طاقتور بنانے کے لئے بنایا ہے اس کے پاس وہ بلیک باکس بھی موجود ہے جس میں کٹانگا دیوی کا مسکاٹ موجود ہے''...... ماؤتانہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو کیا عمران بلیک باکس کو ہر وقت اپنے ساتھ ہی رکھتا ہے۔ کیا کر رہا ہے وہ اس بلیک باکس کے ساتھ''...... پروفیسر رونالڈ نے پوچھا۔

''وہ بلیک باکس کو لے کر مختلف لوگوں کے پاس جا رہا ہے۔ ایسے لوگوں کے پاس جن کا تعلق روحانی دنیا سے ہے۔ میں نے ان لوگوں تک بھی رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میں ان تک بھی نہیں پہنچ سکی تھی۔ ان کے گرد بھی بڑے بڑے اور طاقتور حصار ہیں جو میرے لئے نقصان کا باعث بن سکتے ہیں''...... ماؤتانہ نے جواب دیا۔



''وہ سب روحانی حصاروں میں قید ہیں ماؤتانہ۔ تم نے شاید اپنی اسی اصلی حالت میں عمران تک اور ان افراد تک جانے کی کوشش کی ہوگی جن کے پاس عمران جا رہا ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''ہاں۔ میں جب سے سیاہ پاتال سے آئی ہوں میں اسی حالت میں ہی ہوں۔ میں نے ابھی تک اپنا کوئی روپ نہیں بدلا ہے''...... ماؤتانہ نے جواب دیا۔

''یہی تم سے غلطی ہوئی ہے۔ تم اپنی اصلی حالت میں رہو گی تو عمران تو کیا پاکیشیا کے کسی بھی عام انسان کے نزدیک بھی نہیں جا سکو گی جو نجاست سے پاک اور عبادت گزار ہوگا''...... پروفیسر رونالڈ نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں''...... ماؤتانہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مطلب یہ کہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم فوری طور پر اپنا روپ بدل لو اور کسی انسانی جسم میں سما جاؤ۔ انسانی جسم میں سمانے کے تمہیں کئی فائدے ہوں گے۔ ایک تو تمہارے لئے ہر جگہ جانے کے راستے کھل جائیں گے اور دوسرا یہ کہ تمہیں اس دنیا کے رہن سہن اور حالات کا بھی آسانی سے علم ہو جائے گا اور تم انسانی دماغ سے کام لے کر اپنا کام کر سکو گی۔ ہو سکتا ہے کہ انسانی جسم میں ہونے کی وجہ سے تم عمران کے نزدیک بھی جا سکو اور اس پر حملہ بھی

سکو اور یہ بھی ممکن ہے کہ کٹانگا دیوی تمہاری آنکھوں پر پردہ بھی نہ ڈال سکے اور نہ ہی کوئی روحانی طاقت تمہارا راستہ روک سکے“...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن پروفیسر یہ مت بھولو کہ انسانی جسم میں داخل ہونے کی وجہ سے میری طاقتیں آدھی رہ جائیں گی اور میرے جسم کو اگر نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی تو اس کا مجھے بھی ایسا ہی احساس ہو گا جیسا عام انسان کو ہوتا ہے“...... ماؤ تانہ نے کہا۔

”یہ درست ہیں کہ انسانی جسم میں داخل ہونے کی وجہ سے تمہاری ماورائی طاقتوں میں نمایاں کمی ہو جائے گی لیکن اس کے باوجود تم عمران جیسے انسان پر بھاری پڑ سکتی ہو۔ وہ آسانی سے تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ تمہیں بس کرنا یہ ہے کہ عمران کو شدید زخمی کر کے کسی جنگل میں لے جانا ہے۔ جنگل میں تمہیں ایک پرانا اور خشک کنواں تلاش کرنا پڑے گا۔ تم عمران کو پرانے کنویں میں زخمی حالت میں قید کرو گی تو عمران وہیں پڑا پڑا ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جائے گا۔ اس کے ہلاک ہوتے ہی میں اس پرانے کنویں میں سیاہ مکوڑے بھیج دوں گا جو اس کے جسم کو ہڈیوں سمیت چٹ کر جائیں گے اور پھر ہم وہاں سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ آسانی سے نکال لائیں گے“...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں سمجھ گئی۔ مجھے عمران کو ہلاک نہیں بلکہ شدید زخمی



کرنا ہے۔ اس حد تک زخمی کہ وہ ہوش میں نہ رہے اور میں اسے اٹھا کر کسی پرانے اور خشک کنویں میں لے جا سکوں“...... ماؤ تانہ نے کہا۔

”ہاں۔ اب بتاؤ۔ کیا تم ایسا کر سکتی ہو“...... پروفیسر رونالڈ نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”کر سکتی ہوں۔ ماؤ تانہ کے لئے کچھ بھی کرنا ناممکن نہیں ہے“...... ماؤ تانہ نے کہا۔

”تو پھر جاؤ اور ابھی جا کر کسی انسانی جسم میں سما جاؤ اور پھر اسی انسانی جسم میں رہ کر عمران کو کسی طریقے سے شدید زخمی کر دو اور اسے اٹھا کر کنویں میں لے جاؤ“...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

”مجھے کس انسانی جسم میں داخل ہونا ہے۔ اس کی مجھے تم کوئی نشاندہی کر سکتے ہو پروفیسر“...... ماؤ تانہ نے پوچھا۔

”پاکیشیا میں بہت سے کریمنل گروپس کام کر رہے ہیں جن میں عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ ان میں سے ہی کسی عورت کو ہلاک کر کے اس کے جسم میں داخل ہو جانا۔ کوشش کرنا کہ وہ ایسی عورت ہو جو انتہائی تیز طرار، لڑاکا اور اعلیٰ صلاحیتوں کی مالکہ ہو۔ ایسی عورت کے جسم میں سما کر تم بالکل اس جیسی بن جاؤ گی“۔ پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے پروفیسر۔ میں پاکیشیا میں جا کر ایسی کسی لیڈی راسکل کو تلاش کرتی ہوں جس کے جسم میں، میں آسانی سے سما

سلون''...... ماؤ تانہ نے کہا۔

''رکو۔ میں اپنے علم سے تمہیں معلوم کر کے بتاتا ہوں کہ پاکیشیا میں ایسی کون سی عورت مل سکتی ہے جس کا ذہن کریمنل ہو اور وہ انسانوں کو کیڑے مکوڑوں سے زیادہ حیثیت نہ دیتی ہو''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا تو ماؤ تانہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پروفیسر رونالڈ نے اپنا سر کرسی کی پشت سے لگایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ اسی لمحے کمرے میں موجود روشنی آہستہ آہستہ مدہم ہوتی چلی گئی۔ پروفیسر رونالڈ کا چہرہ تاریک ہوتا جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید زلزلے کے آثار پیدا ہوئے اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں کھلیں تو اس کی آنکھیں خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں جیسے اس کے جسم کا سارا خون سمٹ کر اس کی آنکھوں میں آ گیا ہو۔

''پتہ چلا کسی لڑکی کے بارے میں جو میرے کام کے مطابق صلاحیت رکھتی ہو''...... ماؤ تانہ نے پوچھا۔

''ہاں پتہ چل گیا ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''کون ہے وہ اور کہاں ہے''...... ماؤ تانہ نے پوچھا تو پروفیسر رونالڈ اسے اس لڑکی کے بارے میں تفصیل بتانے لگا جس کے جسم میں ماؤ تانہ کو سمانا تھا۔



عمران نے کار پروفیسر ہاقانی کی رہائش گاہ کے گیٹ کے سامنے روکی۔ اس نے کار کا مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک بوڑھے آدمی نے جھانک کر باہر دیکھا۔ بوڑھے نے کھڑکی بند کی اور چند لمحوں کے بعد اس نے گیٹ کھول دیا۔ گیٹ کے کھلتے ہی عمران کار اندر لے گیا اور پورچ میں لے جا کر روک دی۔

جیسے ہی عمران کار سے اترا وہ بوڑھا ملازم جس نے عمران کے لئے گیٹ کھولا تھا گیٹ بند کر کے تیز تیز چلتا ہوا عمران کے پاس آ گیا۔

''السلام علیکم رحمت بابا۔ کیسے ہیں آپ''...... عمران نے کار سے نکلتے ہوئے بوڑھے ملازم کو سلام کرتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

''وعلیکم السلام۔ اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے عمران بیٹا۔ آپ سناؤ

آپ کیسے ہو''...... رحمت بابا نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں کیا سناؤں رحمت بابا۔ دیکھ لیں میں پہلے جیسا ہوں۔ نہ تو میرا رنگ بدلا ہے نہ میرے قد کاٹھ میں اضافہ ہوا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میں کل بھی کنوارا تھا اور آج بھی کنوارا ہی ہوں''...... عمران نے کہا تو رحمت بابا بے اختیار ہنس پڑا۔

''کنوارا رہنا نہ رہنا تو آپ پر منحصر ہے عمران بیٹا۔ آپ اپنے ماں باپ سے بات کریں۔ ماشاء اللہ آپ جوان ہیں۔ آپ کے ماں باپ کو چاہیئے کہ وہ اب واقعی آپ کی شادی کر دیں''۔ رحمت بابا نے کہا۔

''میں نے تو انہیں کئی بار اشاروں میں کہا ہے لیکن نہ تو میرا اشارہ ڈیڈی سمجھتے ہیں اور نہ اماں بی۔ بلکہ میں جب بھی اماں بی سے شادی کی بات کرتا ہوں تو وہ جوتی اٹھا کر میرے سر پر مارنا شروع ہو جاتی ہیں اور ڈیڈی سے بات کرو تو وہ خونخوار نظروں سے گھورنا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابھی میں بچہ ہوں۔ مجھے ایسی باتیں نہیں سوچنی چاہئیں''...... عمران نے معصوم سی صورت بنا کر کہا۔

''ارے۔ وہ آپ کو ابھی بھی بچہ سمجھتے ہیں۔ یہ تو غلط بات ہے۔ انہیں سمجھنا چاہیئے۔ آپ پروفیسر صاحب سے بات کریں۔ آپ کے ڈیڈی ان کی بہت مانتے ہیں۔ دونوں ایک ہی اسکول اور ایک ہی کالج میں پڑھے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ پروفیسر صاحب ان



سے بات کریں تو وہ ان کی بات مان جائیں اور آپ کے سر پر سہرا سج جائے''...... رحمت بابا نے کہا۔

''اسی لئے تو میں یہاں آیا ہوں۔ میں نے بھی یہی سوچا تھا کہ میں آج پروفیسر ہاقانی سے بات کروں گا۔ میں ان سے اشارتاً نہیں بلکہ کھل کر بات کروں گا کہ وہ ڈیڈی کو سمجھائیں کہ ان کی اولاد جوان ہو چکی ہے۔ اس سے پہلے کہ ان کی اولاد بگڑ جائے اور ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دے بہتر ہے کہ اس کی شادی کر دی جائے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ مناسب رہے گا۔ پروفیسر صاحب لائبریری میں موجود ہیں۔ آپ ان سے مل لیں۔ وہ یقیناً اس معاملے میں آپ کی بہتر معاونت کر سکتے ہیں''...... رحمت بابا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور تیز تیز چلتا ہوا رہائشی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ ایک کمرے میں داخل ہوا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

کمرے میں چاروں طرف شیلف لگے ہوئے تھے جن میں زمانے بھر کی کتابیں ترتیب سے لگی ہوئی تھیں۔ کمرے کے وسط میں ایک میز رکھی تھی جس کے سامنے ایک کرسی پر ایک بوڑھا پروفیسر جس کے بال الجھے ہوئے اور شیو بڑھی ہوئی تھی بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں والا چشمہ تھا۔ اس کے سامنے ایک ضخیم کتاب کھلی ہوئی تھی جس کا وہ انہما کی سے مطالعہ کر رہے تھے۔

''السلام علیکم یا اہل مطالعانِ کتاب''...... لائبریری میں داخل ہوتے ہی عمران نے پروفیسر ہاقانی کو مخصوص انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر پروفیسر ہاقانی یوں اچھلے جیسے اچانک ان کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو۔ انہوں نے بوکھلائی ہوئی نظروں سے دروازے کی طرف دیکھا اور پھر عمران پر نظر پڑتے ہی وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

''ارے عمران بیٹا تم۔ تم کب آئے''...... پروفیسر ہاقانی نے عمران کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے انتہائی خوشگوار لہجے میں پوچھا۔

''اس دنیا میں آئے ہوئے تو برسوں بیت چکے ہیں البتہ آپ کی قدیم اور سالخوردہ لائبریری میں ابھی قدم رنجہ ہوا ہوں''۔ عمران نے کہا تو پروفیسر ہاقانی بے اختیار ہنس پڑے۔

''آؤ آؤ۔ بیٹھو۔ تمہیں دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ بڑے عرصے بعد جو آئے ہو''...... پروفیسر ہاقانی نے کہا۔ عمران نے آگے بڑھ کر ان سے مصافحہ کیا اور پھر وہ پروفیسر ہاقانی کے سامنے بیٹھ گیا اور ادھر ادھر دیکھتا ہوا یوں منہ چلانے لگا جیسے جگالی کر رہا ہو۔

''کافی عرصہ بعد آئے ہو۔ کہاں گم تھے''...... پروفیسر ہاقانی نے کتاب بند کر کے نظر کے چشمے سے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اپنی لیلیٰ کی تلاش میں پہاڑوں، میدانوں اور ریگستانوں کی



خاک چھانتا پھر رہا تھا کہ شاید اس دنیا میں میرے لئے بھی کہیں کوئی لیلیٰ بھٹک رہی ہو اور میں اسے تلاش کر سکوں لیکن میری ساری تلاش، ساری محنت بیکار ہی ثابت ہوئی تھی۔ مجھے صحراؤں، جنگلوں اور بیابانوں میں نہ تو کوئی لیلیٰ ملی ہے اور نہ ہیر، مجھے نہ ہی کسی سسی کا دیدار ہوا ہے اور نہ کوئی صاحبہ دکھائی دی ہے اس لئے میں تھک ہار کر واپس آ گیا ہوں اور سیدھا آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں کہ آپ جیسے متلون مزاج پروفیسر شاید میری ناکام تلاشِ بسیار زوجہ کے کے سلسلے میں کچھ مدد کر سکیں''...... عمران جب بولنے پر آیا تو پھر رکے بغیر بولتا ہی چلا گیا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کیا میں یہاں تمہارے لئے ایسا کر سکتا ہوں''...... پروفیسر ہاقانی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''تلاش نہیں کر سکتے تو کسی قدیم مصری شہزادی کا پتہ ہی بتا دیں کہ وہ کس مقبرے میں اور کس مقام پر دفن ہے۔ میں اس کی حنوط شدہ لاش نکال کر اور اسے دیکھ دیکھ کر ہی سرد آہیں بھر لوں گا''۔ عمران نے کہا تو پروفیسر ہاقانی کی ہنسی تیز ہوگئی۔

''لاحول ولا قوۃ۔ اب یہ نوبت آ گئی ہے کہ تم پرانے دور کی عورتوں کی حنوط شدہ لاشیں دیکھ کر سرد آہیں بھرو''...... پروفیسر ہاقانی نے کہا۔

''تو میں اور کیا کروں۔ میرے سامنے جب بھی کوئی حسینہ عالم آتی ہے وہ میری پہنچ سے دور ہو جاتی ہے۔ پچھلے دنوں مجھے ایک

کتاب میں کٹانگا دیوی کی ایک تصویر ملی تھی۔ اس تصویر کو دیکھ کر تو میرے ہوش ہی اُڑ گئے تھے۔ نام کی تو وہ دیوی ہے لیکن اس کا حسن دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے اس سے زیادہ حسین لڑکی شاید ہی اس دنیا میں کہیں ہو۔ میں نے تو اسی وقت فیصلہ کر لیا تھا کہ میں شادی کروں گا تو کٹانگا دیوی سے ہی کروں گا چاہے اس کے لئے مجھے اس کی حنوط شدہ لاش کو ہی کیوں نہ تلاش کرنا پڑے“......عمران نے کہا اور اس کے منہ سے کٹانگا دیوی کا نام سن کر پروفیسر ہاقانی کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

”کٹانگا دیوی۔ یہ تمہیں کٹانگا دیوی کا خیال کیسے آ گیا اور کون سی کتاب میں تم نے اس کی تصویر دیکھی تھی“...... پروفیسر ہاقانی نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”میرے پاس ایک قدیم کتاب ہے جس میں افریقہ کی دیوی دیوتاؤں کے حالات زندگی اور ان کی تصویریں بھی موجود ہیں۔ ان میں سے ہی ایک تصویر کٹانگا دیوی کی بھی تھی۔ آپ یقین کریں میں نے جب سے وہ تصویر دیکھی ہے میں اس کا دیوانہ ہو کر رہ گیا ہوں۔ پچھلے چھ روز سے میں کھانا پینا بھول کر بس اس کی کتاب میں موجود تصویر ہی دیکھے چلا جا رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کاش ایسا ہو جائے کہ کتاب سے کٹانگا دیوی زندہ ہو کر میرے سامنے آ جائے۔ ایک بار وہ میرے سامنے آ جائے تو میں اس سے شادی کرنے کے لئے اپنا تن من دھن تک لٹا دوں گا اور زندگی بھر اسے



اپنے سامنے بٹھا کر پلکیں جھپکائے بغیر دیکھتا رہوں گا۔ وہ کہے تو میں اس کے لئے چاند ستارے تو کیا کہکشاں بھی اتار لاؤں گا“......عمران نے جواب دیا تو پروفیسر ہاقانی چند لمحے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے رہے پھر بے اختیار ہنس پڑے۔

”تم شاید مذاق کر رہے ہو“...... پروفیسر ہاقانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ میں مذاق نہیں کر رہا۔ آپ غور سے میری شکل دیکھیں۔ آپ کو میرے چہرے پر کٹانگا دیوی کے لئے واقعی دیوانگی لٹکتی۔ مم مم میرا مطلب ہے کہ دیوانگی برستی ہوئی دکھائی دے جائے گی“......عمران نے کہا۔

”تم کٹانگا دیوی کی محض ایک تصویر دیکھ کر اس کے دیوانے ہو گئے ہو۔ حیرت ہے۔ کٹانگا دیوی کو زندہ دفن ہوئے صدیاں بیت چکی ہیں اور اب تک تو شاید اس کی ہڈیاں بھی گل سڑ کر ختم ہو چکی ہوں۔ تمہیں اب اس سے لگاؤ ہوا ہے۔ لیکن کیوں“...... پروفیسر ہاقانی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”کیوں کا نہ پوچھیں۔ کیونکہ اس کیوں کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ آپ قدیم تاریخ کے اتھارٹی مانے جاتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے خاص طور پر افریقہ اور برازیل کی پراسرار تاریخ کے بارے میں بہت سی معلومات اکٹھی کر رکھی ہیں جو اس دنیا میں شاید ہی کسی اور کے پاس ہوں اور دنیا کی شاید ہی کوئی ایسا

دیوتا اور دیوی ہو جس کے بارے میں آپ نہ جانتے ہو۔ یہ
علم میں تو یہ بات بھی ہے کہ آپ کو کچھ ایسے نسخوں کا بھی پتہ
جس کی مدد سے آپ پراسرار طور پر ان دیوی، دیوتاؤں
بدروحوں کو بھی اپنے پاس بلا سکتے ہیں اور ان سے بات چیت
کر لیتے ہیں۔ پلیز پروفیسر ہاقانی میرے لئے بھی کٹانگا دیوی
بدروح کو ایک بار یہاں بلا لیں۔ میں اسے ایک بار مجسم حالت
دیکھنا چاہتا ہوں۔ کٹانگا دیوی کو میں ایک بار اس کے اصلی روپ
میں دیکھ لوں گا تو میرے بے قرار دل کو قرار آ جائے گا اور میں
آپ سے کبھی نہیں کہوں گا کہ ایک بار دیکھا ہے اور دوسری
دیکھنے کی ہوس ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو تم میرے ذریعے کٹانگا دیوی کی روح سے ملنا چاہتے
ہو''...... پروفیسر ہاقانی نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے
پوچھا۔

''ملنا نہیں۔ میں بس اسے ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں اور
آپ اس سے میری بات کرا دیں تو میں اس کی آواز سن کر اس
آواز کا رس ہمیشہ کے لئے اپنے کانوں میں گھول لوں گا اور ساری
زندگی اس کی یاد میں گرم و سرد آہیں بھر بھر کر گزار دوں گا''۔ عمران
نے اسی انداز میں کہا۔

''سچ سچ بتاؤ عمران۔ معاملہ کیا ہے۔ تم جس طرح بار بار کٹانگا
دیوی کا ذکر کر رہے ہو اس سے ایسا لگتا ہے جیسے تم کسی خاص



ہے کٹانگا دیوی کے بارے میں جاننا چاہتے ہو''...... پروفیسر ہاقانی
نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں
کہا۔ اسی لمحے ان کا بوڑھا ملازم رحمت بابا ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر
آ گیا۔ ٹرالی میں چائے کا سامان اور سنیکس رکھے ہوئے تھے۔
اسے دیکھ کر عمران اور پروفیسر ہاقانی خاموش ہو گئے۔

رحمت بابا نے چائے کے دو کپ بنا کر بڑے ادب سے
پروفیسر ہاقانی اور عمران کے سامنے رکھے اور سنیکس کی پلیٹ اٹھا
کر ان کے سامنے رکھ دی۔

''کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو بتا دیجئے گا''...... رحمت بابا نے
کہا۔

''نہیں رحمت بابا۔ جب ضرورت ہو گی تو میں آپ کو بلا لوں
گا۔ آپ جا کر اپنا کام کریں''...... پروفیسر ہاقانی نے کہا تو رحمت
بابا اثبات میں سر ہلا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

''چائے پیئو''...... پروفیسر ہاقانی نے عمران سے مخاطب ہو کر
کہا۔

''ہائے۔ جب سے کٹانگا دیوی کی تصویر دیکھی ہے حلق سے
پانی کا ایک قطرہ بھی نیچے نہیں جاتا آپ چائے کی بات کر رہے
ہیں''...... عمران نے خالص عاشقانہ لہجے میں کہا۔

''عمران پلیز سنجیدہ ہو جاؤ''...... پروفیسر ہاقانی نے کہا۔

''کٹانگا دیوی کو ایک نظر دیکھنے کے لئے میں مر جانے کی حد

تک سنجیدہ ہوں پروفیسر صاحب۔ ایک بار صرف ایک بار آپ
کٹانگا دیوی کا دیدار کرا دیں پھر میں چائے کا ایک کپ
ہزاروں کپ ایک ساتھ پی جاؤں گا''...... عمران نے کہا۔
''آخر تم کٹانگا دیوی کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔ یہ درست
کہ کٹانگا دیوی اپنے وقت کی حسین ترین عورت تھی لیکن اسے
ہوئے صدیاں گزر چکی ہیں۔ وہ ڈیول ورلڈ کی نمائندہ ہونے
باوجود نیک طبیعت ... تھی اس نے افریقہ اور برازیل کے
قبائل کو یکجا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی بھلائی کے لئے بہت
کیا تھا۔ انتہائی طاقتور ہونے کے باوجود اس میں گھمنڈ نام کی
چیز نہیں تھی وہ اپنے قبیلوں کی فلاح اور بہبود کے لئے کام کرتی
اور جسے اس کی مدد کی ضرورت ہوتی تھی وہ فوراً بذات خود اس
مدد کے لئے پہنچ جاتی تھی۔ میں نے افریقہ کی بہت سی دیوی
دیوتاؤں کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں لیکن کٹانگا دیوی
میں نے زیادہ توجہ نہیں دی تھی۔ میرے نزدیک وہ ایک عام
دیوی تھی جو افریقہ میں کچھ عرصہ کے لئے آئی تھی اور اپنی
کلنگا دیوی کے ہاتھوں اپنے انجام تک پہنچ گئی تھی۔ اگر تم
دیوی کے بارے میں زیادہ جاننا چاہتے ہو تو میرے پاس
تمہارے لئے وہی معلومات ہوں گی جو تم نے قدیم افریقی
کی کتاب میں پڑھی ہوں گی۔ اس سے زیادہ نہیں''۔ پروفیسر
نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔



''تو کیا آپ نے کبھی کٹانگا دیوی کی روح کو نہیں بلایا۔ اس سے کبھی بات چیت نہیں کی''...... عمران نے ان کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ کٹانگا دیوی ہلاک نہیں ہوئی تھی۔ اسے شیطانی طریقے سے کلنگا دیوی نے اس کا چہرہ نوچ کر زندہ دفن کیا تھا۔ بے چہرہ ہونے کی وجہ سے وہ انتہائی بھیانک ہو چکی ہے۔ میں فنا ہونے والوں کی بدروحوں کو بلا سکتا ہوں لیکن کٹانگا دیوی ابھی فنا نہیں ہوئی ہے اس لئے میں اس کی روح کو کیسے بلا سکتا ہوں اور ایک کتاب میں اس کٹانگا دیوی کے بارے میں، میں نے پڑھا تھا کہ زندہ دفنائی جانے والی دیوی، دیوتاؤں میں سے کسی کی روحوں کو اگر طلب کیا جائے تو وہ اپنے واپسی کے تمام راستے بند کرتی ہوئی آئی ہے اور اس عامل کے سر پر سوار ہو جاتی ہے جس نے اس کی روح بلائی ہوئی ہو۔ وہ روح عامل کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اس کے دفن شدہ جسم کو تلاش کرے اور اسے دوبارہ جاگنے یا زندہ ہونے میں مدد دے جسے عامل کے لئے پورا کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ اگر عامل اس روح کی مدد سے انکار کر دے تو وہ روح اس عامل کا جینا حرام کر دیتی ہے اور اس وقت تک اسے عذاب میں مبتلا رکھتی ہے جب تک وہ ہلاک نہ ہو جائے''...... پروفیسر باقانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ نے ایسا کوئی تجربہ کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

”اگر میں نے ایسا کوئی تجربہ کیا ہوتا تو تمہارے سامنے اس حالت میں نہ بیٹھا ہوتا“...... پروفیسر ہاقانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

”میں نے ایک کتاب میں یہ بھی پڑھا تھا کہ جن دیوی، دیوتاؤں یا وچ ڈاکٹرز چاہے میل ہوں یا فی میل کو اگر زندہ دفن کر دیا جاتا ہے تو ان کی بدروحیں انہی جگہوں پر بھٹکتی رہتی ہیں جہاں انہیں دفن کیا گیا ہوتا ہے۔ وہ اپنے مدفن سے دور نہیں جا سکتیں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کسی دیوی کی روح بذات خود ایک ملک سے نکل کر دوسری جگہ پہنچ جائے“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ کوئی بدروح اپنی حدود سے تجاوز نہیں کر سکتی۔ تمہیں کس نے کہہ دیا ہے کہ بدروحیں دور دراز کا سفر کر کے ایک ملک سے دوسرے ملک جا سکتی ہیں“...... پروفیسر ہاقانی نے کہا۔

”اگر میں آپ سے کہوں کہ افریقہ میں دفن شدہ کٹانگا دیوی یہاں اس شہر میں اور میرے فلیٹ میں آئی تھی تو کیا آپ میری بات کا یقین کریں گے“...... عمران نے ان کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ کبھی نہیں۔ ایسا ہونا ناممکن ہے“...... پروفیسر ہاقانی نے انکار میں سر ہلا کر جواب دیا۔

”آپ یہ تو جانتے ہوں گے کہ کٹانگا دیوی اپنے وقت کی طاقتور دیوی تھی۔ اسے بہت زیادہ ماورائی طاقتیں حاصل تھیں۔ وہ



اپنی ماورائی طاقتیں عام انسان کو بھی دے سکتی تھی جس سے وہ عام انسان بھی وچ ڈاکٹروں کا وچ ڈاکٹر بن جاتا تھا“......عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اس کے لئے کٹانگا دیوی اپنے پسندیدہ وحشی کا انتخاب کرتی تھی اور اپنے ہاتھوں سے اس کے جسم یا اس کے ہاتھ پر کوئی نشان بنا دیتی تھی۔ ان نشانوں میں کیڑے مکوڑوں کے خاکے بھی ہوتے تھے اور جانوروں کے بھی جنہیں وہ آج کے دور کے مطابق ٹیٹو بنانے والے انداز میں بناتی تھی۔ جس آدمی کے جسم پر وہ حشرات الارض یا کسی جانور کا نشان بناتی تھی اس میں اسی حد تک طاقتیں سرایت کر جاتی تھیں“...... پروفیسر ہاقانی نے کہا۔

”ان نشانوں میں کٹانگا دیوی کا سب سے طاقتور نشان کون سا ہوتا تھا جس کی وجہ سے کسی بھی شخص کے جسم میں غیر معمولی طاقتیں سرایت کر جاتی تھیں“...... عمران نے پوچھا۔

”ایسے دو نشانات ہوتے تھے جن سے عام آدمی بھی انتہائی طاقتور اور غیر معمولی طاقتوں کا مالک بن جاتا تھا۔ ان نشانوں میں ایک نشان تو سیاہ شیر کا ہوتا تھا اور دوسرا نشان سیاہ بچھو کا۔ سیاہ شیر سے زیادہ طاقت کا نشان بچھو کا سمجھا جاتا تھا۔ کٹانگا دیوی سیاہ بچھو کا نشان جس انسان کے جسم کے کسی بھی حصے پر بناتی تھی تو اس کی اور اس انسان کی طاقتیں ایک جیسی ہو جاتی تھیں اور وہ انسان بھی کٹانگا دیوی کے ہم پلہ ہو جاتا تھا جس کی اتنی ہی عزت اور تکریم

کی جاتی تھی جتنی کہ کٹانگا دیوی کی کی جاتی تھی''...... پروفیسر ہاقانی نے کہا۔

''کیا آپ بچھو کے اس نشان کو پہچان سکتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے متعدد بار بچھو کے اس سیاہ نشان کو دیکھا ہے۔ اس بچھو کے نشان کی خاص بات یہ ہوتی ہے کہ عام بچھو کی ٹانگیں پتلی اور تعداد میں کم ہوتی ہیں۔ عام بچھو کی ٹانگیں دس سے سولہ تک ہوتی ہیں اور اس کا ڈنگ اس کی دم میں ہوتا ہے جسے وہ ہر وقت اوپر کی طرف اٹھائے رکھتا ہے لیکن کٹانگا دیوی طاقت کے طور پر جس انسان کے جسم پر سیاہ بچھو کا نشان بناتی تھی اس بچھو کی ٹانگوں کی تعداد بیس ہوتی تھی اور اس کا ڈنگ تو اس کی دم میں ہی ہوتا تھا لیکن وہ اوپر کی طرف اٹھا ہونے کی بجائے نیچے کی طرف لٹکتا دکھائی دیتا تھا''...... پروفیسر ہاقانی نے جواب دیا۔

''کیا وہ ایسا نشان تھا''...... عمران نے کہا اور اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی پشت پر بنے ہوئے بچھو کا سیاہ نشان پروفیسر ہاقانی کی طرف کر دیا۔ پروفیسر ہاقانی کی نظر جیسے ہی عمران کے ہاتھ کی پشت پر بنے ہوئے سیاہ بچھو کے نشان پر پڑی وہ اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے کسی انتہائی زہریلے بچھو نے سچ مچ اسے کاٹ لیا ہو۔ وہ حقیقتاً اچھل کر کھڑا ہو گیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کے ہاتھ پر بنے ہوئے سیاہ بچھو کے نشان کو دیکھنے لگا۔



''یہ۔ یہ۔ یہ نشان تمہارے ہاتھ پر کیسے آ گیا۔ یہ تو کٹانگا دیوی کا بنایا ہوا مخصوص نشان ہے۔ طاقت کا نشان''...... پروفیسر ہاقانی نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کے ہاتھ پر بنے ہوئے سیاہ بچھو کے نشان کو دیکھ رہے تھے۔

''ہاں۔ یہ کٹانگا دیوی کی طاقت کا نشان ہے۔ اس نشان میں بچھو کی بیس ٹانگیں ہیں اور اس کی دم بھی نیچے کی طرف جھکی ہوئی ہے جس کا ڈنگ بھی لٹکتا ہوا دکھائی دے رہا ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ پروفیسر ہاقانی ابھی تک آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کے ہاتھ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا یہ نشان تم نے خود بنایا ہے''...... پروفیسر ہاقانی نے اسی انداز میں کہا۔

''نہیں۔ یہ نشان میں نے خود نہیں بنایا اور نہ ہی میں نے کسی اور سے یہ نشان بنوایا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر یہ نشان تمہارے ہاتھ کی پشت پر کیسے آ گیا''۔ پروفیسر ہاقانی نے اسی طرح ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے انہیں ساری تفصیل بتا دی جسے سن کر پروفیسر ہاقانی کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ وہ عمران کی جانب ایسی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے انہیں عمران کی کسی بات پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔ عمران اپنے ساتھ کٹانگا دیوی کا کٹا ہوا سیاہ چہرہ بھی لایا تھا۔ اس نے باہر جا کر اپنی کار سے سیاہ باکس نکالا اور جب اس نے باکس کھول کر اس میں موجود

Downloaded from https://paksociety.com

کٹانگا دیوی کا کٹا ہوا سیاہ چہرہ پروفیسر ہاقانی کو دکھایا تو وہ جیسے ساکت سے ہو کر رہ گئے۔ وہ آنکھیں پھاڑے مسلسل کٹانگا دیوی کا سیاہ چہرہ دیکھے چلے جا رہا تھا۔

''پروفیسر صاحب''...... عمران نے پروفیسر ہاقانی کو اس قدر حیرت زدہ دیکھ کر کہا۔

''یہ۔ یہ۔ سب کیا ہے عمران۔ یہ کٹانگا دیوی کا مسکاٹ تمہارے پاس کیسے آیا۔ کہاں سے ملا ہے تمہیں یہ''...... پروفیسر ہاقانی نے تھر تھر کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں نے آپ کو ساری تفصیل بتائی تو ہے''...... عمران نے کہا۔

''تفصیل۔ اوہ۔ ہاں۔ تم نے مجھے ساری تفصیل بتائی ہے۔ تم نے کہا ہے کہ تمہیں بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ جب تمہیں ہوش آیا تو تمہارے دائیں ہاتھ کی پشت پر سیاہ بچھو کا نشان گدا ہوا تھا اور کوئی تمہارے دروازے پر یہ سیاہ باکس چھوڑ گیا تھا جس میں کٹانگا دیوی کا مسکاٹ موجود ہے''...... پروفیسر ہاقانی نے کھوئے کھوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ میں یہ آپ کے پاس لایا ہوں۔ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ کٹانگا دیوی جسے کلنگا دیوی اور اس کے حواریوں نے افریقہ کے جنگلوں میں زندہ دفن کیا تھا اس کی روح اتنی دور کا سفر کر کے یہاں کیسے آئی تھی اور اس نے میرے ہی ہاتھ کی پشت پر



یہ نشان کیوں بنایا ہے اور یہ کہ کٹانگا دیوی کا گمشدہ سیاہ چہرہ جسے افریقی زبان میں مسکاٹ کہا جاتا ہے مجھ تک کیوں پہنچایا گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس کے بارے میں تمہیں میں کچھ نہیں بتا سکتا لیکن میں تمہیں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ تمہارے ہاتھ پر کٹانگا دیوی کی طاقت کے نشان کا ہونا اور تمہارے پاس کٹانگا دیوی کے مسکاٹ کا ہونا تمہیں بہت بڑی مصیبت میں مبتلا کر سکتا ہے''...... پروفیسر ہاقانی نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''کیسی مصیبت''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''یہ میں نہیں جانتا۔ تم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ سکتے ہیں اور تم ماورائی دنیا کے ایسے چکروں میں پھنس کر رہ جاؤ گے جس سے نکلنا تمہارے بس کی بات نہیں ہو گی۔ اس لئے میرا مشورہ مانو اور فوری طور پر اپنے ہاتھ پر بنے ہوئے سیاہ بچھو کے نشان کو مٹا دو اور یہ مسکاٹ۔ اسے تم لے جا کر کسی دریا میں پھینک دو۔ ابھی اور اسی وقت۔ جب تک یہ مسکاٹ تمہارے پاس رہے گا تمہارے سر پر موت کی تلوار لٹکتی رہے گی جو کسی بھی وقت حرکت میں آ کر تمہارے تن سے تمہارا سر الگ کر سکتی ہے''...... پروفیسر ہاقانی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے اس نشان کو مٹانے کی کوشش کی تھی لیکن جیسے ہی میں نے سیاہ بچھو کے نشان کو ہاتھ لگایا میرا ہاتھ جلنا شروع ہو گیا تھا۔

آپ بتائیں میں اس نشان کو اپنے ہاتھ کی پشت سے کیسے مٹا سکتا ہوں''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا۔ مجھے اس بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ بس تم جیسے بھی ہو اس مسکاٹ اور سیاہ بچھو کے نشان سے اپنی جان چھڑا لو۔ یہی تمہارے حق میں اچھا ہوگا''...... پروفیسر ہاقانی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''لیکن کیسے۔ مجھے اس کا کوئی حل بھی تو بتائیں''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''حل۔ ہاں۔ اس کا حل ہے۔ تم اس کے لئے گورے بابا سے جا کر ملو۔ وہی تمہیں اس مسئلے کا صحیح حل بتا سکتے ہیں۔ تمہیں میری نہیں بلکہ اس معاملے میں گورے بابا کی ہی ضرورت ہے۔ وہ اس معاملے میں تمہاری بھرپور مدد کر سکتے ہیں''...... پروفیسر ہاقانی نے کہا۔

''گورے بابا۔ کون ہیں یہ اور مجھے کہاں ملیں گے''...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''اس کے لئے تمہیں گورے گاؤں جانا ہوگا۔ گورے گاؤں کے قبرستان میں ایک گورکن ہے جو گورے بابا کہلاتے ہیں ان کا تعلق روحانی دنیا سے ہے۔ وہ انتہائی بزرگ ہستی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تمہیں اس مصیبت سے نجات دلا دیں گے''...... پروفیسر ہاقانی نے کہا۔



''ٹھیک ہے۔ آپ کہتے ہیں تو میں گورے بابا سے جا کر مل لیتا ہوں۔ میں خود بھی اس شیطانی نشان سے پریشان ہوں اور اس سے جان چھڑانا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''بہتر ہوگا کہ یہ کام آج ہی کرا لو۔ تم جیسا بتا رہے ہو اگر واقعی کٹانگا دیوی نے ہی تمہارے ہاتھ پر یہ نشان بنایا ہے تو آنے والے وقت میں تمہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے''۔ پروفیسر ہاقانی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دونوں کٹانگا دیوی کی باتوں میں اس قدر مگن ہو گئے تھے کہ ان کے سامنے پڑی ہوئی چائے ٹھنڈی ہو گئی تھی۔

''باتوں باتوں میں ہماری چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ میں رحمت بابا کو بلا کر دوسری چائے بنواتا ہوں''...... پروفیسر ہاقانی نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ آپ اپنے لئے چائے گرم کرا لیں میں یہی چائے کوکا کولا سمجھ کر پی لوں گا''...... عمران نے کہا۔

''کوکا کولا، میں سمجھا نہیں''...... پروفیسر ہاقانی نے حیران ہو کر کہا۔

''کوکا کولا کا شمار کولڈ ڈرنکس میں ہوتا ہے اور جب چائے ٹھنڈی ہو جائے تو یہ بھی کولڈ ہو جاتی ہے اس لئے میں کولڈ ٹی ہی کو کوکا کولا سمجھتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو پروفیسر ہاقانی بے اختیار ہنس پڑے۔ عمران نے چائے کا کپ اٹھایا اور پھر اس نے ایک ہی سانس میں سارا کپ خالی کر دیا اور پھر وہ پروفیسر ہاقانی

سے اجازت لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"جب تم اس نشان اور مسکاٹ سے نجات حاصل کر لو تو مجھے ضرور بتا دینا ورنہ میں تمہارے لئے پریشان رہوں گا"...... پروفیسر باقانی نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ سے خود آ کر مل لوں گا اور بتا دوں گا کہ میں نے سیاہ بچھو کے نشان اور کٹانگا دیوی کے مسکاٹ سے نجات حاصل کر لی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ پروفیسر باقانی کو سلام کرتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اپنی کار میں اُڑا جا رہا تھا۔

پروفیسر باقانی نے اسے گورے گاؤں کے قبرستان کے گورے بابا سے ملنے کا مشورہ دیا تھا جبکہ عمران اس سے پہلے شاہ صاحب سے ملنا چاہتا تھا۔ یہ معاملہ چونکہ ماورائی تھا اس لئے اس کی حقیقت جاننے کے لئے روحانی عامل ہی اس کی صحیح مدد کر سکتے تھے اور ان کے بتائے ہوئے تدراک سے ہی عمران ان دونوں چیزوں سے نجات حاصل کر سکتا تھا۔

شاہ صاحب کے گاؤں پہنچ کر عمران اس مسجد میں پہنچا جہاں شاہ صاحب موجود ہوتے تھے تو اسے معلوم ہوا کہ شاہ صاحب کسی نجی کام کے لئے شہر گئے ہوئے تھے اور ان کی دو تین روز تک واپسی مشکل تھی۔ شاہ صاحب کے نہ ملنے کی وجہ سے عمران نے گورے گاؤں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ جلد سے جلد اس سارے مسئلے کی



حقیقت جاننا چاہتا تھا کہ کٹانگا دیوی نے اس کے دائیں ہاتھ کی پشت پر طاقت کا نشان سیاہ بچھو کیوں بنایا تھا اور کٹانگا دیوی کا کٹا ہوا سیاہ چہرہ مسکاٹ اسے کیوں دیا گیا تھا۔

عمران گورے گاؤں جانے والی سڑک پر کار دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ پھر عمران نے جیسے ہی ایک موڑ کی طرف کار موڑی اچانک اس نے بریک پیڈل پر دباؤ ڈال دیا۔ اس کی کار کے ٹائر بری طرح سے چیختے اور سڑک پر سیاہ لکیریں کھینچتے ہوئے گھسٹتے چلے گئے اور کار سامنے سڑک کے درمیان سیاہ رنگ کی ایک سیڈان کار سے چند فٹ کے فاصلے پر ایک جھٹکے سے رکتی چلی گئی۔ سیاہ سیڈان سڑک پر ترچھے انداز میں کھڑی تھی جس سے سڑک بلاک ہو چکی تھی۔ کار کے دروازے کے پاس ایک حسین لڑکی کھڑی تھی جس کے کاندھے پر منی میزائل لانچر دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا رخ اسی طرف تھا جس طرف سے عمران کار لایا تھا۔ جیسے ہی عمران نے کار روکی اسی لمحے کار کے پاس کھڑی لڑکی کے میزائل لانچر سے آگ کا ایک شعلہ سا نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے عمران کو اپنی کار کی جانب بڑھتا نظر آیا۔

پروفیسر رونالڈ نے کمرے میں داخل ہو کر سوئچ بورڈ سے کمرے کی لائٹ آن کی تو سامنے کرسی پر ایک نوجوان اور حسین لڑکی دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات لہرائے پھر فوراً ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"ماؤتانہ"...... پروفیسر رونالڈ نے لڑکی کی جانب دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

لڑکی نے سکرٹ اور جینز پہن رکھی تھی۔ اس کے بال اخروٹی رنگ کے تھے جو اس کے کاندھوں تک تراشیدہ تھے۔ حسین ہونے کے ساتھ ساتھ لڑکی کی آنکھوں میں بلا کی چمک تھی اور اس کا چہرہ اس قدر سپاٹ تھا جیسے وہ انتہائی تیز طرار اور نہایت ہتھ چھٹ قسم کی لڑکی ہو۔



"ہاں آقا۔ میں ماؤتانہ ہوں۔ میں اس لڑکی کے جسم میں داخل ہو چکی ہوں۔ میرا اس لڑکی کے دماغ پر قبضہ ہے۔ لڑکی کا دماغ مجھے بتا رہا ہے کہ اس کا نام تابندہ ہے۔ پاکیشیا کے دارالحکومت میں اس کا ایک گینگ ہے جو سٹار گینگ کے نام سے ہے۔ یہ سٹار گینگ کی سربراہ ہے یہ گینگ میں پرنسز راسکل کہلاتی ہے۔ گینگ میں دس افراد ہیں جو اسی جیسے تیز طرار، لڑاکا اور انتہائی ہتھ چھٹ قسم کے ہیں۔ ان میں چار لڑکیاں ہیں اور باقی سب مرد۔ آپ کے حکم سے میں نے اس گینگ کی لیڈر کو ہلاک کر کے اس کا جسم حاصل کر لیا ہے۔ اس لڑکی کی وجہ سے سٹار گینگ اب میرا ہے اور وہ سب میرے احکامات کے پابند ہیں۔ آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں جیسے ہی اس لڑکی کا جسم حاصل کروں آپ سے ایک بار ضرور آ کر ملوں تاکہ آپ میری شیطانی طاقتوں کو اس جسم سے ہم آہنگ کر سکیں اور پھر میں اپنا مشن سرانجام دے سکوں"...... ماؤتانہ نے کہا۔

"ہاں میں جانتا ہوں۔ تم اپنی آنکھیں بند کرو۔ میں ابھی تمہاری شیطانی طاقتوں کو اس انسانی جسم سے ہم آہنگ کر دیتا ہوں تاکہ تم اس جسم میں بھی رہتے ہوئے اپنی ساحرانہ طاقتوں کا آسانی سے استعمال کر سکو"...... پروفیسر رونالڈ نے کہا تو ماؤتانہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ پروفیسر رونالڈ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ماؤتانہ کے عقب میں آیا اور اس نے

ایک ہاتھ ماؤتانہ نے سر پر رکھ اور دوسرا ہاتھ اس کے دائیں کاندھے پر رکھ کر آنکھیں بند کیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع ہوگیا۔ جیسے جیسے وہ پڑھتا جا رہا تھا اس کا چہرہ سیاہ ہوتا جا رہا تھا اور اس کے جسم میں جیسے زلزلے کے سے تاثرات نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔ اس کے جسم کی لرزش اس کے ہاتھوں تک آ رہی تھی جس کی وجہ سے ماؤتانہ کا جسم بھی بری طرح سے کانپنا شروع ہوگیا تھا۔

پروفیسر رونالڈ کا رنگ تو سیاہی مائل ہوتا جا رہا تھا لیکن ماؤتانہ کا رنگ اس کے برعکس سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ماؤتانہ کا چہرہ اس قدر سرخ ہوگیا جیسے تانبا تپ رہا ہو۔ پھر اچانک پروفیسر رونالڈ نے ماؤتانہ کے سر اور اس کے کاندھے سے ہاتھ ایک ساتھ اٹھا لئے۔ جیسے ہی اس نے ماؤتانہ کے سر اور کاندھے سے ہاتھ ہٹائے۔ ماؤتانہ کے منہ سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور وہ اچھل کر کرسی سے نیچے گر گئی اور زمین پر گر کر یوں تڑپنا شروع ہوگئی جیسے اسے کسی کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہو۔ کچھ دیر تک وہ اسی طرح سے تڑپتی اور چیختی رہی پھر اس کی چیخیں رک گئیں اور وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں اٹھ کر کھڑی ہوگئی جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ پروفیسر رونالڈ نے بھی آنکھیں کھول دی تھیں اور وہ غور سے ماؤتانہ کی جانب دیکھ رہا تھا۔

''تم ٹھیک ہو''...... پروفیسر رونالڈ نے ماؤتانہ کی جانب غور



سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یس پروفیسر۔ میں ٹھیک ہوں''...... ماؤتانہ نے جواب دیا۔

''کیا اب تم اپنے جسم میں اپنی ساحرانہ طاقتوں کو محسوس کر رہی ہو''...... پروفیسر رونالڈ نے پوچھا۔

''یس پروفیسر۔ مجھے اب اپنا جسم بے حد ہلکا پھلکا محسوس ہو رہا ہے اور مجھے اس جسم میں بے پناہ توانائی بھرتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اب میرے دماغ نے بھی سوچنے اور سمجھنے کا کام شروع کر دیا ہے''...... ماؤتانہ نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ اب اپنی کوئی طاقت آزما کر دیکھو''...... پروفیسر رونالڈ نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... ماؤتانہ نے کہا۔ اس نے دونوں ہاتھ ہوا میں لہراتے ہوئے ایک ساتھ جوڑے اور پھر دونوں ہاتھوں کو دائیں دیوار کی طرف ایک کارنس پر رکھے ہوئے بڑے گلدان کی جانب کر کے زور سے جھٹک دیئے۔ دوسرے لمحے اس کی ہاتھوں سے روشنی کی تیز لہر سی نکلی۔ ایک زور دار دھماکا ہوا اور گلدان کے ٹکڑے بکھرتے چلے گئے۔ یہی نہیں جیسے ہی گلدان کے ٹکڑے ہوا میں بلند ہوئے ان میں آگ سی چمکی اور ٹکڑے راکھ بنتے چلے گئے۔

''گڈ شو۔ گڈ شو''...... پروفیسر رونالڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ ماؤتانہ نے ایک بار پھر دونوں ہاتھ ہوا میں لہرائے۔ اس بار اس نے دونوں ہاتھ نیچے کی طرف جھٹکے تو اچانک اس کے ایک

ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں خنجر آ گیا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہیں تمہاری ساری ساحرانہ طاقتیں مل گئی ہیں ماؤ تانہ۔ اب جاؤ اور جتنی جلد ممکن ہو سکے عمران کو ہلاک کر دو۔ عمران کی ہلاکت ہی میری زندگی ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''یس پروفیسر۔ میں ابھی جا کر عمران کو ہلاک کر دیتی ہوں البتہ جانے سے پہلے میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں کیا مجھے جواب دو گے''...... ماؤ تانہ نے پوچھا۔

''ہاں پوچھو۔ کیا پوچھنا چاہتی ہو''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''تم نے بتایا ہے کہ عمران نامی شخص بلیک باکس اپنے پاس رکھتا ہے جس میں کٹانگا دیوی کا مسکاٹ ہے۔ اگر میں عمران کو جلا کر راکھ کرنے کی کوشش کروں گی تو اس کے ساتھ بلیک باکس اور مسکاٹ بھی جل جائے گا''...... ماؤ تانہ نے پوچھا۔

''نہیں۔ بلیک باکس اور مسکاٹ پر آگ اثر نہیں کرتی ہے۔ نہ ہی اس باکس کو کسی طرح سے توڑا جا سکتا ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''اوکے پروفیسر۔ پھر میں جلد ہی تمہیں عمران کی ہلاکت کی خوشخبری دیتی ہوں''...... ماؤ تانہ نے کہا۔

''عمران کو ہلاک کرنے کے بعد تم بلیک باکس کو ہاتھ لگانے کی کوشش نہ کرنا ورنہ اس کی خبر کٹانگا دیوی کو ہو جائے گی اور وہ فوراً اپنی حامیوں کو بھیج کر وہاں سے بلیک باکس غائب کرا دے گی۔ تم



اپنے ساتھ کسی انسان کو لے جانا اور اس سے کہنا کہ وہ اس باکس کو اٹھائے اور اسے کسی ایسی جگہ پہنچا دینا جہاں میں اپنے آدمیوں کو بھیج کر وہ باکس منگوا سکوں''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''یس پروفیسر۔ میں بلیک باکس اس ٹھکانے پر لے جاؤں گی جو اس لڑکی پرنسز راسکل کا ہے''...... ماؤ تانہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں پاکیشیا کے کسی فارن ایجنٹ سے بات کروں گا اور اس کے ذریعے تمہارے ٹھکانے سے باکس اسرائیل منگوا لوں گا''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا تو ماؤ تانہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب میں جاؤں''...... ماؤ تانہ نے پوچھا۔

''ہاں جاؤ اور جا کر عمران کو اس کے انجام تک پہنچا دو۔ میں عمران کو ہلاک کرنے کی خوشخبری سننے کا منتظر رہوں گا''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا تو ماؤ تانہ نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے دونوں ہاتھ معافی مانگنے والے انداز میں جوڑے اور پھر اس نے اچانک دونوں ہاتھ کھول کر تیزی سے دائیں بائیں پھیلا دیئے۔ جیسے ہی اس نے ہاتھ دائیں بائیں پھیلائے اچانک اس کے جسم میں بجلی کی تیز لہریں سی چمکیں اور وہ پروفیسر رونالڈ کے سامنے سے غائب ہوتی چلی گئی۔

کچھ دیر کے بعد ماؤ تانہ پرنسز راسکل کے روپ میں ہی ایک دفتری انداز میں سجے ہوئے کمرے میں نمودار ہوئی۔ اس کمرے

کے وسط میں ایک بڑی سی میز پڑی تھی۔ ماؤ تانہ اس میز کی
بڑھی اور پھر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ ابھی وہ کرسی پر بیٹھی ہی تھی
لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان کمرے میں داخل
کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر جیسے ہی میز کے پیچھے
ہوئی ماؤ تانہ پر پڑی وہ یکلخت ٹھٹھک گیا۔ اس کی آنکھوں
شدید حیرت ابھر آئی تھی۔

''پرنسز۔ تم۔ تم یہاں کب آئی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے جب
اس کمرے میں آیا تھا تو تم یہاں موجود نہیں تھی''...... آنے وا
نوجوان نے ماؤ تانہ کی جانب انتہائی حیرت بھری نظروں سے دی
ہوئے کہا۔

''میں واش روم میں تھی''...... ماؤ تانہ نے مسکرا کر کہا۔

''واش روم۔ لیکن میں نے واش روم کے پاس آ کر تمہ
آوازیں دی تھیں تو تم نے جواب کیوں نہیں دیا تھا''...... نوجوا
نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''احمقانہ باتیں چھوڑو۔ میں واش روم میں آرام کرنے نہیں گ
تھی جو تمہاری آواز کا جواب دیتی۔ بہرحال بولو۔ کیوں آئے ہو
یہاں''...... ماؤ تانہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ابھی کچھ دیر پہلے ایس فائیو کی کال آئی تھی۔ اس نے بتا
ہے کہ اس نے اپنا ٹارگٹ ہٹ کر دیا ہے''...... نوجوان نے کہا
سٹار گینگ کا نمبر ٹو ہاشمی تھا اور جسے گینگ میں ایس ٹو کہا جاتا تھا۔



''کون سا ٹارگٹ''...... ماؤ تانہ نے پوچھا۔

''وہ ملٹی نیشنل کمپنی کا مالک شمیم بلگرامی تھا جس نے ہمارے
گینگ کے بار بار متنبہ کرنے کے باوجود منتھلی دینے سے صاف
انکار کر دیا تھا۔ منتھلی نہ دینے کے ساتھ ساتھ اس نے ہماری اس
دھمکی کو بھی ملحوظِ خاطر نہیں رکھا تھا کہ اگر اس نے پولیس کو ہمارے
بارے میں کچھ بتانے کی کوشش کی تو ہم اسے ہلاک کر دیں گے۔
اس نے ہمارے بارے میں نہ صرف پولیس کو انفارم کر دیا تھا بلکہ
ہمارا وہ سیل فون نمبر بھی پولیس کو فراہم کر دیا تھا جس سے ہم نے
اس سے رابطہ کیا تھا۔ اس لئے تم نے شمیم بلگرامی کا بلیک وارنٹ
جاری کر دیا تھا جس کا ٹاسک تم نے ایس فائیو کو دیا تھا''...... ایس
ٹو نے کہا۔

''کیسے ہلاک کیا ہے ایس فائیو نے اسے''...... ماؤ تانہ نے
سادہ سے انداز میں پوچھا۔

''ایس فائیو کل سے شمیم بلگرامی کی رہائش گاہ کے پاس گھات
لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ آج صبح جب شمیم بلگرامی اپنی کار میں اپنے
آفس جانے کے لئے نکلا تو ایس فائیو نے اس کی کار پر میزائل
لانچر سے میزائل فائر کر دیا تھا جس سے شمیم بلگرامی کی کار کے
ساتھ اس کے بھی ٹکڑے اُڑ گئے تھے''...... ایس ٹو نے کہا۔

''گڈ شو۔ کیا ایس فائیو ٹارگٹ ہٹ کرنے کے بعد وہاں سے
نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے''...... ماؤ تانہ نے پرنسز راسکل

کے انداز میں پوچھا۔

''ہاں۔ میزائل فائر کرتے ہی وہ فوراً وہاں سے نکل گیا تھا'' ایس ٹو نے جواب دیا۔

''اوکے۔ یہ بتاؤ کہ ایس تھری اور ایس فور کہاں ہیں''۔ ماؤتا نے پوچھا۔

''وہ اپنے اپنے ٹھکانوں پر ہی ہوں گے۔ کوئی کام ہے تو میں ابھی انہیں بلا لیتا ہوں''...... ایس ٹو نے کہا۔

''نہیں۔ تم ایسا کرو کہ کار نکالو اور کار میں ٹارگٹ ہنٹنگ ویپنز رکھ لو اور میرے ساتھ چلو۔ ایک اور ٹارگٹ ہٹ کرنا ہے اور اس ٹارگٹ کو ہٹ کرنے کے لئے میں تمہارے ساتھ خود جاؤں گی''...... ماؤتانہ نے کہا۔

''کون سا ٹارگٹ''...... ایس ٹو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''راستے میں تمہیں اس کے بارے میں، میں سب بتا دوں گی تم بس چلنے کی تیاری کرو۔ ابھی فوراً''...... ماؤتانہ نے کہا تو ایس ٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ مڑ کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ ایس ٹو کے کمرے سے جاتے ہی ماؤتانہ نے آنکھیں بند کر لیں۔ آنکھیں بند کرتے ہی اس کا چہرہ سپاٹ ہوتا چلا گیا۔

''ہونہہ۔ تو یہ عمران کٹانگا دیوی کا مسکاٹ پروفیسر ہاقانی کو دکھانے کے لئے گیا ہوا ہے''...... ماؤتانہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا



جیسے وہ بند آنکھوں سے عمران کو پروفیسر ہاقانی کے ساتھ دیکھ رہی ہو۔ وہ چونکہ ایک انسانی جسم میں سمائی ہوئی تھی اس لئے اب وہ عمران کو آسانی سے اپنی ماورائی طاقتوں سے دیکھ سکتی تھی کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ چند لمحے وہ اسی طرح سے آنکھیں بند کئے رہی پھر اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔ اسی لمحے ایس ٹو دوبارہ کمرے میں داخل ہو گیا۔

''میں نے کار میں ویپنز رکھوا دیا ہے''...... ایس ٹو نے کہا تو ماؤتانہ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''آؤ میرے ساتھ''...... ماؤتانہ نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔ ایس ٹو بھی اس کے ساتھ کمرے سے باہر آ گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں ایک نئی سیڈان کار میں تیز رفتاری سے کھلی سڑکوں پر اُڑے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایس ٹو بیٹھا ہوا تھا جبکہ ماؤتانہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔ ماؤتانہ نے ایس ٹو کو کار گورے گاؤں کی طرف جانے والے راستے کی جانب لے جانے کے لئے کہا تھا۔ گورے گاؤں کا سن کر ایس ٹو حیران تو ہوا تھا لیکن اس نے ماؤتانہ سے کچھ نہیں پوچھا تھا۔ ماؤتانہ اس کے لئے پرنسز راسکل تھی جو انتہائی غصیلی طبیعت کی مالکہ ہونے کے ساتھ ہتھ چھٹ بھی تھی۔ وہ اپنے سوا کسی کو خاطر میں نہیں لاتی تھی اس لئے اس کے ساتھی اس سے ڈرے اور سہمے سہمے

سے رہتے تھے۔

ایس ٹو نے ماؤ تانہ کو بتایا تھا کہ اس نے پچھلی سیٹوں کے نیچے جدید اسلحہ رکھوایا ہے۔ ایک مشین پسٹل اور چند ہینڈ گرنیڈ اس نے ڈیش بورڈ میں بھی رکھے ہوئے ہیں۔ ماؤ تانہ نے ڈیش بورڈ کھول کر اس میں پڑا ہوا مشین پسٹل اور ایک ہینڈ گرنیڈ نکال کر اپنی گود میں رکھ لیا تھا۔

''تم نے بتایا نہیں کہ ہم کس ٹارگٹ کو ہٹ کرنے کے لئے جا رہے ہیں اور وہ بھی ایک گاؤں میں''...... ایس ٹو نے ماؤ تانہ کی جانب دیکھ کر ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

''تمہیں ہر بات بتانا ضروری ہے کیا''...... ماؤ تانہ نے منہ بنا کر کہا تو ایس ٹو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ پرنسز راسکل کی طبیعت سے بخوبی واقف تھا۔ پرنسز راسکل جب ان پر مہربان ہوتی تھی تو وہ انہیں ہر بات سے آگاہ رکھتی تھی اور ہر معاملے میں انہیں بریف کر کے ساتھ لے کر چلتی تھی اور جب اس کا موڈ بگڑا ہوا ہوتا تو کسی سے سیدھے منہ بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتی تھی۔ اس وقت بھی شاید اس کا موڈ بگڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ ایس ٹو سے سیدھے منہ بات نہیں کر رہی تھی۔

ایس ٹو کار تیزی سے گورے گاؤں کی جانب اڑائے لئے جا رہا تھا جیسے ہی وہ گورے گاؤں جانے والی سڑک پر ایک پہاڑی ٹیلہ کی جانب سے دوسری سڑک کی طرف مڑا، ماؤ تانہ نے اسے کار روکنے



کے لئے کہہ دیا۔ اس کے کہنے پر ایس ٹو نے کار سڑک کے کنارے کر کے روک دی۔ کار رکتے ہی ماؤ تانہ نے آنکھیں بند کر لیں۔

''وہ آ رہا ہے''...... ماؤ تانہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی بڑبڑاہٹ سن کر ایس ٹو چونک پڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتا ماؤ تانہ نے آنکھیں کھولیں اور کار کا دروازہ کھول کر فوراً باہر نکل گئی۔ اور سڑک سے پہاڑی ٹیلے کی طرف دیکھنے لگی جس طرف سے ان کی کار مڑ کر آئی تھی۔

ماؤ تانہ کچھ دیر اس جانب دیکھتی رہی پھر اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور سیٹ پر جھک کر اس نے سیٹ الٹا دی۔ سیٹوں کے نیچے ایک بڑا سا باکس بنا ہوا تھا جس میں متعدد اقسام کا اسلحہ موجود تھا۔ وہاں ایک بزوکا گن جیسا منی لانچر بھی تھا۔ میزائل لانچر دیکھ کر ماؤ تانہ کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اس نے فوراً میزائل لانچر اٹھایا اور سیٹ کو دوبارہ باکس پر ایڈجسٹ کر دیا۔

''کار سڑک کے درمیان میں کر کے سڑک بلاک کر دو''۔ ماؤ تانہ نے کہا تو ایس ٹو نے کار گھما کر سڑک کے عین درمیان میں ترچھے انداز میں کھڑی کر دی۔ ماؤ تانہ نے میزائل لانچر کاندھے پر رکھا اور اس کے ٹریگر پر انگلی رکھ کر کار سے پشت لگا کر کھڑی ہو گئی اور ٹیلے کی طرف سے آنے والی سڑک کی جانب دیکھنے لگی۔ اسی لمحے ٹیلے کے پیچھے سے سرخ رنگ کی ایک سپورٹس کار نکل کر تیزی سے ان کی طرف مڑتی دکھائی دی۔ سرخ کار کو دیکھ کر ماؤ تانہ کے

ہونٹوں پر انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔ سپورٹس کار والے نے بھی سڑک کے درمیان کھڑی کار اور اسے دیکھ لیا تھا اس نے کار موڑتے ہی کار کے بریکس لگا دیئے تھے۔ اچانک لگنے والے بریکس کی وجہ سے کار کے ٹائر یکلخت سڑک پر جم گئے تھے اور کار سڑک پر سیاہ لکیریں کھینچتی ہوئی آگے آ کر ایک جھٹکے سے رک گئی۔ جیسے ہی کار رکی اسی لمحے ماؤ تانہ نے میزائل لانچر کا ٹریگر دبا دیا۔ میزائل لانچر کو ایک زور دار جھٹکا سا لگا اور اس میں سے ایک منی میزائل نکل کر شعلے اُڑاتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے سرخ سپورٹس کار کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ میزائل کار سے ٹکراتا اچانک کار تیزی سے پیچھے ہٹی اور سڑک کے دائیں طرف ہوتی چلی گئی۔ کار میں بیٹھے ہوئے نوجوان نے میزائل دیکھتے ہی کار پیچھے کرتے ہوئے سڑک کے کنارے کی طرف کر لی تھی جس کی وجہ سے میزائل اس کار کے عین قریب سے نکل کر پیچھے موجود ٹیلے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ میزائل ٹیلے سے ٹکرایا اور ماحول تیز اور زور دار دھماکے سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

میزائل نے ٹیلے کے پرخچے اُڑا دیئے تھے۔ نوجوان کو اس تیزی سے میزائل سے بچتے دیکھ کر ایک لمحے کے لئے ماؤ تانہ کی آنکھوں میں حیرت ابھر آئی تھی۔ اسے شاید نوجوان سے اس قدر تیزی کی امید نہیں تھی کہ وہ میزائل سے بچنے کے لئے اس قدر تیزی سے اپنی کار پیچھے ہٹا سکتا ہے۔ عمران کی کار سلامت دیکھ کر ماؤ تانہ کا



چہرہ غصے سے سیاہ پڑ گیا۔ اس نے میزائل گن ایک طرف پھینکی اور انتہائی غضبناک نظروں سے عمران کی کار کی جانب دیکھنے لگے پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ آنکھیں بند کرتے ہی اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور انہیں دائیں بائیں مخصوص انداز میں ہلاتی ہوئی ایک دوسرے کے قریب لے آئی۔ اس کے دونوں ہاتھوں کے پنجے کھلے ہوئے تھے اور وہ دونوں پنجوں کو آپس میں یوں ملا رہی تھی جیسے اس نے ہاتھوں میں کوئی گولا پکڑا ہوا ہو۔ اس نے دونوں پنجوں کو جھٹکا تو اچانک اس کے ہاتھ میں آگ کا ایک گولا سا بن گیا۔ ماؤ تانہ نے آنکھیں کھولے بغیر دونوں ہاتھوں کو پھیلایا تو اس کے ہاتھوں میں موجود آگ کا گولا تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔

آگ کے گولے کے پھیلتے ہی ماؤ تانہ نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لئے اس کے ہاتھوں کے ساتھ آگ کا گولا بھی بلند ہو گیا تھا۔ ماؤ تانہ نے آنکھیں کھولیں اور پھر اس کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے اس نے آنکھیں کھولتے ہی آگ کا گولا اس طرف پھینکنا چاہا جہاں عمران کی کار کھڑی تھی لیکن یہ دیکھ کر ماؤ تانہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کہ جہاں چند لمحے قبل عمران کی کار موجود تھی اب وہ جگہ خالی دکھائی دے رہی تھی۔ گولا ابھی تک ماؤ تانہ کے ہاتھوں میں تھا۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگی لیکن عمران کی کار وہاں سے یوں غائب ہو گئی تھی جیسے کسی

نے جادو کی چھڑی گھما کر اسے غائب کر دیا ہو۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سرخ کار اس طرح اچانک کیسے غائب ہو سکتی ہے"...... ماؤتانہ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ اس نے غصے سے ہاتھ میں پکڑا ہوا آگ کا گولا دائیں طرف پھینک دیا۔ گولا کچھ دور جا کر میدانی علاقے میں گرا۔ گولے کے گرتے ہی ایک زوردار دھماکا ہوا اور وہاں ہر طرف جیسے آگ کا طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا۔ ہر طرف آگ کے بڑے بڑے شعلے بھڑک اٹھے تھے۔ اگر آگ کا یہ گولا عمران کی کار پر گرتا تو وہ یقیناً کار کے ساتھ جل کر بھسم ہو جاتا۔ ماؤتانہ پاگلوں کے سے انداز میں چاروں طرف پلٹ پلٹ کر عمران کی کار تلاش کر رہی تھی لیکن کار اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

"کہاں گیا عمران۔ اس کی کار کہاں ہے"...... ماؤتانہ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ کار میں بیٹھا ہوا ایس ٹو جو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پرنسز راسکل کی جانب دیکھ رہا تھا بوکھلا کر فوراً کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ اس نے پرنسز راسکل کو دونوں ہاتھوں میں آگ کا گولا بناتے اور آگ کے گولے کو دائیں طرف پھینکتے دیکھ لیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ پرنسز راسکل اس طرح ہاتھوں میں آگ کا گولا کیسے بنا سکتی ہے۔ کیا اس نے میجک سیکھ لیا ہے۔

"میں تم سے پوچھ رہی ہوں نانسنس۔ عمران کی کار یہاں سے



اچانک کہاں غائب ہو گئی ہے"...... ایس ٹو کو کار سے نکلتے دیکھ کر ماؤتانہ نے اس پر بری طرح سے بھڑکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ۔ وہ پرنسز۔ وہ"...... ایس ٹو نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ پرنسز راسکل کا غصہ دیکھ کر اس پر کپکپاہٹ سی طاری ہو گئی تھی۔

"کیا وہ وہ لگا رکھی ہے نانسنس۔ دفع ہو جاؤ۔ میں خود ہی معلوم کر لیتی ہوں کہ وہ کہاں گیا ہے۔ وہ جہاں بھی جائے گا میں اسے ڈھونڈ لوں گی۔ خود ہی ڈھونڈ لوں گی وہ پرنسز راسکل سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتا"...... ماؤتانہ نے اسی طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے ایک طویل سانس کھینچتے ہوئے آنکھیں بند کیں اور پھر اپنی طاقتوں سے یہ معلوم کرنا شروع ہو گئی کہ عمران کار سمیت اچانک اس کے سامنے سے کہاں غائب ہو گیا تھا۔

پرنسز راسکل کو اس طرح آنکھیں بند کرتے دیکھ کر ایس ٹو دنگ رہ گیا تھا۔ پرنسز راسکل اس بار ایک بالکل نئے روپ میں دکھائی دے رہی تھی جو ایس ٹو کے لئے حیرت انگیز تھا۔ پرنسز راسکل کی آنکھیں بند تھیں اور وہ تیز تیز سانس لے رہی تھی۔ تیز تیز سانس لینے کی وجہ سے اس کی ناک اور منہ سے ایسی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے کوئی ناگن پھنکار رہی ہو۔

پرنسز راسکل کا یہ بھیانک روپ دیکھ کر ایس ٹو ڈر گیا تھا وہ فوراً کار میں بیٹھ گیا۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے چمک رہے

تھے۔ اس کی حیرت اس سرخ کار کے لئے بھی تھی جس پر پرنسز راسکل نے میزائل فائر کیا تھا۔ میزائل سے بچنے کے لئے تو سرخ کار کے ڈرائیور نے فوراً کار بیک کر کے دائیں طرف کر لی تھی لیکن پھر جب پرنسز راسکل نے کسی ساحرہ کی طرح دونوں ہاتھوں کو لہراتے ہوئے آگ کا گولا بنایا تھا تو اس نے اچانک اپنے سامنے سے سرخ کار کو غائب ہوتے دیکھا تھا۔ سرخ کار اس کی آنکھوں کے سامنے سے یوں غائب ہوگئی تھی جیسے اسے جادوئی طریقے سے غائب کیا گیا ہو۔ جس سے ایس ٹو اور زیادہ حیران رہ گیا اور وہ بار بار یوں سر جھٹکنے لگا جیسے وہ کوئی ماورائی فلم یا پھر خواب دیکھ رہا ہو۔

ماؤ تانہ کچھ دیر آنکھیں بند کئے تیز تیز سانس لیتی رہی۔ تیز تیز سانس لیتے ہوئے وہ دائیں بائیں بری طرح سے سر مار رہی تھی اور اس کے چہرے کے خد و خال بھی عجیب وغریب انداز میں پھیل اور سکڑ رہے تھے جس کی وجہ سے اس کا چہرہ بعض اوقات اس قدر بھیانک ہو جاتا کہ اسے کوئی ہوش مند آدمی دیکھ لیتا تو یقیناً ڈر کر بے ہوش ہو جاتا۔ ماؤ تانہ کچھ دیر تک اسی طرح اپنی طاقتوں سے عمران اور اس کی کار کا پتہ لگاتی رہی پھر اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح سے دھک رہی تھیں۔ ان انگارہ برساتی آنکھوں میں زمانے بھر کی حیرت سمٹی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ عمران اور اس کی کار



کہاں غائب ہو گئے ہیں اور مجھے اب اس کے بارے میں کچھ پتہ کیوں نہیں چل رہا ہے کہ وہ کہاں ہے“...... ماؤ تانہ نے حیرت زدہ انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ غصیلی نظروں سے چاروں طرف دیکھتی رہی لیکن عمران اور اس کی کار اسے کہیں دکھائی نہ دی تو وہ پھنکارتی ہوئی کار کا دروازہ کھول کر کار میں بیٹھ گئی۔

”چلو۔ واپس چلو“...... ماؤ تانہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ایس ٹو اس کی جانب سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا حکم سن کر ایس ٹو نے کار سٹارٹ کی اور پھر کار موڑتا ہوا تیزی سے اس طرف بھگاتا لے گیا جس طرف سے وہ آیا تھا۔

ماؤ تانہ گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ عمران کو کار سمیت غائب ہوتے دیکھ کر اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے اور اسے اس بات کا بھی غصہ آ رہا تھا کہ اس نے اپنی طاقتوں سے عمران کا پتہ لگانے کی کوشش کی تھی کہ وہ کہاں ہے اور اچانک وہاں سے کیسے غائب ہو گیا ہے لیکن اس کی طاقتوں نے بھی اسے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ جس سے ماؤ تانہ کی پریشانی بڑھ گئی تھی۔

جیسے ہی لانچر سے میزائل نکلا عمران نے بجلی کی سی تیزی سے بیک گیئر لگایا اور کار تیزی سے پیچھے ہٹاتا ہوا سڑک کے کنارے کی طرف لے آیا۔ اسی لمحے میزائل زائیں کی تیز آواز نکالتا ہوا اس کی کار کے عین قریب سے گزرتا ہوا پیچھے موجود ٹیلے سے جا ٹکرایا۔ دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکا ہوا اور ٹیلہ ہوا میں اڑتا چلا گیا۔

عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ گورے گاؤں میں قبرستان کے گورکن گورے بابا سے ملنے جا رہا تھا پھر یہ لڑکی یہاں کیسے پہنچ گئی تھی اور اس نے عمران کی کار کو آتے دیکھ کر ہی اس پر میزائل داغ دیا تھا جیسے وہ پہلے سے ہی جانتی ہو کہ عمران کار لے کر اس طرف آ رہا ہے۔

عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس لڑکی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ لڑکی اکیلی نہیں تھی۔ اس کی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان



بیٹھا ہوا تھا جو حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران اور اس کی کار کی طرف دیکھ رہا تھا۔

میزائل کا وار خالی جاتے دیکھ کر لڑکی کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے اچانک میزائل لانچر ایک طرف پھینکا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ تیزی سے پھیلاتے ہوئے اپنا سر اوپر کی طرف اٹھایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ وہ آنکھیں بند کئے دونوں ہاتھ نہایت عجیب و غریب انداز میں لہرا رہی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھوں کے پنجے کھلے ہوئے تھے۔ دونوں ہاتھوں کو لہراتے ہوئے اس نے پنجے ایک دوسرے کے قریب کئے تو یہ دیکھ کر عمران چونک پڑا کہ اچانک اس لڑکی کے ہاتھوں کے درمیان آگ کا ایک گولا نمودار ہو گیا تھا۔ لڑکی کی آنکھیں بند تھیں اس نے ہاتھوں کے درمیان آگ کے گولے کی تپش محسوس کر کے ہاتھ پھیلائے تو آگ کا گولا پھیلتا چلا گیا۔ جب آگ کا گولا بڑا ہو گیا تو لڑکی نے دونوں ہاتھوں سے اس گولے کو اٹھا کر سر سے بلند کر دیا اور اس نے آنکھیں کھول کر اس طرف دیکھا جہاں عمران کار میں بیٹھا آنکھیں پھاڑے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے آنکھیں کھولتے ہی وہ آگ کا گولا عمران کی کار کی جانب اچھال دے گی۔

لیکن یہ دیکھ کر عمران حیران رہ گیا کہ آنکھیں کھول کر جب لڑکی نے اس کی کار کی طرف دیکھا تو وہ بری طرح سے چونک

پڑی اور پھر حیرت بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھنا ش
گئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اسے عمران کی کار کہیں دکھائی ہی
رہی ہو۔

عمران نے اسے حیرت سے بڑبڑاتے دیکھا۔ وہ اس ا
آواز تو نہیں سن سکتا تھا لیکن اس کے ہونٹوں کی حرکت سے
کو اندازہ ہو گیا کہ وہ کیا بڑبڑا رہی ہے۔ لڑکی کے ہونٹوں ک
کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کہہ رہی ہو کہ 'یہ کیسے ہو سکتا ہے'۔ سر
اس طرح اچانک کیسے غائب ہو سکتی ہے۔ اور اس نے غصے
ہاتھو میں پکڑا ہوا آگ کا گولا دائیں طرف پھینک دیا۔ گولا ک
جا کر میدانی علاقے میں گرا۔ گولے کے گرتے ہی ایک زو
دھماکا ہوا اور وہاں ہر طرف جیسے آگ کا طوفان سا اٹھ کھڑا
ہر طرف آگ کے بڑے بڑے شعلے بھڑک اٹھے تھے۔ اس
خوفناک آگ دیکھ کر عمران کے چہرے پر قدرے خوف
تاثرات نمایاں ہو گئے۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر لڑکی نے آگ ک
گولا اس کی کار کی طرف پھینک دیا ہوتا تو اس کا کیا حشر ہو
آگ کا گولا سائیڈ میں پھینک کر لڑکی پاگلوں کے سے انداز
چاروں طرف پلٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی جیسے اسے واقعی عمران
کار کہیں نظر ہی نہ آ رہی ہو۔

''کہاں گیا عمران۔ اس کی کار کہاں ہے''...... لڑکی نے اچانک
بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ کار میں بیٹھا ہوا نوجوان جو آنکھ



پھاڑ پھاڑ کر لڑکی کی جانب دیکھ رہا تھا بوکھلا کر فوراً کار سے نکل کر
باہر آ گیا۔ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔

''میں تم سے پوچھ رہی ہوں نانسنس۔ عمران کی کار یہاں سے
اچانک کہاں غائب ہو گئی ہے''...... نوجوان کو کار سے نکلتے دیکھ کر
لڑکی نے اس پر بری طرح سے بھڑکتے ہوئے پوچھا۔ لڑکی کا غصہ
دیکھ کر نوجوان پر کپکپاہٹ سی طاری ہو گئی تھی۔ لڑکی چیخ کر بول
رہی تھی اس لئے عمران نے اس کی آواز بخوبی سن لی تھی لیکن
نوجوان نے بہت آہستہ آواز میں بات کی تھی اس لئے عمران اس
کی آواز نہیں سن سکا تھا۔

''کیا وہ وہ لگا رکھی ہے نانسنس۔ دفع ہو جاؤ۔ میں خود ہی معلوم
کر لیتی ہوں کہ وہ کہاں گیا ہے۔ وہ جہاں بھی جائے گا میں اسے
ڈھونڈ لوں گی۔ خود ہی ڈھونڈ لوں گی وہ پرنسز رابکل سے بچ کر
کہیں نہیں جا سکتا''...... لڑکی نے اسی طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔
اسی لمحے لڑکی نے ایک طویل سانس کھینچتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں
اور تیز تیز سانس لینے لگی۔ تیز تیز سانس لینے کی وجہ سے اس کی
ناک اور منہ سے ایسی آوازیں نکل رہی تھیں جیسے کوئی ناگن پھنکار
رہی ہو۔

نوجوان کے لئے لڑکی کا شاید یہ روپ نیا تھا وہ بے حد سہما ہوا
دکھائی دے رہا تھا۔ لڑکی کو اس طرح ناگنوں کی طرح پھنکارتے
دیکھ کر اس کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی اور وہ فوراً کار میں بیٹھ

گیا۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔ نوجوان کا
خوف اس بات کا غماز تھا کہ اس کا بس نہ چل رہا ہو اور وہ لڑکی کا
یہ بھیانک روپ دیکھ کر اسے وہیں چھوڑ دے اور کار لے کر وہاں
سے بھاگ جائے۔

لڑکی کچھ دیر آنکھیں بند کئے تیز تیز سانس لیتی رہی۔ تیز تیز
سانس لیتے ہوئے وہ دائیں بائیں بری طرح سے سر مار رہی تھی
اور اس کے چہرے کے خد و خال بھی عجیب و غریب انداز میں پھیل
اور سکڑ رہے تھے جس کی وجہ سے اس کا چہرہ انتہائی بھیانک ہو رہا
تھا۔ اس کا بھیانک چہرہ دیکھ کر عمران کو اندازہ ہونا شروع ہو گیا کہ
جسے وہ کوئی عام لڑکی سمجھ رہا ہے وہ عام لڑکی نہیں ہے بلکہ اس کا
تعلق ڈیول ورلڈ سے ہے۔ لڑکی کچھ دیر تک اسی طرح آنکھیں بند
کئے زور زور سے سر مارتی اور ناگن کی طرح پھنکاریں مارتی رہی
پھر اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں
انگاروں کی طرح سے دھک رہی تھیں۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ عمران اور اس کی کار
کہاں غائب ہو گئے ہیں اور مجھے اب اس کے بارے میں کچھ پتہ
کیوں نہیں چل رہا ہے کہ وہ کہاں ہے''...... عمران نے اس لڑکی کی
حیرت بھری آواز سنی جو پہلے کی طرح کافی تیز آواز تھی۔ اس کی
بات سن کر عمران کے چہرے پر بھی حیرت لہرانے لگی تھی کیونکہ وہ
کار سمیت وہیں موجود تھا اور آسانی سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا لیکن



لڑکی کو اس کی کار دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ لڑکی غصیلی نظروں سے
چاروں طرف دیکھتی رہی پھر وہ پھنکارتی ہوئی کار کا دروازہ کھول کر
کار میں بیٹھ گئی۔

''چلو۔ واپس چلو''...... لڑکی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس
کا ساتھی لڑکی کی جانب سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا
حکم سن کر نوجوان نے کار سٹارٹ کی اور پھر کار موڑی اور وہ کار
تیزی سے عمران کی کار کے نزدیک سے گزارتا لے گیا۔ نوجوان
کے چہرے پر بھی ایسے تاثرات تھے جیسے اسے بھی لڑکی کی طرح
عمران اور اس کی کار دکھائی نہ دے رہی ہو۔ عمران چند لمحے کار میں
بیٹھا رہا۔ سیڈان کار فراٹے بھرتی ہوئی تباہ ہونے والے ٹیلے کی
طرف مڑ گئی تو عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور کار سے باہر آ کر
تباہ شدہ ٹیلے کی جانب دیکھنے لگا۔

''کیا معاملہ ہے۔ کیا وہ نوجوان اور لڑکی سچ مچ اندھے ہو گئے
تھے کہ سامنے ہونے کے باوجود انہیں میں اور میری کار دکھائی ہی
نہیں دے رہے تھے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
اس نے اپنی کار کی طرف دیکھا تو اسے اپنی کار واضح طور پر دکھائی
دی۔

''مجھے تو کار بھی دکھائی دے رہی ہے اور اپنا وجود بھی۔ پھر ان
دونوں کی آنکھوں میں ککرے کیوں پڑ گئے تھے کہ میں اور کار انہیں
نظر ہی نہیں آ رہے تھے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔ وہ چند

لمحے حیرت زدہ انداز میں کھڑا اپنا سر کھجاتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لی اور دوبارہ اپنی کار میں بیٹھ گیا۔

عمران کو اس لڑکی پر شدید حیرت ہو رہی تھی کہ آخر وہ کون تھی اور وہ اس سے پہلے اس علاقے میں کیسے پہنچ گئی تھی اور اس نے عمران پر اس قدر شدید حملہ کیوں کیا تھا۔ اگر عمران فوری طور پر کار بیک نہ کر لیتا تو لڑکی کا داغا ہوا میزائل اس کی کار کے ساتھ اس کے بھی ٹکڑے اُڑا دیتا۔ یہی نہیں لڑکی نے جس طرح ساحرانہ انداز میں دونوں ہاتھوں میں آگ کا گولا بنایا تھا وہ اس نے عمران کی کار پر پھینکنے کی بجائے دائیں طرف میدان میں پھینک دیا تھا جہاں ابھی تک آگ کے خوفناک شعلے بھڑکتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

عمران اس کے بارے میں جتنا سوچتا جا رہا تھا اس کا تانا بانا اسے ڈیول ورلڈ سے ہی ملتا ہوا معلوم ہو رہا تھا جو ماورائی طریقوں سے اسے کسی نہ کسی طرح نقصان پہنچانے کے درپے رہتی تھی۔

عمران چند لمحے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا سیاہ سیڈان اور اس لڑکی کے بارے میں سوچتا رہا جو اسے مافوق الفطرت ہستی دکھائی دے رہی تھی۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لی اور کار آگے بڑھا دی۔

پختہ سڑک سے گزرتا ہوا وہ ایک کھلے علاقے میں داخل ہوا جہاں دائیں طرف ایک سڑک مڑ رہی تھی۔ اس سڑک کے کنارے پر ایک پرانا بورڈ لگا ہوا تھا جس پر گورے گاؤں لکھا ہوا تھا۔ عمران نے کار اس سڑک پر موڑ لی۔



سڑک ٹوٹی پھوٹی سی تھی۔ کچھ آگے جا کر راستہ اور زیادہ خراب ہو گیا لیکن عمران کار روکے بغیر آگے بڑھاتا لے گیا۔ گورے گاؤں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جہاں کچے مکان بنے ہوئے تھے۔ گاؤں کے چاروں اطراف میں کھیتوں کے طویل سلسلے پھیلے ہوئے تھے۔ گاؤں میں دیہاتی لوگ سروں پر خشک جھاڑیوں کی بڑی بڑی گانٹھیں اٹھائے آتے جاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ کچی سڑکوں پر بیل گاڑیاں اور گدھا گاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ اس گاؤں میں شاید جدید سپورٹس کار پہلی بار آئی تھی اس لئے گاؤں کے لوگ اور بچے سڑکوں کے کناروں پر کھڑے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کی کار کی جانب دیکھ رہے تھے۔

عمران نے کار ایک بوڑھے دیہاتی کے پاس روک کر اس سے گاؤں کے قبرستان کے بارے میں پوچھا تو بوڑھے دیہاتی نے اسے انگلی کے اشارے سے دائیں طرف جانے کے لئے کہہ دیا۔ عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کار موڑ کر ایک اور کچی سڑک پر آ گیا۔ کچھ ہی دیر میں اس کی کار ایک بڑے اور دور تک پھیلے ہوئے قبرستان کے درمیان بنے راستوں پر دوڑ رہی تھی۔

اس گاؤں کی زمین کچھ زیادہ ہی زرخیز تھی اس لئے قبرستان میں ہر طرف گھاس پھونس اور جھاڑیاں اگی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں اور وہاں لہلہاتے ہوئے درخت جھول رہے تھے جن میں سے بیشتر درخت کھجوروں کے تھے۔ عمران نے کار کھجور کے ایک درخت کے

پاس روکی اور کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا۔ دور قبروں کے درمیان اسے ایک چھوٹی سی مسجد کا مینار دکھائی دیا تو اس نے سوچا کہ وہ جس گورکن سے ملنے آیا ہے وہ یقیناً اس مسجد میں یا اس مسجد کے آس پاس ہی رہتا ہو گا۔ وہ قبروں کے درمیان بنے ہوئے راستوں سے گزرتا ہوا مسجد کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

قبرستان میں ہو کا عالم تھا۔ شام ہو رہی تھی اس لئے وہاں نہ کوئی آدم دکھائی دے رہا تھا اور نہ آدم زاد۔ البتہ قبرستان میں دور سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں ضرور سنائی دے رہی تھیں۔

عمران قبروں کے درمیان سے گزرتا ہوا مسجد کے قریب پہنچا تو اسے ایک دیہاتی دکھائی دیا جو ایک قبر کے پاس ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ اس دیہاتی نے دھوتی اور سفید رنگ کی قمیض پہن رکھی تھی اور اس کے سر پر سفید رنگ کا ہی عمامہ دکھائی دے رہا تھا۔ بوڑھے کی آنکھیں بند تھیں جیسے وہ کام کر کے تھک گیا ہو اور اب کچھ دیر آرام کرنے کے لئے چارپائی پر لیٹ گیا ہو۔

''السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاۃ''...... عمران نے بوڑھے کے قریب جا کر اسے اونچی آواز میں پورا سلام کرتے ہوئے کہا تو بوڑھے نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔ اس نے سر اٹھا کر عمران کی جانب دیکھا اور پھر وہ یکدم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

''وعلیکم والسلام و رحمتہ اللہ و برکاۃ۔ آؤ بیٹا۔ کون ہو تم اور کہاں



سے آئے ہو۔ تم سے پورا سلام سن کر طبیعت خوش ہو گئی ہے''۔ بوڑھے نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے بڑے شفقت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''میرا نام علی عمران ہے اور میں دارالحکومت سے آیا ہوں۔ میں یہاں اس قبرستان کے گورکن گورے بابا سے ملنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ گورے بابا مجھے کہاں ملیں گے''...... عمران نے بوڑھے دیہاتی سے بڑے مخلصانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ آؤ بیٹھو''...... عمران کی بات سن کر بوڑھے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ بوڑھے نے چارپائی پر عمران کے لئے جگہ چھوڑتے ہوئے کہا تو عمران شکریہ کہہ کر اس کے پاس چارپائی پر بیٹھ گیا۔

''کیوں ملنا چاہتے ہو تم گورے بابا سے''...... بوڑھے نے اسی طرح مسکراتے ہوئے اور اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''مجھے ان سے ذاتی کام ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''ذاتی کام ہے یا تم گورے بابا سے ڈیول ورلڈ کے حوالے سے ملنا چاہتے ہو۔ جس کی وجہ سے تم پریشان ہو''...... بوڑھے نے مسکرا کر کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''آپ ڈیول ورلڈ کے بارے میں کیا جانتے ہیں اور آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں گورے بابا سے ڈیول ورلڈ کے بارے میں

ملنے کے لئے آیا ہوں اور مجھے اس سے کیا پریشانی لاحق ہے"۔ عمران نے سچ مچ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر بوڑھے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔ وہ عمران کی جانب انتہائی محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"یہ سب کچھ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا عمران بیٹا۔ پہلے تم اپنا دایاں ہاتھ میری طرف کرو جس پر ڈیول ورلڈ کی شیطانی ذریت نے اپنا طاقت کا نشان بنایا ہے"...... بوڑھے نے کہا اور ان کی بات سن کر عمران اور زیادہ حیرت زدہ ہو گیا۔ بوڑھا جس طرح سے اس سے بات کر رہا تھا اس سے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ نہ صرف عمران کو جانتا ہو بلکہ اس کے ساتھ بیتے ہوئے ہر ایک لمحے کے بارے میں اسے بخوبی علم ہو۔

"آپ"...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہنا چاہا۔

"میں ہی اس قبرستان کا گورکن ہوں اور یہاں کے لوگ مجھے گورے بابا کہتے ہیں"...... بوڑھے نے کہا تو عمران فوراً ان کی تعظیم میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر گورے بابا کے لئے واقعی مرعوبیت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ارے ارے کیا ہوا۔ بیٹھو۔ تم کھڑے کیوں ہو گئے ہو"۔ گورے بابا نے کہا۔

"مجھے آپ جیسی عظیم شخصیت سے مل کر روحانی سکون محسوس ہو رہا ہے گورے بابا اور یہ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے آپ جیسے نیک انسان کے ساتھ بیٹھنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے"...... عمران نے انتہائی مرعوب لہجے میں کہا۔

"انسان عظیم نہیں ہوتا بیٹا۔ انسان کے اعمال عظیم ہوتے ہیں۔ تم مجھے جو عزت اور عظمت دے رہے ہو۔ یہ تو تم پر صادر آتی ہے جو نوجوانی میں بھی انسانیت اور خاص طور پر اپنے ملک و قوم کی بھلائی کے لئے اپنی جان ہتھیلی پر لئے پھرتا ہے۔ تم جیسا نیک اور باکردار انسان میرے سامنے ہے یہ تمہاری نہیں بلکہ میری خوش قسمتی ہے۔

تم نے ملک و قوم اور خاص طور پر مسلمانوں کی بھلائی کے لئے جو کچھ کیا ہے وہ ایک زندہ مثال ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے اس کے علاوہ تم جس عہدے پر ہو اس عہدے کا تم نے کبھی ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا اور ہمیشہ اپنے ملک اور قوم کا بھلا ہی چاہا ہے۔ یہ تمہاری شرافت کا منہ بولتا ثبوت ہے"...... گورے بابا نے کہا اور عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ وہ جسے ایک عام گورکن سمجھ رہا تھا وہ اس قدر باخبر انسان ہو سکتے ہیں اس کا عمران کو گمان ہی نہیں تھا۔ گورے بابا کی باتوں سے عمران کو صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اس سے کس عہدے کی بات کر رہے ہیں۔ گورے بابا نے جس انداز میں عمران سے عہدے کے بارے میں بات کی تھی اس سے عمران کو بخوبی اندازہ ہو رہا تھا کہ گورے بابا اس کی ایکسٹو کی حیثیت کی بات کر رہے ہیں۔

”میں اللہ کا ایک حقیر سا بندہ ہوں گورے بابا۔ آپ جیسی عظیم شخصیت کے سامنے بھلا میری اوقات کیا ہو سکتی ہے“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ مجھے اپنا ہاتھ دکھاؤ جلدی۔ مغرب کی اذان ہونے والی ہے اس سے پہلے میں تمہارے ہاتھ سے ڈیول ورلڈ کا وہ شیطانی نشان مٹا دینا چاہتا ہوں تاکہ تم پر جو ڈیول ورلڈ کے سائے لہرا رہے ہیں وہ چھٹ جائیں“...... گورے بابا نے کہا تو عمران ایک بار پھر ان کے پاس چارپائی پر بیٹھ گیا اور اس نے دایاں ہاتھ ان کی جانب کر دیا۔

عمران کے دائیں ہاتھ کی پشت پر سیاہ بچھو کا نشان دیکھ کر گورے بابا کے چہرے پر شدید کبیدگی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا کر عمران کی انگلیاں پکڑیں اور غور سے اس نشان کو دیکھنے لگے۔ چند لمحے وہ عمران کے ہاتھ کی پشت پر بنے ہوئے نشان کو دیکھتے رہے پھر انہوں نے دوسرا ہاتھ آگے بڑھایا اور بچھو کے نشان کی دم والی جگہ پر عمران کے ہاتھ میں چٹکی سی بھری۔ دوسرے لمحے یہ دیکھ کر عمران کی آنکھیں پھیل گئیں کہ جیسے ہی گورے بابا نے چٹکی بھر کر ہاتھ اوپر اٹھانا شروع کیا تو عمران کے ہاتھ پر بنا ہوا بچھو کا نشان اس طرح سے عمران کے ہاتھ سے اکھڑتا چلا گیا جیسے وہ نشان عمران کے ہاتھ کی پشت پر گدا نہ گیا ہو بلکہ سیاہ بچھو کا کوئی اسٹیکر سا چپکا ہوا ہو جسے گورے بابا آسانی سے اس کے



ہاتھ سے الگ کر رہے ہوں۔ جب عمران کے ہاتھ سے سیاہ بچھو کا پورا نشان اکھڑ گیا تو یہ دیکھ کر عمران کی آنکھیں پھیل گئیں کہ وہ اصلی بچھو بن گیا تھا جو گورے بابا کے ہاتھ میں بری طرح سے کلبلا رہا تھا اور عمران کے ہاتھ کی پشت سے بچھو کا نشان غائب ہو چکا تھا۔ گورے بابا نے بچھو کو دم سے پکڑ رکھا تھا انہوں نے اپنے پاؤں چارپائی سے نیچے کئے اور بچھو کو زمین پر ڈال دیا۔

زمین پر آتے ہی بچھو نے تیزی سے ایک طرف بھاگنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے گورے بابا نے چارپائی کے پاس پڑی ہوئی اپنی جوتی اٹھائی اور انہوں نے جوتی بھاگتے ہوئے بچھو کو مارنی شروع کر دی۔ بچھو بری طرح سے تڑپنے لگا۔ گورے بابا نے اسے دو تین جوتیاں ماریں تو بچھو ساکت ہو گیا اور پھر اچانک اس بچھو سے دھواں سا نکلنے لگا۔ دھویں کے ساتھ ہی بچھو جیسے دھواں بن کر ہوا میں تحلیل ہوتا جا رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے بچھو دھواں بن کر وہاں سے غائب ہو گیا۔

”تمہیں کوئی تکلیف تو محسوس نہیں ہوئی“...... گورے بابا نے پوچھا۔

”نہیں بابا۔ مجھے تو ایسا لگ رہا تھا جیسے آپ میرے ہاتھ پر چپکا ہوا کوئی اسٹیکر کھینچ کر اتار رہے ہوں۔ مجھے اس سے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی تھی“...... عمران نے جواب دیا۔

”اب سب ٹھیک ہے۔ میں نے ڈیول ورلڈ کے شیطانی بچھو کو

مار دیا ہے۔ اب یہ کبھی تمہارے پاس نہیں آئے گا“...... گورے
بابا نے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران ان سے کچھ کہتا اسی لمحے مسجد
سے مغرب کی اذان کی آواز سنائی دی۔ اذان کی آواز سن کر
گورے بابا نے اشارے سے عمران کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور
نہایت عقیدت و احترام سے اذان سننے میں محو ہو گئے۔ عمران بھی
خاموشی سے اذان سن رہا تھا۔ جب اذان ختم ہوئی تو گورے بابا
نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بڑے خشوع و خضوع سے اذان
کی مخصوص دعا مانگنے لگے۔ اذان کی آواز سن کر گاؤں کے لوگ
مغرب کی نماز ادا کرنے کے لئے اس طرف آتے ہوئے دکھائی
دیئے۔

”میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں وضو کرا دوں۔ میں نے بھی
چونکہ شیطانی ذریت کو ہاتھ لگایا تھا اس لئے مجھے بھی نئے سرے
سے وضو کرنا پڑے گا۔ وضو کر کے ہم پہلے نماز پڑھیں گے اور پھر
یہاں آ کر بات کریں گے“...... گورے بابا نے کہا تو عمران نے
اثبات میں سر ہلا دیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

گورے بابا نے جوتیاں پہنیں اور جھکے جھکے انداز میں عمران کو
لے کر مسجد کے عقبی حصے کی طرف بڑھ گئے۔ مسجد کے عقب میں
ایک چھوٹی سی نہر بہہ رہی تھی جس کا پانی صاف شفاف اور ٹھنڈا تھا
جیسے اس نہر میں کسی گلیشیر کا پانی پگھل کر آ رہا ہو۔

”آؤ۔ یہ صاف پانی ہے۔ ہم اس سے وضو کر سکتے ہیں“۔



گورے بابا نے کہا اور آگے بڑھ کر نہر کے کنارے پر بیٹھ گئے۔
عمران نے اپنے جوتے اتارے اور پھر جرابیں اتار کر جوتوں میں
رکھیں اور وہ بھی نہر کے کنارے پر آ کر بیٹھ گیا اور اس نے کلمہ
طیبہ پڑھتے ہوئے وضو کرنا شروع کر دیا۔ وضو کرتے ہوئے اس کا
دل و دماغ جیسے ہلکا ہوتا جا رہا تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا
جیسے اب تک کے پیش آنے والے واقعات اس کے دماغ سے محو
ہوتے جا رہے ہوں۔ گورے بابا وضو کر کے فارغ ہو چکے تھے۔
عمران نے بھی اپنا وضو مکمل کیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ۔ مسجد میں چل کر نماز ادا کریں“...... گورے بابا نے کہا تو
عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں مسجد میں آ گئے۔ مسجد
میں آٹھ دس دیہاتی موجود تھے جو مغرب کی نماز باجماعت ادا
کرنے کے لئے آئے تھے۔ گورے بابا نے مسجد میں داخل ہوتے
ہوئے اپنے سر کا عمامہ درست کیا اور پھر وہ جا کر امام کی جگہ
کھڑے ہو گئے۔ شاید وہی اس مسجد کے امام تھے۔ عمران ان کے
پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

ایک نمازی نے تکبیر پڑھی اور پھر گورے بابا نہایت خشوع و
خضوع سے مغرب کی نماز ادا کرانے میں مصروف ہو گئے۔

نماز سے فارغ ہو کر گورے بابا نے انتہائی خشوع و خضوع سے
دعا مانگی۔ گاؤں کے لوگ گورے بابا اور عمران سے ہاتھ ملا کر وہاں
سے ایک ایک کر کے جانا شروع ہو گئے۔

"یہاں بیٹھ کر بات کریں یا باہر چلیں"...... گورے بابا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جیسے آپ مناسب سمجھیں"......عمران نے انکساری سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں چونکہ ڈیول ورلڈ کے حوالے سے بات کرنی ہے اس لئے بہتر ہے کہ ہم یہ سب باتیں مسجد سے باہر جا کر کریں۔ ڈیول ورلڈ کی باتیں مسجد میں بیٹھ کر کرنا ہمارے لئے مناسب نہیں ہو گا"...... گورے بابا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں مسجد سے نکل کر اسی احاطے میں آ گئے جہاں گورے بابا کی چارپائی بچھی ہوئی تھی۔ گورے بابا نے چارپائی پر بیٹھ کر عمران کو بیٹھنے کے لئے کہا تو عمران ایک بار پھر ان کا شکریہ ادا کر کے ان کے پاس بیٹھ گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ بات شروع کرتے ایک دیہاتی نوجوان قبروں کے درمیان سے گزرتا ہوا اس طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھا جس پر کپڑا پڑا ہوا تھا۔

"لو میرا کھانا آ گیا ہے۔ کیا خیال ہے پہلے کھانا نہ کھا لیا جائے پھر آرام سے باتیں ہوں گی"...... گورے بابا نے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی"...... عمران نے مسکرا کر جواب دیا۔ نوجوان نے آ کر گورے بابا اور عمران کو نہایت مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور ٹرے لا کر چارپائی کے درمیان میں رکھ دیا۔

"کیا لائے ہو برخوردار آج"...... گورے بابا نے آنے والے



نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

"اماں نے ساگ اور مکئی کی روٹیاں بھیجی ہیں گورے بابا۔ ساتھ میں چاٹی کی لسی بھی ہے"......نوجوان نے جواب دیا۔

"بہت خوب۔ کیا میرے اکیلے کے لئے ہی لائے ہو یا مہمان کے لئے بھی کچھ لائے ہو"...... گورے بابا نے پوچھا۔

"ہمیں آپ کے مہمان کے آنے کا پتہ چل گیا تھا بابا۔ اماں نے آپ کے مہمان کے لئے بھی کھانا اور لسی بھیجی ہے"......نوجوان نے کہا۔

"اپنی اماں کا میری طرف سے شکریہ ادا کرنا"...... گورے بابا نے کہا تو نوجوان نے اثبات میں سر ہلایا اور انہیں سلام کرتا ہوا اسی طرف چلا گیا جدھر سے وہ آیا تھا۔ گورے بابا نے ٹرے سے کپڑا ہٹایا تو وہاں ساگ اور دیسی مکھن کی بھینی بھینی خوشبو پھیل گئی۔ ٹرے میں مکئی کی چند روٹیوں کے ساتھ دو پلیٹوں میں ساگ پڑا ہوا تھا جس پر مکھن کی تری موجود تھی۔ ساتھ میں دو بڑے گلاس تھے جو لسی سے بھرے ہوئے تھے۔ اس میں بھی مکھن تیرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"معاف کرنا بیٹا۔ ہم گاؤں کے لوگ یہی سب کھاتے ہیں۔ میں جانتا ہوں تم منکسر المزاج آدمی ہو اس لئے تم میرے ساتھ بیٹھ کر یہ کھانا ضرور کھاؤ گے"...... گورے بابا نے مسکرا کر کہا تو عمران بھی جواباً مسکرا دیا۔

”ضرور بابا۔ یہ دیسی کھانا کھائے تو مجھے سالوں ہو گئے اس کھانے کی خوشبو نے میری اشتہا بڑھا دی ہے۔ اگر آپ کہتے تو میں اس کھانے پر ٹوٹ پڑتا اور شاید آپ کے حصے کا کھا جاتا“...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو گورے مسکرا دیئے۔

”تو کرو بسم اللہ“...... گورے بابا نے کہا تو عمران چارپا چوکڑی مار کر بیٹھ گیا اور اس نے نہایت ذوق و شوق کے سا کی روٹی اور ساگ کھانا شروع کر دیا۔ ساگ اور مکئی کی کھانے کے ساتھ ساتھ وہ چاٹی کی بنی ہوئی لسی بھی پی رہا تھا۔ دیسی اور لذیذ کھانا کھا کر واقعی عمران کی طبیعت ہشاش بشاش تھی۔ اس نے واقعی بڑے عرصے بعد اس قسم کا دیسی کھانا کھایا

”بہت لذیذ کھانا تھا۔ یقین کریں یہ کھانا کھا کر مجھے ایسا رہا ہے جیسے میں واقعی صدیوں کے بعد پھر سے جوان ہو ہوں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو گورے بابا بے ا ہنس پڑے۔

”اس کا مطلب ہے کہ اگر تم نے میرے ساتھ ایک دو روز کر ایسے دو چار اور کھانے کھا لئے تو تم جوان سے بچے بھی بن گے اور پھر مجھے تمہارے لئے دودھ کی بوتل کا بھی انتظام کرنا پڑ گا“...... گورے بابا نے ہنستے ہوئے کہا اور گورے بابا کی مزا بات سن کر عمران بے حد محظوظ ہوا اور بے اختیار ہنسنا شروع ہو گیا



”نہیں گورے بابا۔ میری ابھی تو اللہ اللہ کر کے شادی کی عمر ہوئی ہے اور آپ مجھے پھر دودھ کی بوتل تک پہنچانے کی بات کر رہے ہیں اگر میں دودھ کی بوتل پینے لگ گیا تو پھر شادی کی عمر تک پہنچتے پہنچتے تو میں بوڑھا ہو جاؤں گا“...... عمران نے کہا تو گورے بابا بے اختیار مسکرا دیئے۔

”بوڑھے ہو گئے تو کیا ہوا۔ اپنے سفید بالوں پر مہندی لگا لیا کرنا۔ اس سے تم پھر جوان نظر آنے لگو گے۔ پھر ایک کیا تم چار شادیاں بھی کر سکتے ہو“...... گورے بابا نے اسی انداز میں کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس دیا۔ گورے بابا نے نہر پر جا کر ہاتھ دھوئے تو عمران نے بھی ان کی تقلید کی۔ گورے بابا نے خالی ٹرے پر کپڑا ڈال کر اسے چارپائی کے پاس رکھ دیا۔

”ہاں اب بتاؤ۔ کیا معاملہ ہے“...... گورے بابا نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے پوچھا۔

”جب آپ سب جانتے ہیں تو پھر مجھے کچھ بتانے کی کیا ضرورت ہے“...... عمران نے مسکرا کر کہا تو جواب میں گورے بابا بھی مسکرا دیئے۔

”ٹھیک ہے۔ تم یہاں ڈیول ورلڈ کی ذریت کٹانگا کے بارے میں جاننے کے لئے آئے ہو کہ اس نے تمہارے ہاتھ کی پشت پر سیاہ بچھو کا نشان کیوں بنایا تھا اور تمہیں وہ کٹا ہوا سیاہ چہرہ کس نے اور کیوں بھیجا ہے جو اس وقت بھی تمہاری کار میں موجود ہے“۔

گورے بابا نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا
گورے بابا انتہائی باخبر انسان تھے۔ عمران کو انہیں کچھ بتا
ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی تھی۔

"جی ہاں اور میں آپ سے اپنے ایک سیاہ فام ساتھی
کے بارے میں بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔ اس
علاوہ جب میں گورے گاؤں کی طرف آ رہا تھا تو مجھ پر راستے
ایک عورت نے حملہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس عورت کی حر
سے مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کوئی عام عورت نہیں ہے بلکہ اس
تعلق بھی ڈیول ورلڈ سے ہی ہے"...... عمران نے کہا تو گورے
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں سب کچھ تفصیل سے بتا دیتا ہوں۔ ب
دو منٹ اور انتظار کر لو"...... گورے بابا نے کہا تو عمران نے اثبا
میں سر ہلا دیا۔ گورے بابا نے آنکھیں بند کیں اور منہ ہی منہ م
کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر تک وہ اسی طرح آنکھیں بند کئے
پڑھتے رہے پھر انہوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے آنکھیں
کھول دیں۔

"میں نے سب پتہ لگا لیا ہے عمران بیٹا"...... گورے بابا نے
کہا تو عمران سیدھا ہو کر ان کی جانب غور سے دیکھنے لگا۔

"کیا پتہ لگا ہے بابا"...... عمران نے اشتیاق بھرے لہجے میں
پوچھا۔



"تمہارے ہاتھ پر واقعی خود کٹانگا نے ہی آ کر سیاہ بچھو کا نشان
بنایا تھا۔ وہ بڑی مشکلوں سے افریقہ کے جنگلوں سے نکل کر تمہارے
پاس پہنچی تھی۔ تاکہ وہ تمہارے ہاتھ پر خود سیاہ بچھو کا نشان بنا سکے۔
اس بچھو کے نشان سے وہ تمہیں انتہائی طاقتور بنانا چاہتی تھی۔ اور
اس نے اپنی شیطانی ذریتوں کی مدد سے تمہارے پاس اپنے چہرے
کی کھال بھی پہنچائی تھی۔ کٹانگا چاہتی تھی کہ تم اس کا سیاہ چہرہ لے
کر افریقہ کے جنگلوں پہنچو اور جنگلوں میں اس کا جسم ڈھونڈ کر نکالو
اور پھر اس کا سیاہ چہرہ اس کے منہ پر منڈھ دو تاکہ وہ پھر سے
جاگ جائے"...... گورے بابا نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ
بھینچ لئے۔

"اس کام کے لئے کٹانگا نے مجھے ہی کیوں چنا ہے"...... عمران
نے پوچھا۔

"کٹانگا کا سیاہ چہرہ تم جیسے باکردار اور نیک انسان کے ہاتھوں
میں ہی محفوظ رہ سکتا ہے۔ تمہارے علاوہ جو بھی اس کے چہرے کو
ہاتھ لگائے گا وہ جل کر راکھ بن جائے گا۔ اس کے علاوہ تم نے
چونکہ ماورائی دنیا میں ان گنت کارنامے انجام دیئے ہیں اور بے شمار
شیطانی ذریتوں کا خاتمہ کیا ہے اس لئے تمہارے اندر بے پناہ قوت
ارادی اور طاقت موجود ہے۔ کٹانگا کا چونکہ چہرہ نہیں ہے اس لئے
وہ انتہائی بھیانک اور خوفناک ہے جسے دیکھنے والا ایک لمحے میں
بے ہوش بھی ہو سکتا ہے اور اس کے دل کی دھڑکن رک جانے کی

وجہ سے وہ ہلاک بھی ہو سکتا ہے جبکہ تمہارا دل بھی مضبوط ہے ا
کٹانگا کا خیال ہے کہ تم اگر اسے دیکھو گے تو تم نہ اس سے خوفز
ہو گے اور نہ ہی اس سے ڈر کر بھاگو گے اسی لئے اس نے یہ کا
تمہارے ذمہ لگانے کی کوشش کی ہے''...... گورے بابا نے جواب
دیا۔

''تو کیا کٹانگا یہ سمجھتی ہے کہ کوئی مجھ سے اس کا سیاہ چہرہ حاصل
کرنے کی کوشش کر سکتا ہے اسی لئے اس نے مجھے اپنی طاقت دی
تھی وہ بھی ایک سیاہ بچھو کے شکل میں''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ کٹانگا کا سیاہ چہرہ حاصل کرنے اور اسے اپنے قابو میں
کر کے اپنے مفاد میں لانے کے لئے بہت سے شیطان کام کر
رہے ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کٹانگا کا سیاہ چہرہ انہیں مل جائے اور
وہ اسے لے جا کر کٹانگا کو پھر سے زندہ کر دیں۔ وہ کٹانگا کو تسخیر
کر کے اس سے اپنی مرضی کے کام لینا چاہتے ہیں اور پوری دنیا
میں شیطانیت برپا کر دینا چاہتے ہیں''...... گورے بابا نے کہا۔

''اوہ۔ کون ہیں وہ جو کٹانگا کو تسخیر کرنا چاہتے ہیں''...... عمران
نے چونک کر پوچھا۔

''ان میں سب سے بڑا نام اسرائیل کے ایک وچ ڈاکٹر
پروفیسر رونالڈ کا ہے جو ڈیول ورلڈ کا نمائندہ ہے اور بے پناہ شیطانی
طاقتوں کا مالک ہے۔ وہ مسلمانوں کا بدترین دشمن ہے۔ اسے
پاکیشیا سے شدید نفرت ہے جو مسلم دنیا کی واحد ایٹمی طاقت ہے۔



پروفیسر رونالڈ کا خیال ہے کہ اگر پاکیشیا کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا
جائے تو پوری دنیا کے مسلم ممالک بکھر جائیں گے اور دنیا میں کوئی
ایسا مسلم ملک نہیں ہو گا جو اسرائیل کو تسلیم نہ کرے۔ پروفیسر رونالڈ
کٹر یہودی ہے۔ وہ پوری دنیا میں یہودی راج دیکھنا چاہتا ہے اور
اس کا یہ خواب اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے جب کٹانگا جیسی
شیطانی ذریت اس کے قبضے میں ہو۔ وہ کٹانگا کے ذریعے پوری دنیا
میں اپنا تسلط جما سکتا ہے''...... گورے بابا نے جواب دیا۔

''اوہ۔ کیا اس کام میں اسرائیلی حکومت بھی پروفیسر رونالڈ کے
ساتھ ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ پروفیسر رونالڈ کو اسرائیلی حکومت کا مکمل تعاون حاصل
ہے اور اسرائیلی حکومت پروفیسر رونالڈ کو اس کام کے لئے مکمل
سپورٹ کر رہی ہے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے اور جلد سے جلد کٹانگا
کو تسخیر کرے اور پوری دنیا میں اسرائیل کی مسلّمہ حیثیت تسلیم
کرائے۔ اسرائیل میں پروفیسر رونالڈ کے تحت بلایک ایجنسی بھی کام
کر رہی ہے جس کے ایجنٹ تقریباً پوری دنیا میں موجود ہیں۔ اگر
پروفیسر رونالڈ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ اسرائیل کا
ہی نہیں پوری دنیا کے یہودیوں کا سب سے بڑا کاہن اعظم بن
جائے گا اور پوری دنیا کے یہودی اس کے سامنے اپنا سر جھکانا اپنا
فرض سمجھیں گے''...... گورے بابا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پروفیسر رونالڈ کا تعلق شیطانی دنیا کے کس درجے سے ہے اور

وہ کس پائے کا وچ ڈاکٹر ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کا تعلق ڈیول ورلڈ کی تاریک دنیا سے ہے اور وہ ش
دنیا کے اعلیٰ درجے کسانگا سے تعلق رکھتا ہے جو خونخوار ہونے
ساتھ ساتھ انتہائی بے رحم، ظالم اور سفاک ہے۔ اپنا مقصد حا
کرنے کے لئے وہ کسی بھی رذیل حد تک بھی جانے سے گریز
کرتا۔ پروفیسر رونالڈ نام کا تو انسان ہے لیکن شیطانی طاقتور
اپنے پاس رکھنے کے لئے اسے انسانی خون بھی پینا پڑتا ہے اور
زندہ انسانوں کو ہلاک کر کے ان کے دل بھی نکال کر رکھا جاتا
جو رذیل ترین کام ہے''...... گورے بابا نے کہا۔

''اب وہ کہاں ہے''...... عمران نے پروفیسر رونالڈ کی کراہیت
آمیز حقیقت کا سن کر منہ بناتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس نے اپنا ٹھکانہ اسرائیل کے ایک صحرا میں بنا رکھا ہے۔
صحرا میں ایک نخلستان ہے جہاں کافی بڑا جنگل موجود ہے۔ وہ اسی
جنگل میں رہتا ہے اور اس نے اپنی خدمت کے لئے بے شمار غلام
اور کنیزیں رکھی ہوئی ہیں جو نخلستان یا جنگل میں اس کے ساتھ
رہتے ہیں اور وہ وہیں سے اپنی بلیک ایجنسی کو بھی ڈیل کرتا
ہے''...... گورے بابا نے کہا۔

''کیا پروفیسر رونالڈ کو اس بات کا علم ہے کہ کٹانگا دیوی کا
مسکاٹ، میرا مطلب ہے کہ کٹانگا دیوی کا سیاہ چہرہ میرے پاس
موجود ہے''...... عمران نے پوچھا۔



''جس طرح ہماری دنیا میں بادشاہ اور ملکہ، شہزادہ اور شہزادی کا
خطاب شاہی خاندان کو دیا جاتا ہے بالکل اسی طرح سے تاریک دنیا
کی ذریتوں کو دیوتا اور دیوی کہا جاتا ہے۔ ہم چونکہ مسلمان ہیں اس
لئے میں ایسی ذریتوں کو دیوی اور دیوتا کہنے سے اجتناب کرتا
ہوں''...... گورے بابا نے دیوی اور دیوتا کا مفہوم عمران کو مثال
دے کر سمجھاتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''پروفیسر رونالڈ کو علم ہے کہ کٹانگا کا سیاہ چہرہ تمہارے پاس ہے
اور وہ خود کٹانگا نے ہی اپنی طاقتوں کے ذریعے تم تک پہنچایا ہے۔
پروفیسر رونالڈ تم سے کٹانگا کا سیاہ چہرہ چھیننا چاہتا ہے تاکہ تمہاری
جگہ وہ خود افریقہ کے جنگلوں میں جا کر کٹانگا کا دفن شدہ جسم کو
تلاش کر سکے اور سیاہ چہرہ اس کے منہ پر لگا کر اسے جگا سکے اور
اسے تسخیر کر سکے۔ گورے گاؤں کی طرف آتے ہوئے تم پر جس
لڑکی نے حملہ کیا تھا وہ پروفیسر رونالڈ کی ہی بھیجی ہوئی شیطانی
ذریت ہے جس نے ایک لڑکی کو ہلاک کر کے اس کے جسم پر قبضہ
کر رکھا ہے۔ وہ تمہیں ہلاک کر کے تم سے کٹانگا کا سیاہ چہرہ چھین
کر لے جانا چاہتی ہے''...... گورے بابا نے کہا اور پھر وہ عمران کو
اوتانہ کے بارے میں تفصیل بتانے لگے کہ اس نے کس طرح سے
ورکس کا انسانی جسم حاصل کیا تھا اور وہ اسے ہلاک کرنے کے
لئے کیا کر سکتی ہے۔

''اب سمجھا۔ اسی لئے اس بدبخت نے گورے گاؤں کی طرف

آتے ہوئے مجھ پر جان لیوا حملے کرنے شروع کر دیئے تھے۔
گورے بابا جب وہ مجھ پر آگ کا گولا پھینک رہی تھی تو اچانک
حیران ہو کر چاروں طرف دیکھنا شروع ہو گئی تھی جیسے میں اور یہ
کار اسے کہیں دکھائی ہی نہ دے رہی ہو۔ اس نے آگ کا
میدان میں پھینک دیا تھا اور اپنے ساتھی کو لے کر وہاں سے
گئی تھی۔ کیا واقعی میں اس کے سامنے ہونے کے باوجود اس
نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا''......عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کٹانگا نے ماؤتانہ اور اس کے ساتھی کی آنکھوں کے
سامنے پردہ ڈال دیا تھا تاکہ تم ان کی نظروں سے اوجھل ہو جاؤ اور
ایسا ہی ہوا تھا۔ ماؤتانہ یہی سمجھ رہی تھی کہ جب اس نے اپنے سحر
کے لئے آنکھیں بند کی تھیں تو تم کار لے کر وہاں سے بھاگ گئے
تھے''...... گورے بابا نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ
گیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ کٹانگا کی نظریں اب بھی مجھ پر ہیں اور
وہ میری ہر حرکت پر نظر رکھ رہی ہے''......عمران نے کہا۔

''ایسا اس وقت تک تھا جب تک تمہارے دائیں ہاتھ کی پشت
پر کٹانگا کی طاقت کا سیاہ بچھو کا نشان بنا ہوا تھا۔ اب چونکہ میں نے
تمہارے ہاتھ سے وہ نشان ہٹا دیا ہے اس لئے کٹانگا تمہیں نہیں
دیکھ سکتی کہ تم کہاں ہو اور کیا کر رہے ہو''...... گورے بابا نے کہا تو
عمران کے چہرے پر سکون آ گیا۔



''آپ نے میرے ہاتھ سے سیاہ بچھو کا شیطانی نشان مٹا کر مجھ
پر بہت بڑا احسان کیا ہے گورے بابا۔ اس نشان کی وجہ سے میں
بے حد پریشان ہو رہا تھا اور مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے کٹانگا نے
میرے ہاتھ کی پشت پر یہ نشان بنا کر مجھے بھی ڈیول ورلڈ کا نمائندہ
بنا دیا ہو''......عمران نے کہا۔

''اسی لئے تو میں نے آتے ہی تمہارے ہاتھ سے وہ نشان ہٹا
دیا تھا تاکہ تمہاری پریشانی رفع ہو سکے''......گورے بابا نے کہا۔

''جس طرح سے آپ نے میری سیاہ بچھو کے شیطانی نشان
سے نجات دلائی ہے کیا اسی طرح سے آپ مجھے کٹانگا کے سیاہ
چہرے سے نجات دلا سکتے ہیں۔ میں ان معاملات میں نہیں پڑنا
چاہتا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ سیاہ چہرہ جہاں سے آیا ہے وہیں
واپس چلا جائے''......عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں عمران بیٹا۔ کٹانگا کے سیاہ چہرے کو کسی بھی طریقے سے
ضائع نہیں کیا جا سکتا ہے۔ کٹانگا نے اسے خود تمہارے پاس پہنچایا
ہے۔ اب دو باتیں ہی ممکن ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کٹانگا اپنی ان
طاقتوں کی مدد سے تم سے اپنا سیاہ چہرہ دوبارہ حاصل کر لے یا پھر تم
افریقہ کے جنگلوں میں جا کر اس کا دفن شدہ جسم تلاش کر کے سیاہ
چہرہ اس کے منہ پر لگا دو۔ تم جس قدر سیاہ چہرے سے جان
چھڑانے کی کوشش کرو گے تمہارا لئے اتنا ہی مشکل ہو گا۔ تم اگر اس
چہرے کو کہیں پھینک آؤ گے یا اسے دفن بھی کر دو گے تو یہ خود بخود

واپس تمہارے پاس پہنچ جائے گا''...... گورے بابا نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو میرے لئے واقعی مشکل ہو جائے گی''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں مشکل تو ہے لیکن تمہیں اب یہ کام کرنا ہی پڑے گا۔ تمہیں یہ چہرہ افریقہ کے گھنے جنگلوں میں لے جا کر کٹانگا کو تلاش کر کے اس کے چہرے پر منڈھنا پڑے گا''...... گورے بابا نے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا واقعی کٹانگا کے جاگنے سے دنیا کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہو گا۔ کٹانگا کا جاگنا لاکھوں کروڑوں انسانوں کی موت کا سبب بن جائے گا۔ جس طرح پروفیسر رونالڈ، کٹانگا کی مدد سے پوری دنیا پر اپنا تسلط جمانا چاہتا ہے اسی طرح سے کٹانگا بھی اب پوری دنیا کو اپنی مٹھی میں لینے کی کوشش کرے گی اور اس کے قبضے میں آنے والے افراد ظاہر ہے شیطان کے ہی پیرو کار بنیں گے۔ کٹانگا کے سامنے صرف مسلمان ہی جھکنے سے انکار کر سکتے ہیں اور جو کٹانگا کے سامنے جھکنے سے انکار کرے گا کٹانگا ان پر مظالم کے پہاڑ توڑ دے گی اور انہیں ختم کر دے گی''...... گورے بابا نے کہا۔

''تو پھر آپ کیوں کہہ رہے ہیں کہ مجھے سیاہ چہرہ افریقہ کے جنگلوں میں لے جا کر اسے کٹانگا کے حوالے کرنا ہو گا''...... عمران



نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جب تک کٹانگا کے منہ پر اس کا اصلی چہرہ نہیں لگایا جائے گا اسے فنا نہیں کیا جا سکتا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ کٹانگا جیسی شیطانی ذریت کو ہمیشہ کے لئے فنا کر دیا جائے اور اسے فنا کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اس کا سیاہ چہرہ اسے واپس دے دیا جائے اور جیسے ہی وہ اپنے چہرے کے ساتھ اٹھے اسی وقت اسے فنا کر دیا جائے''...... گورے بابا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسے فنا کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اپنا چہرہ حاصل کرتے ہی اس کی طاقتیں ہزاروں گنا بڑھ جائیں گی۔ کیا ایسی صورت میں اسے فنا کرنا آسان ہو گا''...... عمران نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔

''کٹانگا کو فنا کرنے کے لئے تمہیں ایک خاص طریقے پر عمل کرنا ہو گا عمران بیٹا۔ میں تمہیں اس خاص عمل کی تفصیل بتا دیتا ون۔ تم اس پر عمل کرو گے تو کٹانگا آسانی سے فنا ہو جائے گی اور ں کے فنا ہوتے ہی دنیا پر سے اس خطرناک اور خونخوار شیطانی ریت کے شیطانی سائے ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے پھر کوئی چ ڈاکٹر یا شیطان کے پیرو کار اسے اپنے مقصد کے لئے تسخیر رنے کے خواب نہیں دیکھ سکیں گے''...... گورے بابا نے کہا۔

''کیا یہ ضروری ہے کہ میں ہی کٹانگا کو فنا کرنے کے لئے ریقہ کے گھنے جنگلوں میں جاؤں۔ کیا یہ کام کسی اور سے نہیں کرایا اسکتا ہے''...... عمران نے کوفت بھرے لہجے میں کہا۔

''کٹانگا کا سیاہ چہرہ تمہارے پاس ہے عمران بیٹا اور میں
بتا چکا ہوں کہ تم کچھ بھی کر لو اس چہرے سے اپنی جان
تمہارے لئے ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن''...... گورے بابا نے کہا۔
''کیا آپ بھی میری سیاہ چہرے سے جان چھڑانے کے
کچھ نہیں کر سکتے''...... عمران نے پوچھا۔
''نہیں۔ ہم جیسے لوگوں کو ان نحوست زدہ ذریتوں سے دو
رہنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ میں تو اس چہرے کو دیکھ بھی نہیں
ہوں اور یہ تم نے عقلمندی کی تھی کہ یہاں آتے ہوئے تم سیاہ
اپنی کار میں اور قبرستان سے باہر ہی چھوڑ آئے تھے ورنہ تم
قبرستان میں ہی داخل نہ ہونے دیا جاتا''...... گورے بابا نے کہا
عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔
''میں قومی مفادات کے لئے کام کرتا ہوں گورے بابا۔ ا
شیطانی چکروں میں الجھ کر میں پریشان ہو جاتا ہوں اور میں ج
ان چکروں سے دور رہنے کی کوشش کرتا ہوں یا ان سے بچنے ک
کوشش کرتا ہوں یہ اتنا ہی میرے سر پر سوار ہو جاتے ہیں۔ میر
سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ میں ان شیطانی معاملات سے خود کو کیسے
دور رکھوں''...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔
''قومی مفاد میں بھی تم مسلمانوں اور پوری دنیا کی انسانیت کی
بھلائی کو ترجیح دیتے ہو عمران بیٹا۔ خاص طور پر مسلمانوں پر جب
کوئی قیامت ٹوٹنے والی ہو تو تم اور تمہارے ساتھی سروں پر کفن



باندھ کر اس قیامت کا مقابلے کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہو
اور پھر تمہارے راستے میں پہاڑ اور سمندر بھی آ جائیں تو تم ان کی
پرواہ کئے بغیر انسانیت کے خلاف کام کرنے والوں کے خلاف سینہ
سپر ہو جاتے ہو اور بیٹا یہ معاملہ بھی انسانیت کی بھلائی کا ہی ہے۔
اگر کٹانگا اپنے منہ پر اپنا چہرہ لگا کر جاگ جائے تو وہ بھی دنیا سے
نیک انسانوں کو ختم کرنے اور انہیں راہ راست سے بھٹکانے کا کام
شروع کر دے گی اور پوری دنیا پر اپنا تسلط جما لے گی اور اگر کٹانگا
کا چہرہ پروفیسر رونالڈ جیسے شیطان کے ہاتھ لگ جائے تو وہ کٹانگا کو
جگا کر اسے اپنے تابع کر لے گا اور پوری دنیا پر قبضہ کرنے کی
کوشش کرے گا۔

پروفیسر رونالڈ کے بارے میں تمہیں میں یہ بھی بتا دینا چاہتا
ہوں کہ وہ چونکہ اسرائیلی اور کٹر یہودی ہے اس لئے وہ سب سے
پہلے کٹانگا کے ذریعے پاکیشیا کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ
پاکیشیا مسلم ممالک کا لیڈر ہے۔ اگر اس لیڈر کو ہی ختم کر دیا جائے
تو باقی مسلم ممالک کی دنیا میں کوئی حیثیت ہی نہیں رہ جائے گی اور
یہودی آسانی سے دوسرے اسلامی ممالک پر حملہ کر کے انہیں اپنے
سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ کٹانگا کے اس معاملے میں
بھی مسلمانوں خاص طور پر پاکیشیا کا مستقبل داؤ پر لگا ہوا ہے۔ اس
لئے سوچ لو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ کٹانگا پھر سے زندہ ہو جائے اور وہ
پوری دنیا پر شیطانیت کا پرچار کرے یا کٹانگا، پروفیسر رونالڈ جیسے

یہودی کی کنیز بن جائے جو پاکیشیا کو نیست و نابود کرنے کا خو
دیکھ رہا ہے''...... گورے بابا نے کہا۔

''میں ان کے خواب کسی بھی صورت میں شرمندۂ تعبیر نہ
ہونے دوں گا۔ میں پروفیسر رونالڈ کو بھی ہلاک کر دوں گا اور کٹا
کو بھی ہمیشہ کے لئے فنا کر دوں گا''...... عمران نے کہا تو گور
بابا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''بہت خوب۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ میں تمہیں تفصیل
ساتھ کٹانگا کو فنا کرنے کا طریقہ بتا دیتا ہوں۔ اس پر عمل کرو گے
کٹانگا ہر صورت میں فنا ہو جائے گی۔ رہی بات پروفیسر رونالڈ جیس
شیطان کی تو وہ تم سے ہر صورت میں کٹانگا کا سیاہ چہرہ حاصل
کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس کی جب شیطانی طاقتوں کے ذریعے
دال نہیں گلے گی تو وہ تمہارے سامنے ایک اور روپ لے کر آئے
گا۔ وہ ایک طاقتور ایجنٹ کے طور پر تمہارا مقابلہ کرے گا او
ایجنٹوں سے کیسے مقابلہ کرنا ہے اور انہیں کس طرح سے ان کے
ارادوں میں ناکامیاب کرنا ہے یہ تم بہتر جانتے ہو''...... گورے بابا
نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں۔ پروفیسر رونالڈ کے ایجنٹ کے طور پر کام
کرنے سے آپ کی کیا مراد ہے''...... عمران نے حیران ہوتے
ہوئے پوچھا۔

''میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ وہ اسرائیلی بلیک ایجنسی کا سربراہ



بھی ہے۔ وہ اپنی بلیک ایجنسی کے مسلح افراد کا گروپ لے کر تمہارا
ہر جگہ پیچھا کرے گا اور اپنی طاقتوں کے بل بوتے پر تمہیں نقصان
پہنچا کر تم سے کٹانگا کا سیاہ چہرہ حاصل کرنے کی کوشش کرے
گا''...... گورے بابا نے جواب دیا تو عمران نے سمجھ جانے والے
انداز میں سر ہلا دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اگر میں کٹانگا کا سیاہ چہرہ لے کر افریقہ
کے جنگلوں کی طرف جاؤں گا تو پروفیسر رونالڈ اپنے ساتھیوں کے
ساتھ میرا پیچھا کرے گا''...... عمران نے کہا تو گورے بابا نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔

''جوزف کے بارے میں آپ نے کچھ نہیں بتایا اب تک۔ وہ
کہاں غائب ہو گیا ہے۔ کہیں اس کے غائب ہونے میں کٹانگا یا
پروفیسر رونالڈ کا تو کوئی ہاتھ نہیں ہے''...... چند لمحے توقف کے بعد
عمران نے پوچھا۔

''نہیں پروفیسر رونالڈ نے تمہارے سیاہ فام ساتھی کو غائب نہیں
کیا ہے۔ اسے کٹانگا نے ہی اپنے راستے سے ہٹایا ہے تاکہ وہ
تمہارے راستے میں حائل نہ ہو سکے۔ جس طرح میں نے تمہیں
کٹانگا کے بارے میں ساری حقیقت بتا دی ہے اسی طرح تمہارا
سیاہ فام ساتھی بھی تمہیں اس کے بارے میں بتا دیتا اور وہ تمہیں کسی
بھی قیمت پر کٹانگا کی مدد کے لئے تیار نہ ہونے دیتا بلکہ وہ کٹانگا
کا سیاہ چہرہ کسی ایسی جگہ پہنچا دیتا جہاں سے خود کٹانگا کی طاقتوں

کے لئے بھی وہ چہرہ دوبارہ حاصل کرنا محال ہو جاتا اس لئے ک
نے اپنی بھامیوں کی مدد سے تمہارے سیاہ فام ساتھی کو غائب
کے نہ صرف افریقہ کے گھنے جنگلوں میں پہنچا دیا ہے بلکہ کٹانگا
کہنے پر بھامیوں نے جوزف ایک تاریک کنویں میں قید کر دیا
جہاں وہ بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ تمہیں کٹانگا کو فنا کرنے کے سا
ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں جا کر وہ کنواں بھی تلاش کرنا ہے ج
میں تمہارا سیاہ فام ساتھی بے ہوش پڑا ہے اور وہ فائل اب
جوزف کے پاس ہی ہے جو اس کے ساتھ غائب ہو گئی تھی''......
گورے بابا نے کہا اور ان کی بات سن کر عمران کے چہرے
تشویش کے سائے لہرانے لگے۔ اس کا خدشہ درست ثابت ہوا
کہ جوزف اپنی مرضی سے فائل لے کر نہیں گیا تھا بلکہ اسے کٹا
دیوی نے ہی غائب کیا تھا اور کٹانگا دیوی نے جوزف کو اس وقت
غائب کیا تھا جب وہ دانش منزل سے ایک اہم فائل لے کر
سلطان کے پاس جا رہا تھا۔

''جوزف کو بھامیوں نے کیسے غائب کیا تھا اور کیا جوزف نے
اس سے بچنے کے لئے مزاحمت نہیں کی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''جوزف جب فائل لے کر سر سلطان کے پاس جا رہا تھا تو
بھامیوں نے اپنی طاقتوں سے جوزف کو کار سمیت غائب کر کے
ایک ویران علاقے میں پہنچا دیا تھا۔ کار بھری پری سڑک پر دوڑتے
دوڑتے اچانک جب ویران اور سنسان علاقے میں پہنچ گئی تو



جوزف حیران رہ گیا تھا۔ اس نے کار سڑک کے کنارے پر روکی
اور کار سے باہر نکل آیا۔ جیسے ہی وہ کار سے باہر نکلا اسی وقت ایک
بھامی نے جوزف کے سر پر وار کر کے اسے بے ہوش کر دیا تھا اور
پھر وہ جوزف کو لے کر افریقہ کے جنگلوں میں چلی گئی تھیں۔ جاتے
ہوئے انہوں نے جوزف کی کار کو بھی آگ لگا دی تھی۔ فائل جسے
جوزف نے اپنے لباس میں چھپا رکھی تھی اس کے ساتھ ہی چلی گئی
تھی''...... گورے بابا نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ جوزف افریقہ کے گھنے جنگلوں میں ایک تاریک کنویں
میں بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ اگر مجھے اس تک پہنچنے میں دیر ہو گئی اور
اسے کچھ ہو گیا تو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ اسے کچھ نہیں ہو گا۔ اسے کٹانگا نے بے ہوش کر کے
تاریک کنویں میں پہنچایا ہے۔ وہ یہی چاہتی ہے کہ تم اس کا سیاہ
چہرہ اس تک پہنچاؤ تو وہ تمہارے سیاہ فام ساتھی کو تاریک کنویں
سے نکال کر زندہ سلامت تمہیں واپس کر دے گی۔ جب تک تم
افریقہ کے گھنے جنگلوں میں جا کر کٹانگا کا دفن شدہ جسم نہیں نکال
لیتے اس وقت تک تمہارے سیاہ فام ساتھی جوزف کی زندگی محفوظ
ہے جسے تم بھی اس کنویں سے نکال کر لا سکتے ہو''...... گورے بابا
نے کہا تو عمران کے چہرے پر قدرے سکون آ گیا۔

''جوزف میرا ہمدرد ہونے کے ساتھ ساتھ میرا انتہائی وفادار
ساتھی ہے۔ اسے افریقہ کے گھنے جنگلوں اور تاریک کنویں سے زندہ

سلامت باہر لانے کے لئے مجھے چاہے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑ
میں ضرور کروں گا۔ میں افریقہ کے جنگلوں میں ضرور جاؤ
گورے بابا۔ آپ مجھے تفصیل بتا دیں کہ مجھے وہاں جا کر کر
ہے اس کے بعد میں جانوں اور میرا کام''...... عمران نے فیص
لہجے میں کہا تو گورے بابا کے چہرے پر سکون آ گیا۔ انہوں
عمران کو افریقہ کے جنگلوں کے اس حصے کے بارے میں تفصیل
شروع کر دی جہاں کٹانگا کا جسم دفن تھا اور پھر گورے بابا
عمران کو کٹانگا کو فنا کرنے کے طریقے کے بارے میں بتانا شر
کر دیا۔ اس کے علاوہ گورے بابا نے عمران کو جنگل کے
راستوں کے بارے میں بھی تفصیل سے بتا دیا جہاں صدیوں پر
خشک اور تاریک کنواں موجود تھا جس میں کٹانگا نے جوزف کو
ہوش کر کے قید کر رکھا تھا۔ عمران پوری توجہ سے گورے بابا کی ای
ایک بات سن رہا تھا اور ان کی کہی ہوئی ہر بات ذہن نشین کرتا
جا رہا تھا۔

''ٹھیک ہے گورے بابا۔ میں آپ کی بتائی ہوئی ایک ایک بات
پر اسی طرح سے عمل کروں گا جس طرح آپ نے حکم دیا ہے۔ میں
آج ہی اپنے ساتھیوں کو لے کر افریقہ کے جنگلوں کی جانب روانہ
ہو جاتا ہوں اور اگر پروفیسر رونالڈ اور اس کے ساتھیوں نے میرے
راستے میں حائل ہونے کی کوشش کی تو میں اسے اس کے پورے
گروپ کے ساتھ ختم کر دوں گا''...... عمران نے پرعزم لہجے میں



کہا۔

''بالکل ٹھیک ہے۔ بس تم اس بات کا دھیان رکھنا کہ پروفیسر
رونالڈ تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر حاوی نہ ہو سکے۔ اگر ایک بار
کٹانگا کا سیاہ چہرہ اس کے ہاتھ لگ گیا تو تم بھی اس سے کٹانگا کا
سیاہ چہرہ واپس حاصل نہیں کر سکو گے''...... گورے بابا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کٹانگا کے سیاہ چہرے کی ذاتی طور پر حفاظت
کروں گا''...... عمران نے جواب دیا۔

''ایسا ہی ہونا چاہئے''...... گورے بابا نے کہا۔

''لیکن گورے بابا آپ کی بتائی ہوئی ایک بات میری سمجھ میں
نہیں آ رہی ہے۔ کیا آپ اس بات کی وضاحت کریں گے''۔
عمران نے کہا۔

''پوچھو۔ کون سی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی ہے''...... گورے
بابا نے کہا۔

''آپ نے کہا ہے کہ کٹانگا کا سیاہ چہرہ جب تک میرے پاس
ہے محفوظ ہے۔ اسے اگر میرے علاوہ کوئی اور ہاتھ لگائے گا تو جل
کر بھسم ہو جائے گا پھر پروفیسر رونالڈ اس چہرے کو کیسے ہاتھ لگا
سکتا ہے۔ اگر اس نے کٹانگا کا سیاہ چہرہ مجھ سے چھیننے کی کوشش کی
تو کیا کٹانگا کے سیاہ چہرے کو ہاتھ لگانے سے وہ بھسم نہیں ہو جائے
گا''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نے تمہیں بتایا ہے کہ پروفیسر رونالڈ کا تعلق شیطان کی

سب سے بڑی طاقتوں کسانا سے ہے۔ پروفیسر رونالڈ کا مقصد
سیاہ چہرے کو نقصان پہنچانا نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس چہرے کو
ایسی جگہ لے جا کر پھینکنا چاہتا ہے جہاں سے کٹانگا اسے حاصل
کر سکے۔ پروفیسر رونالڈ بھی کٹانگا کو اس وقت تک تسخیر نہیں کر
جب تک کہ وہ کٹانگا کا دفن شدہ جسم تلاش کر کے سیاہ چہرہ اس
چہرے پر نہ منڈھ دے۔ چونکہ کٹانگا اپنا چہرہ واپس حاصل کر
چاہتی ہے اور پروفیسر رونالڈ اس کا مددگار ہے اس لئے پروفیسر
رونالڈ اگر اس کے سیاہ چہرے کو ہاتھ لگائے تو سیاہ چہرے کی
سے اسے نقصان نہ ہو۔ کٹانگا کو اگر تمہاری صورت میں محفوظ انسان
نہ ملتا اور اسے یقین نہ ہوتا کہ تم اس کا چہرہ صحیح سلامت اس تک
پہنچا سکتے ہو تو وہ یہ کام پروفیسر رونالڈ سے ہی لیتی۔ لیکن کٹانگا
جانتی ہے کہ پروفیسر رونالڈ کے ہاتھوں میں سیاہ چہرے کے جانے
کا مطلب اس کی غلامی ہے اس لئے اس نے پروفیسر رونالڈ کی جگہ
تمہارا انتخاب کیا تھا۔

پروفیسر رونالڈ چونکہ اسرائیل کی بلیک ایجنسی کا سربراہ بھی ہے
اس لئے اسرائیل کی حکومت نے اسے یہ کام بھی سونپ دیا ہے کہ
وہ کسی بھی طریقے سے پاکیشیا اور شوگران کے درمیان ہونے والے
ان خفیہ معاہدوں کی فائل حاصل کرے جس سے پاکیشیا دن دگنی اور
رات چوگنی ترقی کی طرف گامزن ہونے جا رہا ہے۔ پروفیسر رونالڈ
نے اپنی شیطانی طاقتوں کی مدد سے وہ فائل حاصل کرنے کی کوشش



کی تھی لیکن اسے بھی اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ وہ فائل جوزف
کے پاس ہے اور جوزف کو کٹانگا کی بھامیاں لے گئی ہیں اور جس
تاریک کنویں میں جوزف قید ہے وہاں پروفیسر رونالڈ کی شیطانی
طاقتیں نہیں جا سکتی ہیں اس لئے پروفیسر رونالڈ اپنی ایجنسی کے
ایجنٹوں کے ساتھ وہاں جائے گا اور کنویں میں اتر کر جوزف سے
وہ فائل بھی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا جو اگر اس کے ہاتھ آ
گئی اور اس نے وہ فائل اسرائیل حکومت کے حوالے کر دی تو
پاکیشیا اور شوگران کے مابین ہونے والے تمام خفیہ معاہدوں کا انہیں
علم ہو جائے گا اور پھر وہ ان تمام انفراسٹرکچر کو سبوتاژ کرنے کی
کوشش کر سکتے ہیں جو پاکیشیا کی معشیت اور پاکیشیا کے استحکام کے
لئے ریڑھ کی ہڈی ثابت ہو سکتے ہیں''...... گورے بابا نے کہا۔

''ہونہہ۔ میں اسرائیل کا یہ خواب کسی بھی صورت میں پورا نہیں
ہونے دوں گا۔ اگر پروفیسر رونالڈ یا اس کی ایجنسی نے جوزف کو
نقصان پہنچانے یا اس سے ٹی ایس فائل حاصل کرنے کی کوشش کی
تو میں انہیں وہیں ہلاک کر دوں گا اور ان کی لاشیں اسی کنویں میں
پھینک دوں گا جس میں جوزف قید ہے''...... عمران نے غصیلے لہجے
میں کہا۔

''اسی لئے تو میں تمہیں سب کچھ بتا رہا ہوں۔ تمہیں ایک ساتھ
تین محاذوں پر کام کرنا ہے۔ ایک تو تمہیں پروفیسر رونالڈ اور اس کی
بلیک ایجنسی کا سامنا کرنا ہو گا دوسرا تمہارے لئے کٹانگا خطرناک

ثابت ہو سکتی ہے اور تیسرا یہ کہ تمہیں تاریک کنواں تلاش کر کے وہاں سے جوزف اور ٹی ایس فائل حاصل کرنی ہے ورنہ پاکیشیا سمیت پوری دنیا کے مسلمان ان ماورائی طاقتوں کے زیر اثر آ جائیں گے اور پھر کچھ بھی باقی نہیں بچے گا''...... گورے بابا نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں گورے بابا۔ جب تک میں زندہ ہوں اور میرے سر پر آپ جیسے بزرگوں کا ہاتھ ہے اس وقت تک نہ تو کوئی شیطانی طاقت میرا کچھ بگاڑ سکتی ہے اور نہ میرے وطن کا۔ میں افریقہ کے گھنے جنگلوں میں ضرور جاؤں گا اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں پروفیسر رونالڈ، اس کی بلیک ایجنسی اور ان شیطانی ذریات سے پوری قوت سے ٹکرا جاؤں گا اور انہیں ہر صورت میں فنا کروں گا جو پاکیشیا سمیت پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے خطرات پیدا کر سکتے ہیں''۔ عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا تو گورے بابا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''بہت خوب۔ میں تمہارے منہ سے ایسی ہی باتیں سننا چاہتا تھا اور تم فکر نہ کرو۔ میری اور تمہارے بڑوں کی دعائیں ہر وقت تمہارے ساتھ رہیں گی جو تمہیں مشکلوں سے آسانی سے نکال لے جائیں گی''...... گورے بابا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

گورے بابا نے عمران کے ہر سوال کا تسلی بخش جواب دے دیا



تھا۔ عمران کے ذہن میں کٹانگا دیوی کے حوالے سے جتنی بھی باتیں تھیں وہ صاف ہو گئی تھیں۔ اسے سمجھ میں آ گیا تھا کہ کٹانگا دیوی کا سیاہ چہرہ اب تک کیوں پہنچایا گیا تھا اور اس کے ہاتھ پر سیاہ بچھو کا نشان کس نے اور کیوں بنایا تھا۔ اس کے علاوہ جوزف کہاں تھا اور گورے گاؤں کی طرف آتے ہوئے اس پر جس لڑکی نے حملہ کیا تھا اس کا تعلق کس سے تھا۔ گورے بابا اس کی سوچوں سے کہیں زیادہ آگے تھے۔ ان سے جیسے واقعی کچھ بھی چھپا ہوا نہیں تھا۔ انہوں نے عمران کو ایک ایک بات انتہائی تفصیل سے بتا بھی دی تھی اور سمجھا بھی دی تھی۔ اس لئے عمران نے واقعی گورے بابا کے کہنے پر افریقہ کے جنگلوں میں جانے کا فیصلہ کر لیا تھا کیونکہ ایک تو وہ کٹانگا دیوی کو ہمیشہ کے لئے فنا کر دینا چاہتا تھا۔ دوسرے اس کے مقابلے پر اسرائیل کا ایک خطرناک ترین انسان آنے والا تھا جو پاکیشیا کے انتہائی بدترین دشمنوں میں سے ایک تھا اور تیسرا یہ کہ جوزف بھی افریقہ کے جنگلوں میں ایک تاریک کنویں میں قید تھا جسے وہاں سے زندہ سلامت نکال کر لانا وہ اپنا فرض سمجھتا تھا کیونکہ جوزف جیسا وفادار اور خیر خواہ ساتھی عمران کو واقعی چراغ لے کر بھی ڈھونڈنے سے نہیں مل سکتا تھا۔

عمران دیر تک گورے بابا کے ساتھ رہا۔ اس نے گورے بابا کے ساتھ مسجد میں باقاعدہ عشاء کی نماز ادا کی اور پھر وہ گورے بابا سے اجازت لے کر شہر جانے کے لئے روانہ ہو گیا۔ گورے بابا نے

عمران کو رات وہیں گزارنے کا مشورہ دیا تھا لیکن عمران چونکہ جلد سے جلد اس معاملے کو نپٹا دینا چاہتا تھا اور پھر اسے افریقہ کے گھنے جنگلوں تک جانے کے لئے طویل اور دشوار گزار راستوں پر سفر کرنا تھا جو اس کے لئے اور اس کے ساتھیوں کے لئے نجانے کون سی مصیبتیں لانے والے تھے۔



پروفیسر رونالڈ کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ کھا جانے والی نظروں سے ماؤتانہ کی جانب دیکھ رہا تھا جو پرنسز راسکل کے جسم میں سمائی ہوئی تھی اور پروفیسر رونالڈ کے سامنے سر جھکائے شرمندہ انداز میں کھڑی تھی۔

''میں پوچھتا ہوں آخر عمران تمہارے ہوتے ہوئے تمہاری نظروں سے غائب کیسے ہو گیا۔ تم نے تو کہا تھا کہ عمران اگر پاتال میں بھی چلا جائے تو وہ تمہاری نظروں سے نہیں بچ سکے گا پھر اب ایسا کیا ہو گیا کہ عمران جو تمہاری نظروں کے سامنے تھا وہ نہ صرف غائب ہو گیا بلکہ ابھی تک تمہیں اس بات کا پتہ ہی نہیں چل رہا ہے کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے ماؤتانہ کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے گرج کر کہا۔

''میں نہیں جانتی پروفیسر۔ میں خود بھی حیران ہوں کہ عمران

اچانک میری نظروں کے سامنے سے کیسے غائب ہو گیا تھا اور پھر میں نے اسے تلاش کرنے کے لئے پاکیشیا کا ایک ایک حصہ چھان مارا ہے لیکن مجھے ابھی تک اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلا ہے کہ آخر وہ گیا کہاں ہے''...... ماؤ تانہ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہونہہ۔ کٹانگا دیوی کا سیاہ چہرہ بھی عمران کے پاس ہے۔ اگر تم اسے تلاش نہ کر سکی تو وہ کٹانگا دیوی کا چہرہ لے کر افریقہ کے جنگلوں میں پہنچ جائے گا اور کٹانگا دیوی کا سیاہ چہرہ اس کے حوالے کر دے گا۔ اگر ایسا ہوا تو پھر میں کٹانگا دیوی کو کسی بھی صورت میں تسخیر نہیں کر سکوں گا۔ کٹانگا دیوی ہمیشہ کے لئے میرے ہاتھوں سے نکل جائے گی۔ اب تک کٹانگا دیوی کو یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ میں اسے تسخیر کر کے اپنے بس میں کرنا چاہتا ہوں۔ اگر کٹانگا دیوی عمران کی وجہ سے جاگ گئی تو پھر وہ سب سے پہلے مجھے ہی ختم کرے گی۔ وہ کبھی نہیں چاہے گی کہ کوئی اسے اپنا محکوم بنا کر رکھے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''میں جانتی ہوں پروفیسر۔ میں کوشش کر رہی ہوں کہ کسی طرح سے عمران کا پتہ چل جائے۔ ایک بار مجھے اس کا پتہ چل گیا تو میں اس سے سیاہ چہرہ حاصل کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت لگا دوں گی اور اسے کسی بھی صورت میں بچ نکلنے کا کوئی موقع نہیں دوں گی''......ماؤ تانہ نے کہا۔



''مجھے تو ایسا لگ رہا ہے کہ عمران کی مدد کے لئے روحانی طاقتیں آ گئیں ہیں جنہوں نے عمران کو اپنے حصار میں لے لیا ہے اور اس حصار کی وجہ سے تمہاری آنکھوں پر سیاہ پردہ پڑ گیا ہے جس کی وجہ سے عمران تمہیں کہیں دکھائی نہیں دے رہا ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے غصے اور پریشانی سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔ میرے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ روحانی طاقتیں ہی ہیں جن کے سامنے میرا واقعی کوئی بس نہیں چلتا ہے''...... ماؤ تانہ نے کہا۔

''تب پھر بتاؤ اب کیا کیا جائے۔ عمران کو کہاں اور کیسے تلاش کیا جائے۔ ہمیں اسے ہر حال میں افریقہ کے جنگلوں میں جانے سے روکنا ہے۔ اگر وہ افریقہ کے جنگلوں میں پہنچ گیا تو اس کی حفاظت کے لئے خود کٹانگا دیوی کی روح آ جائے گی جس کے سامنے میری کوئی بھی طاقت اور کوئی بھی سحر نہیں چل سکے گا اور میں عمران سے کٹانگا دیوی کا سیاہ چہرہ بھی حاصل نہیں کر سکوں گا اور میرا سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ سب کچھ''...... پروفیسر رونالڈ نے اسی طرح انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

''اب عمران تک پہنچنے کا میرے پاس ایک ہی طریقہ ہے پروفیسر''...... ماؤ تانہ نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا تو پروفیسر رونالڈ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا طریقہ ہے۔ جلدی بتاؤ''...... پروفیسر رونالڈ نے بے

چین لہجے میں کہا۔

''مجھے عمران کو اپنے جال میں پھنسانا پڑے گا''...... ماؤ تانہ نے اسی انداز میں کہا۔

''کیسا جال''...... پروفیسر رونالڈ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''عمران کی حفاظت اگر روشنی کی طاقتیں کر رہی ہیں تو پھر مجھے ایسے عمل کرنے پڑیں گے کہ عمران کسی بھی صورت میں پاک نہ رہ سکے۔ روشنی کی طاقتیں صرف اس انسان کے ساتھ ہوتی ہیں جو پاک صاف ہو ورنہ روشنی کی طاقتیں اس انسان سے دور ہو جاتی ہیں اور اس کی مدد بھی نہیں کرتیں چاہے وہ کسی بھی مشکل میں کیوں نہ ہو''...... ماؤ تانہ نے کہا۔

''ہاں۔ میں جانتا ہوں۔ لیکن تم عمران کی پاکیزگی کو کیسے ختم کرو گی''...... پروفیسر رونالڈ نے پوچھا۔

''مجھے عمران کے لباس پر ناپاک جانوروں کے خون کے قطرے گرانے ہوں گے یا پھر مجھے عمران کے کھانے پینے کی چیزوں میں کچھ ایسا ملانا ہو گا جس سے عمران کا جسم ناپاک ہو جائے۔ اگر اس کے حلق میں کسی بھی ناپاک چیز کا ایک قطرہ بھی اتر گیا تو پھر نہ صرف روشنی کی طاقتیں اس سے دور ہٹ جائیں گی بلکہ اسے کوئی روشن کلام بھی یاد نہیں رہے گا اور وہ مکمل طور پر میری مٹھی میں آ جائے گا۔ وہ میری مٹھی میں آ گیا تو پھر وہ اپنے ہاتھوں سے مجھے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ دے دے گا اور اس سے مسکاٹ لیتے ہی



ما اسے ہلاک کر دوں گی''...... ماؤ تانہ نے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ سب تب ہی ہو گا نا جب تمہیں عمران کے بارے ں یہ پتہ چلے گا کہ وہ کہاں ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے منہ اتے ہوئے کہا۔

''میں اس کا پتہ چلا لوں گی''...... ماؤ تانہ نے پھنکارتی ہوئی واز میں کہا۔

''کیسے اور اگر تم اس کا پتہ چلا سکتی تھی تو پھر اب تک تم نے یا کیوں نہیں کیا۔ وہ تمہاری نگاہوں سے اوجھل کیسے ہو گیا ہے''۔ وفیسر رونالڈ نے اسے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''وہ سب اچانک ہوا تھا پروفیسر۔ میں نے عمران کو اپنی طاقتوں ے ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی لیکن میں ناکام رہی تھی۔ اب میرے ہن میں سنگونا کا خیال آ رہا ہے۔ اگر عمران کی تلاش کے لئے نگونا کی مدد لی جائے تو عمران کا آسانی سے پتہ چل سکتا ہے۔ نگونا کو عمران تک پہنچنے سے روشنی کی طاقتیں بھی نہیں روک سکیں ی۔ عمران جہاں بھی ہو گا سنگونا کی مدد سے مجھے اس کا پتہ چل ائے گا اور اگر سنگونا نے عمران کو چھو بھی لیا تو عمران نے چاہے ادوئی ٹوپی بھی کیوں نہ پہن رکھی ہو وہ مجھے دکھائی دے جائے گا۔ یسے ہی وہ مجھے دکھائی دے گا میں اس پر کسی ناپاک جانور کے خون کے قطرے ٹپکا دوں گی جس سے روشنی کی طاقتیں اس سے اور یادہ دور ہٹ جائیں گی اور پھر مجھے عمران پر حملہ کرنے کا آسانی

سے موقع مل جائے گا"...... ماؤتانہ نے تفصیل بتاتے ہو۔

"سنگونا۔ تمہارا مطلب ہے کہ عمران پر سیاہ ہنڈیا
جائے"...... پروفیسر رونالڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ سیاہ ہنڈیا ہی اب مجھے عمران تک پہنچا سکتی ہے
ہنڈیا یہاں سے سیدھی وہیں جائے گی جہاں عمران موجود
پھر سیاہ ہنڈیا ٹھیک عمران کے سر پر جا کر پھٹ جائے گی جہ
عمران کی موجودگی کا مجھے علم ہو جائے گا اور پھر میں جاتے
پر کسی ناپاک جانور کا خون گرا دوں گی"...... ماؤتانہ نے کہا۔

"ہونہہ۔ عمران کو ناپاک کرنے کے لئے تمہیں اس پر ج
گرانا ہوگا وہ تم اس کے سامنے ظاہر ہو کر گراؤ گی تو اس سے
پر اثر ہوگا۔ اگر تم نے یہ کوشش غیبی حالت میں یا چھپ کر
خون کے قطرے عمران پر گریں گے ہی نہیں"...... پروفیسر ر
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں جانتی ہوں پروفیسر۔ عمران پر خون مجھے ظاہری حا
میں اور اس کے پاس جا کر ہی گرانا ہوگا اور میں یہ کام آسانی
کر لوں گی کیونکہ جیسے ہی سنگونا میرا مطلب ہے سیاہ ہنڈیا عم
کے سر پر جا کر پھٹے گی عمران اسی وقت بے ہوش ہو جائے گا
بے ہوش انسان کو قابو کرنا بھلا میرے لئے کیا مشکل ہو سک
ہے"...... ماؤتانہ نے کہا۔

"یہ درست ہے کہ تم عمران کو بے ہوش کر کے اسے اپنے قا



ل کر لو گی لیکن یہ مت بھولو کہ اگر ہم نے عمران پر سنگونا کا عمل کیا
گا اور وہ سیاہ ہنڈیا کا شکار ہو گیا تو تم اس سے زبردستی کٹانگا
ی کا مسکاٹ حاصل نہیں کر سکو گی اور نہ ہی تم عمران کو ہلاک کر
گی۔ کٹانگا دیوی کا مسکاٹ عمران جب تک خود تمہارے حوالے
ر دے تم اس کے قریب بھی نہیں جا سکو گی"...... پروفیسر رونالڈ
کہا۔

"میں جانتی ہوں لیکن غلیظ خون کی وجہ سے عمران جیسے ہی
ب ہوگا میں فوراً اس کا دماغ اپنے کنٹرول میں لے لوں گی پھر
ی کرے گا جو میں اس سے کہوں گی۔ میں اس سے کٹانگا دیوی
کاٹ مانگوں گی تو وہ میری بات سے انکار نہیں کر سکے گا اور یہ
ت ہے کہ میں اسے سنگونا کے وار کی وجہ سے ہلاک نہیں کر سکتی
میں اسے ہلاک ہونے پر مجبور تو کر ہی سکتی ہوں"...... ماؤتانہ
س بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے"...... پروفیسر رونالڈ نے حیرت بھرے لہجے میں۔

"جیسے ہی عمران کٹانگا دیوی کا مسکاٹ میرے حوالے کرے گا
ں کے دماغ میں یہ ڈال دوں گی کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنے سر
رکھ کر خود کو گولی مار لے۔ میں اسے بیس منزلہ عمارت پر
اور وہاں سے چھلانگ لگانے کے ساتھ ساتھ بہت سے
ں سے خودکشی کرنے پر مجبور کر سکتی ہوں اور جب تک عمران

خودکشی نہیں کر لے گا وہ میری گرفت سے آزاد نہیں ہو سکے
ماؤتانہ نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے ماؤتانہ مگر یہ بھی یاد رکھو کہ اگر سنگونا ا
ہنڈیا کا وار عمران پر اثر انداز نہ ہوا تو وہ وار تم پر الٹ سکتا ۔
اگر تم سیاہ ہنڈیا کی زد میں آ گئی تو پھر تم ہمیشہ کے لئے فنا
گی۔ میں بھی تمہیں فنا ہونے سے نہیں بچا سکوں گا"...... پر
رونالڈ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ اس کی پریشانی عمران کو نق
پہنچانے کے لئے نہیں تھی بلکہ وہ اس لئے پریشان ہو رہا تھا
سیاہ ہنڈیا کا وار عمران پر نہ ہوا تو وہی ہنڈیا ماؤتانہ پر الٹ
گی اور جیسے ہی سیاہ ہنڈیا ماؤتانہ پر الٹے گی وہ اسی وقت ج
بھسم ہو جائے گی اور فنا ہو جائے گی۔ ماؤتانہ اس کی بہت
شیطانی طاقت تھی جو اگر ضائع ہو جاتی تو اس کا پروفیسر رونا
شدید نقصان پہنچ سکتا تھا اور پروفیسر رونالڈ بہت سی پریشانیو
شکار بن سکتا تھا اس لئے وہ ماؤتانہ کو اس نقصان سے ہر حال
بچانا چاہتا تھا۔

"ایک اور طریقہ بھی ہے پروفیسر"...... ماؤتانہ نے کہا۔

"کون سا طریقہ۔ جلدی بتاؤ"...... پروفیسر رونالڈ نے آنکھ
چمکاتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے مجھے کشوشا کے اندھے کنویں میں جانا ہوگا
مجھے وہاں رک کر سیاہ دیوتا کا مخصوص جاپ کرنا ہو گا۔ اگر یہ



جاپ پورا ہو گیا تو سیاہ دیوتا میری آنکھوں میں اتنی روشنی بھر سکتا
ہے کہ میں عمران کے جسم میں موجود اس کی روح کو بھی دہشت زدہ
کر سکتی ہوں لیکن اس کے لئے مجھے طویل ترین جاپ کرنا پڑے
گا۔ اس دوران عمران کہاں سے کہاں پہنچ جائے اس کا میں کچھ نہیں
کر سکوں گی"...... ماؤتانہ نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ طویل جاپ کرنے سے تو سارا معاملہ ہی خراب ہو
جائے گا اس سے تو یہی بہتر ہے کہ سنگونا کا عمل کر لیا جائے۔ اس
طریقے سے کم از کم عمران ہمارے قابو میں تو آ جائے گا اور اس
سے کٹانگا کا مسکاٹ بھی آسانی سے مل جائے گا"...... پروفیسر
رونالڈ نے کہا۔

"تو پھر تم سنگونا بنانے کی تیاری کرو پروفیسر۔ میں تمہیں عمران
کی ایک تصویر لا دیتی ہوں۔ اس تصویر کو لازمی طور پر تم سنگونا میں
ڈال دینا تاکہ سنگونا کا وار عمران پر ہی ہو"...... ماؤتانہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم تصویر لا دو تب تک میں سنگونا کی تیاری کرتا
ہوں اسے تیار کرنے میں بھی مجھے خاصا وقت لگ جائے گا تب تک
تمہیں شاید کسی اور طریقے سے عمران کا پتہ چل جائے"۔ پروفیسر
رونالڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے پروفیسر۔ میں ایک بار پھر عمران کو ڈھونڈنے کی
کوشش کرتی ہوں۔ اگر وہ مل گیا تو میں کوشش کروں گی کہ اس سے
سنگونا کا وار کئے بغیر کٹانگا دیوی کا مسکاٹ حاصل کر لوں"۔ ماؤتانہ

نے کہا تو پروفیسر رونالڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"بس اس بات کا دھیان رکھنا کہ عمران تمہاری نظروں میں آئے بغیر افریقہ کے جنگلوں کی طرف نہ نکل جائے۔ اگر عمران افریقہ کے جنگلوں میں پہنچ گیا تو پھر مجھے ذاتی طور پر اس کے پیچھے جانا پڑے گا اور وہاں مجھے عمران کو کٹانگا دیوی تک پہنچنے سے روکنے کے لئے شیطانی طاقتوں کے بغیر کوشش کرنی پڑے گی جس میں مجھے شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے"...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

"تم بے فکر رہو پروفیسر۔ عمران میری نظروں میں آئے بغیر افریقہ کے جنگلوں میں نہیں جا سکے گا۔ میں اسے تلاش کرنے کے لئے زمین آسمان ایک کر دوں گی۔ اسی لئے میں تم سے کہہ رہی ہوں کہ تم جلد سے جلد سنگونا تیار کرو تاکہ عمران کو یہیں اور فوری طور پر روکا جا سکے"...... ماؤ تانہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آج سے بلکہ ابھی سے سنگونا تیار کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ مجھے امید ہے کل صبح تک میں سنگونا مکمل کر لوں گا۔ اور ہاں اس فائل کا کیا ہوا ہے جو میں نے تمہیں خصوصی طور پر پاکیشیا سے لانے کے لئے کہا تھا"...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

"میں نے اس فائل کو بھی ہر جگہ ڈھونڈا ہے پروفیسر لیکن مجھے اس فائل کا کوئی سراغ نہیں ملا ہے۔ میں نے جب اپنی طاقتوں کی مدد سے اس فائل کو تلاش کرنے کی کوشش کی تو مجھے پتہ چلا کہ ٹی



ایس فائل عمران کے ایک سیاہ فام غلام کے پاس ہے جو یہ فائل سیکرٹری خارجہ کو دینے کے لئے جا رہا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائل لے کر سر سلطان کے پاس پہنچتا اس پر اچانک کٹانگا دیوی کی کنیزیں بھامیوں نے حملہ کر دیا تھا۔ وہ اسے بے ہوش کر کے اپنے ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں لے گئی ہیں اور اسے ایک تاریک کنویں میں پھینک دیا ہے۔ کٹانگا دیوی کا خیال ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی اس کا مسکاٹ لے کر اپنے ساتھی جوزف اور اس کے پاس موجود فائل کے حصول کے لئے لازمی طور پر افریقہ کے گھنے جنگلوں میں آنے کے لئے مجبور ہو جائیں گے اسی مقصد کے لئے اس نے جوزف کو فائل سمیت پاکیشیا سے غائب کر کے افریقہ کے جنگلوں میں پہنچا دیا تھا"...... ماؤ تانہ نے کہا۔

"اوہ۔ تو اب وہ فائل جوزف کے پاس اس تاریک کنویں میں ہے جہاں کٹانگا دیوی کی کنیزیں بھامیوں نے اسے قید کیا ہے"۔ پروفیسر رونالڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ فائل جوزف نے اپنے لباس میں چھپا رکھی ہے"۔ ماؤ تانہ نے جواب دیا۔

"کیا تم اس تاریک کنویں میں جا کر جوزف سے وہ فائل نہیں لا سکتی۔ حکومت نے میری ایجنسی کو اس فائل کا ٹاسک دیا ہے۔ اگر فائل میں لا کر حکومت کو دے دوں تو میرے سر سے ایک بہت بڑا بوجھ ہٹ جائے گا اور میں اپنی پوری توجہ عمران سے کٹانگا دیوی کا

مسکاٹ حاصل کرنے پر لگا سکتا ہوں“...... پروفیسر رونالڈ نے کہا
”نہیں پروفیسر۔ کٹانگا دیوی کی بھامیوں نے جس تاریک کنو
یں جوزف کو پھینکا ہے اس کنویں میں کوئی شیطانی طاقت نہیں
سکتی ہے یہاں تک کہ خود کٹانگا دیوی بھی چاہے تو اس کنویں
نہیں جا سکتی، میں نے بھی اگر اس کنویں میں جانے کی کوشش کی
میں بھی ہمیشہ کے لئے وہیں قید ہو کر رہ جاؤں گی“...... ماؤتانہ نے
کہا۔

”اوہ۔ تو پھر میں جوزف سے وہ فائل کیسے حاصل کروں گا“
پروفیسر رونالڈ نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”اس کے لئے تمہیں خود اس کنویں کے اندر جانا پڑے گا۔ ایک
تو تم انسان ہو اور دوسرا تمہارے پاس ماورائی طاقتوں کا خزانہ ہے۔
تم خود کو کٹانگا دیوی کی نظروں سے چھپا سکتے ہو۔ تمہاری جگہ کسی
اور نے تاریک کنویں میں جانے کی کوشش کی تو اس کا کٹانگا دیوی
کو فوراً علم ہو جائے گا اور وہ کنویں میں جانے والے کسی بھی شخص کو
فوراً جلا کر بھسم کر دے گی“...... ماؤتانہ نے کہا۔

”ہونہہ۔ تب پھر میں یہ معاملہ کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھتا
ہوں۔ اس فائل سے زیادہ مجھے کٹانگا دیوی کے مسکاٹ کی ضرورت
ہے۔ اس کا مسکاٹ مجھے مل گیا تو کٹانگا دیوی خود اس کنویں سے
وہ فائل مجھے لا کر دے دے گی“...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

”یس پروفیسر۔ کٹانگا دیوی یہ سب کر سکتی ہے“...... ماؤتانہ



نے کہا تو پروفیسر رونالڈ خاموش ہو گیا۔ ماؤتانہ کچھ دیر پروفیسر
رونالڈ سے باتیں کرتی رہی پھر وہ پروفیسر رونالڈ کے کہنے پر ایک
بار پھر عمران کو تلاش کرنے کے لئے وہاں سے غائب ہو گئی۔

پروفیسر رونالڈ کے سامنے سے غائب ہوتے ہی وہ فوراً پاکیشیا
کے اس ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گئی جو پاکیشیا کے ایک لیڈی کریمنل سٹار
گروپ کا تھا اور ماؤتانہ نے اس گروپ کی لیڈر پرنسز راسکل کا
روپ دھار رکھا تھا۔

پرنسز راسکل کا آفس خالی تھا۔ ماؤتانہ پرنسز راسکل کی میز کے
پیچھے پڑی ہوئی کرسی پر اطمینان بھرے انداز میں بیٹھ گئی اور پھر اس
نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر ایس ٹو کو کال کرنی
شروع کر دی جسے اس نے عمران کے فلیٹ کی نگرانی پر مامور کر رکھا
تھا کہ وہ فلیٹ پر نظر رکھے اور عمران جیسے ہی وہاں آئے تو وہ فوری
طور پر اسے اطلاع دے۔

سیکرٹ سروس کے ممبران جن کی تعداد چار تھی، ان میں جولیا صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر شامل تھے دانش منزل کے میٹنگ ہال میں موجود تھے۔ انہیں ایکسٹو نے کال کر کے میٹنگ کے لئے وہاں بلایا تھا۔

وہ چاروں کافی دیر سے میٹنگ ہال میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایکسٹو کی کال کا انتظار کر رہے تھے۔ ان میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ انہیں وہاں کس مقصد کے لئے بلایا گیا ہے۔ سب کا یہی خیال تھا کہ کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے جس کی بریفنگ دینے کے لئے چیف نے انہیں وہاں جمع کیا ہے۔

چیف نے جولیا کو ان تینوں کے ساتھ ہی میٹنگ میں آنے کی ہدایات دی تھیں۔ میٹنگ میں صالحہ، کراسٹی اور فور سٹارز کو نہیں بلایا گیا تھا۔ شاید چیف کیس ان چاروں کو ہی سونپنا چاہتا تھا۔



”کیا کیس ہو سکتا ہے جس کے لئے چیف نے ہم چاروں کو خاص طور پر میٹنگ کے لئے یہاں بلایا ہے“...... تنویر نے میٹنگ ہال کا سکوت توڑتے ہوئے کہا۔

”پتہ نہیں۔ چیف نے مجھے تم تینوں کے ساتھ یہاں آنے کے لئے کہا تھا۔ میں نے ان سے کیس کی تفصیلات پوچھنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن چیف نے کیس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی عام سا کیس ہو جسے ہم چاروں ہی مکمل کر سکتے ہوں اس لئے چیف نے باقی ممبران کو بلانے سے اجتناب کیا ہو“...... جولیا نے کہا۔

”کیا چیف نے کسی کیس کے لئے بریف کرنے کا کہا تھا“۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

”نہیں۔ چیف نے کسی کیس کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ انہوں نے بس مجھے اتنا ہی کہا تھا کہ میں تم تینوں کو کال کر کے دانش منزل کے میٹنگ روم میں پہنچ جاؤں۔ میں نے چیف سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے لیکن چیف نے مجھے اس کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اس لئے میں نے تم تینوں کو کال کی اور خود بھی یہاں پہنچ گئی“...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو اب چیف کہاں رہ گئے ہیں۔ ہم کافی دیر سے یہاں بیٹھے ہیں۔ چیف ہم سے رابطہ کیوں نہیں کر رہے ہیں“...... صفدر نے

کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ وہ مصروف ہوں اور اس کیس کی تفصیلات کر رہے ہوں جس کی انہوں نے ہمیں بریفنگ دینی ہے''۔ جو نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اسی لمحے میٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور عمران جگالی کرنے والے انداز میں منہ چلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ اسے دیکھ کر جولیا، کیپٹن شکیل اور صفدر کے چہرے کھل اٹھے تھے لیکن تنویر کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے عمران کو دیکھ کر اسے کوفت ہوئی ہو۔

''السلام علیکم یا اہلِ میٹنگ اٹنڈگان''...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے مخصوص انداز میں کہا اور تیز تیز چلتا ہوا اپنی مخصوص کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

''تو چیف نے تمہیں بھی بلایا ہے''...... ان سب نے فوراً فوراً عمران کے سلام کا جواب دیا تو جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ چیف نے مجھ سے کہا تھا کہ تم چاروں کافی دیر سے میٹنگ ہال میں بیٹھے ہو۔ میں تم سے جا کر حال احوال پوچھ آؤں اور یہ پوچھ لوں کہ تمہیں میٹنگ ہال تک پہنچنے میں کوئی دقت کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی۔ تمہاری رہائش گاہوں سے یہاں تک کا سفر کیسا رہا۔ اگر تم میں سے کسی نے ناشتہ نہ کیا ہو تو میں اس کا بھی انتظام کرسکوں کیونکہ چیف نے تم سب کو صبح صبح یہاں بلا لیا ہے۔



ہوسکتا ہے تم نے میری طرح صبح سے چائے کا ایک کپ بھی نہ پیا ہو''...... عمران کی زبان کسی نان سٹاپ اور تیز رفتار ٹرین کی طرح چل پڑی۔

''ناشتہ تو واقعی ہم میں سے کسی نے نہیں کیا ہے۔ مس جولیا کا فون آیا تو ہم سب اپنے اپنے بیڈ رومز میں سو رہے تھے۔ مس جولیا کا فون ملتے ہی ہم فریش ہو کر فوراً یہاں پہنچ گئے تھے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''مطلب کہ تم سب بغیر ناشتہ کئے ہی یہاں آ گئے ہو''۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''ہاں۔ اب جبکہ چیف نے تمہیں ناشتہ کرانے کے لئے بھیج ہی دیا ہے تو جاؤ اور جا کر اپنے لئے اور ہمارے لئے ناشتے کا بندوبست کرو اور اگر تمہاری جیب ہمیشہ کی طرح آج بھی خالی ہے تو ہمارے لئے کچن میں جا کر ایک ایک کپ چائے ہی بنا لاؤ''۔ تنویر نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''چائے تو میں بنا دوں گا لیکن اس کے لئے تمہیں میری ایک مدد کرنی پڑے گی''...... عمران نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیسی مدد''...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

''تم باہر جاؤ اور جا کر دودھ، پتی اور چینی خرید کر لے آؤ اور اگر تمہاری جیب اجازت دے تو ہم سب کے لئے سنیکس، کیک، بسکٹ یا جو کچھ بھی ملے لیتے آنا۔ تمہیں چاہے یہ سب چیزیں پسند

نہ ہوں لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم جو کچھ بھی لاؤ گے میں تمہاری بہن اور بھائیوں کے ساتھ مل کر ضرور کھا لوں گا اور تمہیں دعائیں بھی دوں گا''...... عمران نے جواب دیا تو تنویر غرا کر رہ گیا جبکہ باقی ممبران بے اختیار ہنس پڑے تھے۔

''ساتھ تمہارے لئے زہر بھی نہ لے آؤں''...... تنویر نے چڑ کر کہا۔

''لے آنا لیکن پہلے چکھ لینا کہ کہیں نقلی زہر تو نہیں ہے۔ اگر چکھنے کے بعد بھی تم زندہ رہے تو میں تمہارے ہاتھوں سے بخوشی کھا لوں گا اور اگر تم اللہ کو پیارے ہو گئے تو پھر میں کوشش کروں گا کہ پورا شہر نہ سہی شہر کے چند گنے چنے لوگ تمہاری مغفرت کے لئے دعا کر سکیں''...... عمران نے جواب دیا تو تنویر نے غصے سے منہ دوسری طرف کر لیا۔ اسے عمران کو اس طرح چھیڑنا مہنگا پڑ گیا تھا۔

''اچھا کیس کے بارے میں تمہیں کچھ علم ہے''...... جولیا نے عمران کی بات بدلتے ہوئے کہا۔

''کون سا کیس۔ پولیس کیس، عدالتی کیس یا پھر میٹرنٹی کیس۔ کس کے بارے میں پوچھ رہی ہو''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح سے بتاؤ۔ کیا تمہیں علم ہے کہ چیف نے ہمیں یہاں کیوں بلایا ہے''...... جولیا نے عمران کا بے تکا مذاق سن کر منہ بناتے ہوئے کہا۔



''ہاں۔ معلوم ہے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

''کیا معلوم ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''یہی کہ سر سلطان نے پرائم منسٹر سے ایگزیکٹو آرڈر پاس کرا لیا ہے۔ اب ہمارے راستے میں نہ تو چیف آ سکتا ہے اور نہ ہی ظالم سماج۔ اب ہم جب چاہیں اپنے لئے بینڈ باجے بجوا سکتے ہیں۔ کہو تو میں اس کا ابھی اور اسی وقت انتظام کر سکتا ہوں''...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔ اس کی بات سن کر تنویر کا اور زیادہ منہ بن گیا تھا لیکن اس نے کچھ نہ کہا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے کچھ کہا تو عمران اس کا جملہ اسی پر الٹ دے گا اور اسے ہی منہ کی کھانی پڑے گی اس لئے اس نے خاموشی میں ہی عافیت سمجھی تھی۔ عمران کی بات سن کر جولیا بھی ایک طویل سانس لے کر رہ گئی تھی۔ عمران جس انداز میں باتیں کر رہا تھا اس سے لگتا تھا کہ اسے بھی کچھ معلوم نہیں ہے کہ چیف نے انہیں یہاں کیوں بلایا ہے اور وہ ان سے کیا بات کرنا چاہتا ہے۔

''عمران صاحب ادھر ادھر کی ہانک رہے ہیں۔ لگتا ہے کہ انہیں بھی چیف نے نہیں بتایا کہ کیا معاملہ ہے۔ کیوں عمران صاحب میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بالکل ٹھیک ہے کپتان صاحب۔ آپ بھلا کوئی بات غلط کہہ سکتے ہیں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو وہ سب بے اختیار

مسکرا دیئے۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی ا
جولیا کے سامنے پڑا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور اس میں ۔
ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ٹرانسمیٹر پر ایک سرخ
بلب بھی جلنا بجھنا شروع ہو گیا تھا۔

ٹرانسمیٹر کو آن ہوتے دیکھ کر جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ایک
پریس کیا تو ٹرانسمیٹر سے نہ صرف ٹوں ٹوں کی آواز نکلنا بند
بلکہ اس پر جلتا بجھتا ہوا سرخ بلب بھی بجھ گیا اور اس کی جگ
رنگ کا ایک بلب جل اٹھا۔

''کیا سب ممبران پہنچ گئے ہیں اوور''...... ٹرانسمیٹر سے ایک
مخصوص کرخت آواز سنائی دی۔

''چیف۔ ممبران کا تو میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ نے کس ک
بلایا تھا لیکن باراتیوں کی تعداد بے حد کم ہے۔ نکاح کے وقت ا
اور لڑکے کی طرف سے چار چار گواہان کی ضرورت پڑتی ۔
یہاں تو لڑکی کی طرف سے ہی گواہ بلائے گئے ہیں۔ دولہا ۔
گواہان کون ہوں گے اور پھر یہاں کوئی نکاح خواں بھی موجود نہ
ہے۔ اوور''...... اس سے پہلے کہ جولیا کوئی جواب دیتی عمران ۔
اپنا مخصوص راگ الاپتے ہوئے کہا۔

''فضول باتیں مت کرو۔ جولیا تم بتاؤ۔ میں تم سے پوچھ ر
ہوں۔ اوور''...... ایکسٹو نے غرا کر کہا۔

''یس چیف۔ آپ نے کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر کو کال کرنے



کے لئے کہا تھا۔ تینوں یہیں موجود ہیں۔ اوور''...... جولیا نے جواب
دیا۔

''گڈ۔ میں نے آپ سب کو اس بار ایک ماورائی سلسلے میں
بریف کرنے کے لئے بلایا ہے۔ اوور''...... ایکسٹو نے کہا اور چیف
کے منہ سے ماورائی سلسلے کا سن کر وہ سب چونک پڑے۔

''ماورائی سلسلہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف۔ ہمارا ماورائی
سلسلے سے کیا تعلق ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے وجود کا مقصد پاکیشیا اور مسلم امہ کی
بھلائی کے ساتھ انسانیت کی خدمت کرنا اور انسانیت کی بھلائی کے
لئے ہمہ وقت جہت کرنا ہے۔ پاکیشیا کی سلامتی کا معاملہ ہو یا
مسلمانوں کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کی انسانیت کو خطرات لاحق
ہوں تو پھر یہ نہیں دیکھا جاتا کہ انسانیت کو نقصان پہنچانے والے
انسان ہیں یا پھر شیطانی طاقتیں۔ ہمیں اپنا کام کرنا ہے اور پاکیشیا
کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے مسلمانوں کو عملاً ان خطرات سے محفوظ
رکھنا ہوتا ہے جس سے پوری دنیا کا ظلمات میں جانے کا خدشہ ہو۔
اس بار بھی معاملہ کچھ ایسا ہی ہے۔ کچھ انسان جن کے ساتھ چند
شیطانی ذریات بھی جڑی ہوئی ہیں آنے والے وقتوں میں پاکیشیا کو
مٹا دینے کے درپے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے
مسلمانوں کے لئے بھی شدید خطرات کا باعث بن سکتے ہیں۔
انہیں روکنا ہمارے لئے ازحد ضروری ہے اور یہ ہماری خوش قسمتی

ہے کہ ہم عام معاملات کے ساتھ ساتھ شیطانی طاقتوں سے بھ
آزما ہوتے رہتے ہیں اور اب تک جتنے بھی ماورائی معا
ہمارے سامنے آئے ہیں ہماری مقابلے میں شیطانی طاقتو
نقصان ہی اٹھانا پڑا ہے اور اس بار جو شیطانی طاقتیں مسلم ا
نقصان پہنچانے اور انہیں زیر کرنے کے درپے ہیں میں چاہتا
کہ آپ ان کے خلاف بھی اسی طرح سے کمر بستہ ہو جائیں
طرح آپ باقی کیسوں میں ہوتے ہیں اور دشمنوں کو ان کی
زمین پر ہی ڈھیر کر دیتے ہیں اور کامیابیاں سمیٹ کر پاکیشیا وا
لوٹ آتے ہیں۔ اوور''...... ایکسٹو نے ان کے سامنے پوری تر
باندھتے ہوئے کہا۔

''وہ سب تو ٹھیک ہے چیف لیکن عام کیسوں میں اور ماورا
معاملوں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ عام کیسوں میں ہمیں
انسانوں کے ساتھ ہی مقابلے کرنے پڑتے ہیں اور ان کے بچھائے
ہوئے جالوں کو توڑنا پڑتا ہے لیکن ماورائی معاملات میں ہمیں
شیطانی ہتھکنڈوں کا مقابلہ کرنے اور ان سے بچنے میں شدید
دشواریوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بعض اوقات ہم
ایسی سچوئشنز میں پھنس جاتے ہیں جن سے نکلنے کا ہمارے پاس کوئی
راستہ نہیں رہتا اور شیطانی طاقتیں ہم پر حاوی ہو جاتی ہیں اور ہم
دین و دنیا سے یکسر دور ہو جاتے ہیں جس سے ہمیں شدید تکالیف
اور اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اوور''...... صفدر نے کہا۔



''تمہاری بات اپنی جگہ صحیح ہے لیکن یہ مت بھولو کہ حق اور باطل
کی لڑائی ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔ شیطان
نسانوں کو ورغلانے کے ساتھ ساتھ انہیں نقصان پہنچاتا رہے گا اور
انسان کو ہی شرف حاصل ہے کہ وہ اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے
شیطان کے خلاف اٹھ کر نہ صرف کھڑا ہو جاتا ہے بلکہ اس کے
امنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح اگر ڈٹ جائے تو شیطان
اگنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور جیت ہمیشہ حق کو ہی حاصل ہوتی
ہے۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ بتائیں۔ اس بار کون سا ماورائی معاملہ
یش ہے اور ہمیں کیا کرنا ہے۔ اوور''...... جولیا نے اشارے سے
ر کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ماورائی معاملے کے بارے میں تو تمہیں سب کچھ عمران بتا
ے گا۔ میں تمہیں جوزف کے بارے میں بتا دیتا ہوں جس کے
پاکیشیا کی ایک اہم ترین فائل موجود ہے اور وہ اس فائل
ت غائب ہے۔ اسے غائب کرنے میں بھی اسی ماورائی طاقت
ی ہاتھ ہے جس نے عمران کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔
''...... چیف نے کہا۔

''جوزف کے پاس ایسی کون سی فائل موجود ہے جو پاکیشیا کے
اہمیت کی حامل ہے۔ اوور''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے
میں کہا۔

''میں نے سٹرانگ روم سے ایک فائل جس میں پاکیشیا ا
سٹرکچرز کی تفصیلات تھیں نکال کر جوزف کے حوالے کی تھی ا
سے کہا تھا کہ وہ یہ فائل سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو پہنچا دے
فائل لے کر یہاں سے نکل گیا تھا لیکن وہ سر سلطان تک نہیں
سکا تھا۔ اس کی کار شہر کے ایک چوراہے پر ملی ہے لیکن اس میں
جوزف ہے اور نہ ہی وہ فائل۔ فائل چونکہ پاکیشیا اور شوگران
اہم دستاویزات کے حوالے سے ہے اور اس میں پاکیشیا اور شوگ
نے مزید کام کرنا تھا اور یہ فائل سر سلطان اپنے ڈیلیگیشن کے
شوگران لے جانے والے تھے اس لئے فائل ان تک پہنچانا ب
ضروری ہے۔ اگر جلد سے جلد فائل انہیں نہ دی گئی تو وہ شوگر
روانہ نہیں ہو سکیں گے اور پاکیشیا اور شوگران کے درمیان
سٹرکچرز کے سلسلے میں جو بھی پیش رفت ہونی ہے وہ رک جائے
جس سے نہ صرف پاکیشیا بلکہ شوگران کو بھی شدید مالی نقصان ہو
ہے۔ اوور''...... ایکسٹو نے جواب دیا۔

''لیکن چیف آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جوزف کسی ماورائی سلسلے
کا شکار ہوا ہے اور فائل اب بھی اسی کے پاس ہے۔ اوور''۔ جو
نے پوچھا۔

''اس کا جواب تمہیں عمران ہی دے گا۔ لیکن یہ طے ہے کہ
فائل جوزف کے پاس ہی ہے اور جوزف اس وقت افریقہ کے گھنے
جنگلوں میں موجود ایک تاریک کنویں میں قید ہے جسے اگر وہاں



ے جلد سے جلد نہ نکالا گیا تو اس کی جان خطرے میں پڑ سکتی
ہے۔ اوور''...... ایکسٹو نے کہا تو ان سب کے چہرے پر شدید
یرت لہرانے لگی۔

''فائل کا نام کیا ہے چیف۔ اوور''...... چند لمحے توقف کے بعد
ولیا نے ایکسٹو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ٹاپ سیکرٹ فائل ہے جسے ٹی ایس فائل کہا جاتا ہے۔ فائل
راس میں موجود سٹف کوٹڈ ہیں اس لئے نہ تو وہ پھٹ سکتے ہیں
ر نہ ہی انہیں پانی نقصان پہنچا سکتا ہے اس لئے فائل ابھی تک
فوظ ہے۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''تو کیا ہمیں جوزف اور اس کے پاس موجود ٹی ایس فائل کے
یۓ افریقہ کے گھنے جنگلوں میں جانا ہو گا۔ اوور''...... تنویر نے
چھا۔

''ہاں۔ ماورائی سلسلہ جس کی تفصیل عمران آپ کو بتائے گا اور
زف جو افریقہ کے گھنے جنگلوں کے تاریک کنویں میں قید ہے یہ
ب انہی جنگلوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ اوور''...... چیف نے
ا۔

''یس چیف۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''عمران۔ میں تمہیں ہدایات دیتا ہوں کہ تم اپنا مسخرہ پن چھوڑ
انہیں اس معاملے میں تفصیل کے ساتھ بریف کرو اور انہیں
۔ ایک بات بتا دو تا کہ یہ تمہارے ساتھ افریقہ کے گھنے جنگلوں

میں جا کر تمہارا بھرپور انداز میں ساتھ دے سکیں اور پروفیسر
کی بلیک ایجنسی کے ساتھ ساتھ ان ماورائی طاقتوں کا بھی مقا
سکیں جو انسانیت کی بقاء کی دشمن بنی ہوئی ہیں۔ اوور''......
نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ سب چونک کر عمران کی
دیکھنے لگے اور پھر یہ دیکھ کر ان سب کے ہونٹوں پر بے ا
مسکراہٹ آ گئی کہ چیف کی بات سن کر عمران کے چہرے پر
ابھر آیا تھا اور اس کا جسم یوں کانپنا شروع ہو گیا تھا جیسے چیف
سخت انداز سن کر اسے جاڑے کا بخار چڑھ گیا ہو۔

''یس۔ یس چیف۔ میں انہیں ابھی بریف کر دیتا ہوں۔ آ
فکر نہ کریں میں انہیں ایک ایک تفصیل بتا دوں گا۔ یہ بار
پوچھیں گے تب بھی میں انہیں بار بار بتاؤں گا چاہے انہیں بتا
کے لئے مجھے یہاں رات بھر، کئی ہفتے یا کئی مہینے ہی کیوں نہ ر
پڑے۔ جب تک یہ ساری تفصیلات نہیں جان لیں گے نہ م
یہاں سے جاؤں گا اور نہ ہی انہیں کہیں جانے دوں گا۔ یہاں تک
کہ یہ واش روم میں بھی نہیں جا سکیں گے۔ میں تمام تفصیل انہیں
از بر کر کے چھوڑوں گا۔ اوور''...... عمران نے کہا تو ان سب کی
مسکراہٹیں گہری ہو گئیں۔ عمران سنجیدہ ہوتے ہوئے بھی ایکسٹو
سے ہاتھ کر گیا تھا اور ظاہر ہے اس کا انداز مسخرانہ ہی تھا۔ عمران ہی
ایک ایسا انسان تھا جو ایکسٹو کے سامنے اس طرح بات کر لیتا تھا
ورنہ تو ان سب کی ایکسٹو سے بات کرتے ہوئے بھی جان جاتی



تھی۔

''میں نے تمہیں سنجیدگی اختیار کرنے کا کہا ہے۔ فضول بکواس کرنے کا نہیں۔ اوور''...... ایکسٹو نے غرا کر کہا۔

''مم مم۔ میں سنجیدہ ہوں چیف۔ آپ بے شک مجھ سے جولیا کے بھائیوں کی قسم لے لیں۔ اوور''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار دھیمے انداز میں ہنس پڑے جبکہ تنویر اسے تیز نظروں سے گھورنا شروع ہو گیا۔

''عمران۔ معاملہ انتہائی حساس اور خوفناک ہے۔ تمہارا یہ انداز تمہارے اور جوزف کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ اس لئے میں تمہیں حکم دے رہا ہوں کہ سنجیدہ ہو جاؤ ورنہ اس معاملے سے میں تمہیں باہر نکال دوں گا اور ممبران کو ہی افریقہ کے گھنے جنگلوں میں بھیج دوں گا اور تمہارے بغیر بھی یقیناً یہ کامیاب ہو جائیں گے مگر تم یہ مت بھولو کہ جوزف تمہارا ساتھی ہے اور پاکیشیا کی ٹاپ سیکرٹ فائل اس کے پاس ہے۔ اگر وہ فائل واپس نہ ملی تو میں اس کی ساری ذمہ داری تم پر ڈال کر تمہیں شوٹ کرا دوں گا۔ اوور''...... ایکسٹو نے غصیلے لہجے میں کہا تو ممبران نے واضح طور پر عمران کے چہرے سے رنگ اُڑتے دیکھا۔

''نن۔ نن۔ نو چیف۔ اتنی جلدی مجھے گولی نہ مروانا۔ گولی مارنے سے پہلے میری شادی ضرور کرا دینا تاکہ میرا جنازہ جائز ہو جائے۔

ارے ارے ہپ''...... عمران نے پہلے اپنے مخصوص انداز میں کہا اور پھر اس نے بوکھلا کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

''جولیا۔ عمران اب اگر تفصیل بتانے کی بجائے فضول بکواس کرنا شروع کر دے تو اسے گولی مار دینا۔ اوور''...... ایکسٹو نے جولیا کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

''لیس چیف۔ اوور''...... جولیا نے کہا اور اس نے اپنا ہینڈ بیگ اٹھایا اور اس میں سے اپنا منی پسٹل نکال کر اپنے سامنے رکھ لیا۔ اسے پسٹل نکالتے دیکھ کر عمران کی آنکھیں پھیل گئیں اور وہ جولیا کی جانب مترحم نظروں سے دیکھنے لگا۔ ایکسٹو نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا تو جولیا اور باقی سب عمران کی جانب دیکھنے لگے جس کی نظریں جولیا کے سامنے پڑے ہوئے پسٹل پر جمی ہوئی تھیں۔

''اب شروع ہو جاؤ۔ ورنہ''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور میز سے پسٹل اٹھا کر اس کا رخ عمران کی جانب کر دیا۔ جولیا کو اس طرح عمران پر پسٹل اٹھاتے دیکھ کر تنویر کے چہرے پر سکون کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

جولیا کو پسٹل اپنی طرف کرتے دیکھ کر عمران کا منہ کھلا اور پھر وہ کسی نان سٹاپ ٹیپ کی طرح چلنا شروع ہو گیا۔ وہ ان سب کو اپنے دائیں ہاتھ پر بننے والے سیاہ بچھو سے شروع ہونے والے واقعات کی تفصیل بتانے کے ساتھ ساتھ کٹانگا دیوی کے سیاہ چہرے اور



قدیم کتاب سے کٹانگا دیوی کے بارے میں ملنے والی معلومات کے ساتھ ساتھ وہ سب بھی بتا رہا تھا جو اسے گورے گاؤں کے گورے بابا نے بتائی تھیں۔ عمران سے اس قدر حیرت انگیز اور انوکھی باتیں سن کر ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں۔ وہ سب عمران کی جانب یوں دیکھ رہے تھے جیسے انہیں عمران کی کسی ایک بات پر بھی یقین نہ آ رہا ہو اور عمران انہیں کوئی ہوشربائی داستان سنا رہا ہو۔

''تو کیا ہمیں اسرائیلی ایجنٹوں کے ساتھ ساتھ کٹانگا دیوی اور اس کی شیطانی طاقتوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑے گا''...... ساری تفصیل سن کر جولیا نے پوچھا۔

''کٹانگا دیوی کی ہی نہیں ہمیں پروفیسر رونالڈ کی بھی شیطانی ذریات کا سامنا کرنا پڑے گا اس کا تعلق بھی شیطان سے ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''کیا جوزف کی غیر موجودگی میں ہمارا ماورائی طاقتوں سے لڑنا مشکل نہیں ہو جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''یہ حق اور باطل کی لڑائی ہے۔ اگر انسان حق پر ہو تو اسے کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی۔ ہمارے پاس روشنی کی طاقت ہے اور ہمارے پاس مقدس کلام ہے جو تاریکی کی اس دنیا کو چیر سکتا ہے اور ہمیں تمام مشکلوں سے نجات دلا سکتا ہے''...... عمران

نے جواب دیا۔

"لیکن آپ کٹانگا دیوی کو فنا کیسے کریں گے۔ کیا اس کا کوئی طریقہ جانتے ہیں آپ"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"جب وہ سامنے آئے گی تو دیکھا جائے گا۔ افریقہ کے جنگلوں میں ہمیں اور بھی بہت سے مرحلوں سے گزرنا ہے۔ کٹانگا دیوی اس وقت تک ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی جب تک ہم اسے اس کے مدفن سے باہر نہ نکال لیں گے۔ وہ بھی اس صورت میں کہ ہم اسے مدفن سے نکالنے کے بعد اس کا چہرہ اسے واپس نہیں دیں گے۔ افریقہ کے جنگلوں میں ہمیں خطرناک راستوں اور جنگلی حیات کا بھی سامنا کرنا پڑے گا اور پھر پروفیسر رونالڈ بھی ہمارا مخالف ہے جس کا تعلق ماورائی دنیا سے ہے لیکن افریقہ کے جنگلوں میں کٹانگا کی وجہ سے وہ ہمارے خلاف ماورائی طاقتیں استعمال نہیں کر سکے گا اس لئے اسے ہم سے روائتی انداز میں ہی مقابلہ کرنا پڑے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں افریقہ کے جنگلوں تک پہنچنے اور تاریک کنواں ڈھونڈنے میں کافی وقت لگ جائے گا کیا تب تک جوزف کنویں میں بے ہوشی کی حالت میں زندہ رہ سکے گا"...... تنویر نے پوچھا۔

"اسے کٹانگا نے بے ہوش کیا ہے۔ جس کی وجہ سے اسے نہ تو بھوک کا احساس ہو گا اور نہ پیاس کا اس کے علاوہ اسے حشرات الارض بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ اس لئے اس کی زندگی



اس وقت تک باقی رہے گی جب تک کہ کٹانگا خود جا کر اسے ہلاک نہ کر دے اور کٹانگا کو میرے پاس موجود اپنے چہرے سے مطلب ہے اس لئے وہ کسی بھی صورت میں جوزف کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرے گی"...... عمران نے جواب دیا۔

"تمہارے ہاتھ پر جو سیاہ بچھو بنایا گیا تھا۔ تم کہہ رہے تھے کہ اس سیاہ بچھو کے نشان کی وجہ سے ایک تو تمہیں مافوق الفطرت طاقتیں مل گئی تھیں اور دوسرا یہ کہ اس نشان کی وجہ سے کٹانگا دیوی تم پر نظر رکھے ہوئے تھی۔ اب جبکہ گورے بابا نے تمہارے ہاتھ سے سیاہ بچھو کا نشان ختم کر دیا ہے تو کیا اس کا علم کٹانگا دیوی کو نہیں ہو گا اور وہ یہ نہیں سمجھ جائے گی کہ تم افریقہ کے جنگلوں میں اسے اس کا چہرہ واپس کرنے نہیں بلکہ اسے نقصان پہنچانے آ رہے ہو"...... جولیا نے پوچھا۔

"نہیں۔ کٹانگا کو اس بات کا کبھی علم نہیں ہو گا کہ میرے ہاتھ سے اس کی طاقت کا نشان مٹا دیا گیا ہے۔ اس نے یہ نشان میری حفاظت کے لئے بنایا تھا یہ میری ہی صوابدید پر تھا کہ میں اس طاقت کا استعمال کروں یا نہ کروں۔ میں افریقہ کے گھنے جنگلات میں جاتے ہوئے اپنے دائیں ہاتھ پر ویسا ہی ایک سیاہ بچھو کا اسٹیکر لگا لوں گا جسے دیکھ کر کٹانگا یہی سمجھے گی کہ یہ وہی نشان ہے جو اس نے میرے ہاتھ پر بنایا تھا اس لئے وہ ہم پر حملہ کرنے یا ہماری چال سمجھنے میں ناکام رہے گی اور ہم اس تک پہنچ کر اسے ہمیشہ کے

لئے جہنم واصل کر دیں گے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب ہمیں افریقہ کب روانہ ہونا ہے''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''چیف اس سلسلے میں ہمارے لئے کاغذات بنوا رہے ہیں اور ہمارے سفر کا بندوبست کر رہے ہیں جیسے ہی سارا کام پورا ہو جائے گا ہم یہاں سے نکل جائیں گے''...... عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''افریقہ میں ہمیں اپنی حفاظت کے لئے اسلحہ اور ضرورت کا دوسرا سامان بھی چاہئے ہو گا۔ یہ سب ہمیں کہاں سے ملے گا''۔ تنویر نے پوچھا۔

''افریقہ کے ساحلی علاقے کیوگاس میں ہمارا ایک فارن ایجنٹ موجود ہے۔ چیف نے اس کی ڈیوٹی لگا دی ہے وہ وہاں ہمیں ہماری ضرورت کا سارا سامان مہیا کر دے گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر ہم افریقہ جانے کے لئے تیار ہیں۔ جوزف کی واپسی کے ساتھ ساتھ اگر انسانیت کی بھلائی کے لئے ہمیں پروفیسر رونالڈ اور اس کی شیطانی طاقتوں اور کٹانگا اور اس کی شیطانی طاقتوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑے گا تو ہم کریں گے۔ ہم اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹیں گے جب تک کہ ہم پروفیسر رونالڈ اور کٹانگا کو ختم نہیں کر دیتے''...... صفدر نے کہا۔



''تو پھر جا کر تم سب تیاری کرو۔ ہو سکتا ہے کہ چیف کی طرف سے ہمیں آج رات کا ہی گرین سگنل مل جائے اور ہمیں افریقہ جانے کے لئے آج رات کو ہی سفر کرنا پڑے''...... عمران نے کہا۔

''کیا اس مشن میں ہم پانچوں ہی جائیں گے۔ باقی ممبران نہیں جائیں گے''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس کام کے لئے ہم پانچ ہی کافی ہیں۔ زیادہ بھیڑ بھاڑ جمع کرنے سے نقصان کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے اس لئے جتنی نفری کم ہو گی اس سے ہمیں فائدہ ہو گا''...... عمران نے جواب دیا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران انہیں سنجیدگی سے کٹانگا اور پروفیسر رونالڈ کے بارے میں تفصیل بتانا شروع ہو گیا تا کہ سفر کے دوران انہیں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور وہ ان تمام مرحلوں سے بخیر و خوبی نکل جائیں۔

ماؤتانہ کے چہرے پر شدید پریشانی اور کوفت کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ وہ پرنسز راسکل کے دفتر میں موجود تھی اور میز کے سامنے نہایت بے چینی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہل رہی تھی۔

اس نے پروفیسر رونالڈ کے پاس سے واپس آ کر ایک بار پھر اپنی طاقتوں کے ذریعے عمران کا پتہ لگانے کی کوشش کی تھی لیکن اسے عمران کے بارے میں کچھ علم نہیں ہو سکا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے عمران اس کی پہنچ سے بہت دور چلا گیا ہو یا پھر وہ کسی ایسی جگہ جا کر چھپ گیا ہو جہاں ماؤتانہ اور اس کی شیطانی طاقتوں کا داخلہ ممکن نہ ہو۔

ماؤتانہ نے پرنسز راسکل کے گروپ کو بھی عمران کی تلاش میں شہر بھر میں دوڑا رکھا تھا لیکن تاحال ان کی جانب سے بھی کوئی حوصلہ افزا رپورٹ نہیں ملی تھی اور انہیں بھی شہر بھر میں عمران کہیں



دکھائی نہیں دیا تھا۔

جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا ماؤتانہ کی پریشانی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور وہ یہی سوچ رہی تھی کہ کہیں عمران کٹانگا دیوی کا چہرہ لے کر افریقہ کے جنگلوں کی طرف ہی نہ نکل گیا ہو جس کی وجہ سے وہ اسے پاکیشیا میں کہیں دستیاب نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے اپنی چند شیطانی طاقتوں کو افریقہ کے جنگلوں کے آس پاس بھی روانہ کیا تھا کہ وہ عمران کے بارے میں پتہ لگائیں کہ وہ کہاں ہے لیکن ان کی طرف سے بھی اسے یہی بتایا گیا تھا کہ عمران نہ تو افریقہ میں ہے اور نہ ہی وہ کسی ایسے راستے پر سفر کر رہا ہے جو افریقہ کے گھنے جنگلوں کی طرف جاتا ہو۔

عمران کا اس طرح غائب ہونا ماؤتانہ کو بے حد کھل رہا تھا۔ اسے اب پروفیسر رونالڈ کا انتظار تھا جو عمران تک پہنچانے کے لئے اسے شیطانی سیاہ ہنڈیا دینے والا تھا جس سے نہ صرف عمران کا پتہ چل جاتا بلکہ وہ اس سیاہ ہنڈیا کا شکار ہو کر بے ہوش ہو سکتا تھا اور پھر ماؤتانہ کا اس تک پہنچنا آسان ہو جاتا۔

اب ماؤتانہ، پرنسز راسکل کے آفس میں پروفیسر رونالڈ کی کال کی ہی منتظر تھی۔ پروفیسر رونالڈ کے لئے زماں و مکاں کی کوئی قید نہیں تھی وہ ماورائی دنیا میں اس حد تک آگے نکل چکا تھا کہ اسے دنیا کے کسی بھی حصے میں جانے کے لئے کسی بھی سواری کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی تھی وہ ایک جگہ سے غائب ہو کر آسانی سے

دوسری جگہ پہنچ جاتا تھا۔ اس کی طاقتیں چونکہ لامحدود تھیں اس لئے وہ اپنے ساتھ بے شمار افراد کو بھی غائب کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ آسانی سے پہنچا سکتا تھا۔ ماؤتانہ کو پروفیسر رونالڈ کا پیغام ملا تھا کہ وہ آج کسی بھی وقت سنگونا لے کر اس کے پاس آ سکتا ہے اس لئے ماؤتانہ بڑی بے صبری سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔

''کہاں رہ گئے ہو پروفیسر۔ تمہارے انتظار میں میری بے چینی بڑھتی جا رہی ہوں۔ جلدی آ جاؤ''...... ماؤتانہ نے ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے بڑے بے چین لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو وہ چونک پڑی اور مڑ کر دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔

''یس''...... ماؤتانہ نے اونچی آواز میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور پروفیسر رونالڈ مسکراتا ہوا اندر آ گیا۔ پروفیسر رونالڈ کو دیکھ کر ماؤتانہ کا چہرہ کھل اٹھا۔ پروفیسر رونالڈ کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کی ایک چھوٹی ہنڈیا تھا جس کے منہ پر اس نے سرخ کپڑا ڈال رکھا تھا اور یہ کپڑا ایک رسی سے ہنڈیا کے منہ پر بندھا ہوا تھا۔

''تم آ گئے پروفیسر۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی اور یہ سنگونا ہی ہے نا''...... ماؤتانہ نے پہلے پروفیسر اور پھر اس کے ہاتھ میں موجود سیاہ رنگ کی ہنڈیا کی جانب مسرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ سنگونا ہے جسے میں نے تمہارے کہنے پر خاص طور پر عمران کے لئے تیار کیا ہے۔ اس ہنڈیا کو بس یہاں سے چلانے کی



دیر ہے اس کے بعد یہ خود بخود ٹھیک اس جگہ پہنچ جائے گی جہاں عمران موجود ہو گا۔ عمران دنیا کے کسی بھی کونے میں ہو یا کسی بھی جگہ چھپا ہوا ہو یہ ہنڈیا اسے خود ہی ڈھونڈ لے گی اور اس کے سر پر پھٹ کر اسے طویل مدت کے لئے بے ہوش کر دے گی۔ میں نے اس ہنڈیا پر ایسا سحر کیا ہے جس کی وجہ سے عمران ایک بار بے ہوش ہو گیا تو پھر اسے کسی بھی صورت میں ہوش نہیں آ سکے گا۔ تم چونکہ شیطانی ذریت ہونے کی وجہ سے عمران سے زبردستی کٹانگا دیوی کا مسکاٹ حاصل نہیں کر سکو گی اس لئے میں نے تمہارے ساتھ جانے کا سوچا ہے۔ جیسے ہی عمران اس سیاہ ہنڈیا کا شکار ہو کر بے ہوش ہو گا میں تمہارے ساتھ وہاں پہنچ جاؤں گا جہاں عمران پڑا ہوا ہو گا۔ پھر میں عمران سے کٹانگا کا مسکاٹ چھین لوں گا اور عمران پر ایسا سحر پھونک دوں گا کہ تم اسے آسانی سے ہلاک کر سکو۔ عمران سے کٹانگا کا مسکاٹ حاصل کرنے کے بعد میں اسے کسی بھی صورت میں زندہ نہیں دیکھنا چاہتا۔ اس لئے تم اسے جس قدر جلد ہلاک کر دو گی میرے لئے اتنا ہی اچھا ہو گا''...... پروفیسر رونالڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے پروفیسر۔ تم جیسا مناسب سمجھو ویسا ہی کرو۔ میں تمہارے ہر حکم کی پابند ہوں''...... ماؤتانہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تو چلو۔ باہر چلو تاکہ میں سیاہ ہنڈیا کو چلا دوں اور یہ جا کر

عمران کے سر پر پھٹ جائے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''چلو''...... ماؤتانہ نے کہا۔

''ایسے نہیں۔ پہلے یہ دیکھ لو کہ اس عمارت میں تمہارے میرے سوا کوئی اور تو موجود نہیں ہے۔ سنگونا کو میں اسی صورت چلا سکتا ہوں جب اسے ہم دونوں کے سوا کوئی نہ دیکھے۔ اگر نے ہمیں سنگونا کو چلاتے ہوئے دیکھ لیا تو سیاہ ہنڈیا یہیں پھٹ جائے گی اور اس کے سحر کا ہم دونوں شکار بن جائیں گے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''اوہ۔ یہاں تو پرنسز راسکل کے گروپ کے افراد موجود ہیں۔ کیا میں ان سب کو یہاں سے نکال دوں''...... ماؤتانہ نے کہا۔

''ہاں۔ جاؤ۔ ان سب کو یہاں سے باہر بھیج دو اور پھر تم پوری عمارت کا جائزہ لو۔ اس عمارت کے کسی درخت پر ایک پرندہ تک موجود نہیں رہنا چاہئے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا تو ماؤتانہ نے اثبات میں سر ہلایا اور تیز تیز چلتی ہوئی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ واپس آ گئی۔

''میں نے پرنسز راسکل کے تمام ساتھیوں کو عمارت سے باہر بھیج دیا ہے پروفیسر۔ باہر لان میں درختوں پر چند پرندے بیٹھے ہوئے تھے میں نے انہیں بھی اُڑا دیا ہے۔ اس کے علاوہ لان میں جو حشرات الارض موجود تھے میں نے ان سب کو بھی ختم کر دیا ہے۔ اب ہم باہر جا کر آسانی سے سنگونا کو چلا سکتے ہیں''...... ماؤتانہ نے



کہا۔

''گڈ شو۔ آؤ۔ پھر یہ کام ابھی اور اسی وقت کر لیں تاکہ ہم جلد سے جلد عمران تک پہنچ سکیں''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا تو ماؤتانہ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے اور مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے باہر ایک لان میں آ گئے جہاں ایک چھوٹا سا گارڈن بنا ہوا تھا۔ گارڈن میں چند درخت بھی موجود تھے اور کناروں پر کیاری بھی بنی ہوئی تھی جہاں مختلف اقسام کے بیل بوٹے تھے۔

باہر مکمل طور پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ پروفیسر رونالڈ اور ماؤتانہ لان کے عین وسط میں آ کر کھڑے ہو گئے۔

پروفیسر رونالڈ غور سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ چند لمحے وہ چاروں طرف دیکھتا رہا پھر اس نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی سیاہ ہنڈیا نیچے رکھی اور پھر اس نے جیب سے ایک باریک دھار والا خنجر نکال کر بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانا شروع ہو گیا۔ چند لمحے تک وہ اسی طرح سے تیز تیز ہونٹ ہلاتا رہا پھر وہ آنکھیں کھولے بغیر جھکا اور اس نے خنجر کی نوک سے سیاہ ہنڈیا کے گرد ایک حصار سا بنانا شروع کر دیا۔ آنکھیں بند ہونے کے باوجود اس نے نہایت صفائی سے ہنڈیا کے گرد ایک حصار کھینچ دیا تھا۔ حصار بنا کر وہ ایک بار پھر سیدھا ہوا اور پھر منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع ہو گیا۔

کچھ دیر تک وہ اسی طرح سے پڑھتا رہا پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں خون کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔ پروفیسر رونالڈ نے اپنا دایاں ہاتھ اوپر اٹھایا اور پھر اس نے خنجر ہاتھ اٹھا کر زور سے اپنی دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مار دیا۔ اس ہاتھ پر کٹ لگا اور تیزی سے خون بہنا شروع ہو گیا۔ جیسے پروفیسر رونالڈ کے ہاتھ سے خون نکلا اس نے اپنا ہاتھ دائرے میں رکھی ہوئی سیاہ ہنڈیا کے اوپر کر دیا۔ اس کے ہاتھ سے خون نکل کر ہنڈیا کے منہ پر بندھے ہوئے سرخ کپڑے پر گرنا شروع ہو گیا۔ جیسے ہی سیاہ ہنڈیا پر خون گرنا شروع ہوا ہنڈیا کے نیچے ہلکی ہلکی دھول سی اُڑتی ہوئی دکھائی دی اور ساتھ ہی زوں زوں کی آوازیں آنے لگیں۔ پھر اچانک ہنڈیا خود بخود زمین سے قدرے اوپر اٹھی اور اس نے آہستہ آہستہ اینٹی کلاک انداز میں گھومنا شروع کر دیا۔ پروفیسر رونالڈ کپڑے پر مسلسل خون گرا رہا تھا۔ جیسے جیسے خون گر رہا تھا ہنڈیا کے گھومنے کی رفتار تیز ہوتی جا رہی تھی اور زوں زوں کی آوازوں میں بھی اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ چند لمحوں تک پروفیسر رونالڈ ہنڈیا کے منہ پر موجود سرخ کپڑے پر خون گراتا رہا پھر اس نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا جیسے ہی اس نے ہاتھ ہٹایا اسی لمحے تیزی سے گھومتی ہوئی ہنڈیا اوپر اٹھی اور نہایت تیزی سے بلندی کی جانب بڑھتی چلی گئی۔

ہنڈیا کے ساتھ ساتھ پروفیسر رونالڈ کے ہاتھ بھی اوپر اٹھتے جا



رہے تھے۔ ہنڈیا جب چار فٹ تک بلند ہو گئی تو پروفیسر رونالڈ نے اپنے ہاتھ روک لئے۔ اس کے ہاتھ رکتے ہی ہنڈیا بھی ہوا میں معلق ہو گئی البتہ وہ تیزی سے گھوم رہی تھی۔

"جاؤ سنگونا۔ جاؤ اور جا کر پاکیشیا کے عمران کو تلاش کر کے اس کے سر پر پھٹ کر اسے روشنی کی دنیا سے نکال کر اندھیروں اور پستی کی دنیا میں لے جاؤ۔ جاؤ"...... پروفیسر رونالڈ نے چیختے ہوئے کہا سیاہ ہنڈیا کے گھومنے کی رفتار اور تیز ہو گئی اور وہ زوں زوں کی آوازیں نکالتی ہوئی انتہائی تیزی سے شمال کی جانب اُڑتی چلی گئی۔

"جاؤ۔ ماؤ تانہ سنگونا کے پیچھے جاؤ اور جیسے ہی سنگونا عمران پر گرے تم عمران کے گرد سیاہ حلقہ بنا دینا تاکہ کوئی اور اس کی مدد نہ کر سکے۔ جیسے ہی تم عمران کے گرد سیاہ حلقہ بناؤ گی میں فوراً وہاں پہنچ جاؤں گا اور عمران سے بلیک ماسک چھین لوں گا جس میں کٹانگا مسکاٹ موجود ہے"...... پروفیسر رونالڈ نے ہنڈیا کو شمال کی جانب جاتے دیکھ کر ماؤ تانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوکے پروفیسر۔ میں جا رہی ہوں"...... ماؤ تانہ نے کہا۔ اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا تو اچانک اس کے گرد دھواں سا پھیلتا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ دھویں میں مکمل طور پر چھپ گئی اور پھر دھواں ہوا میں تحلیل ہوتا چلا گیا۔ دھویں کے تحلیل ہوتے ہی ماؤ تانہ وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔

سیاہ ہنڈیا کو جاتے اور ماؤ تانہ کو غائب ہوتے دیکھ کر پروفیسر رونالڈ نے قدم بڑھائے اور ٹھیک اس دائرے کے اندر آ کر کھڑا ہو گیا جسے اس نے ایک خنجر کی نوک سے سیاہ ہنڈیا کے گرد بنایا تھا دائرے میں آتے ہی اس نے آنکھیں بند کیں اور ایک بار پھر منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ کچھ پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر شیطانیت کی سیاہی پھیلتی جا رہی تھی اور اس کے چہرے کے عضلات پھڑکنا شروع ہو گئے تھے۔

عمران نے افریقہ کے ساحلی علاقے کیوگاس جانے کے لئے ایک طیارہ چارٹرڈ کرا لیا تھا۔ اس طیارے میں اس نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے استعمال میں آنے والا ضروری سامان بھی رکھوا لیا تھا۔ باقی سامان انہیں کیوگاس میں ایک فارن ایجنٹ مہیا کرنے والا تھا جو ان کا کیوگاس میں اپنی ٹیم کے ساتھ انتظار کر رہا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی ایک کار میں سوار ایئر پورٹ کی جانب بڑھے جا رہے تھے۔ ان کا طیارہ کیوگاس جانے کے لئے تیار تھا۔ عمران نے کال کر کے انہیں ایک جگہ بلا لیا تھا اور پھر وہ ایک ہی کار میں سوار ہو کر ایئر پورٹ کی جانب روانہ ہو گئے تھے۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔ اس کی سائیڈ سیٹ پر جولیا تھی جبکہ تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

''چیف نے یہ اچھا کیا ہے کہ ہمارے لئے کیوگاس تک کے

لئے طیارہ چارٹرڈ کرا لیا ہے ورنہ ہمیں کیوگاس تک پہنچنے کے لئے مختلف ممالک کا سفر کرنا پڑتا اور بار بار فلائٹس بدلنی پڑتیں''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ گو یہ طیارہ بھی فیول اور فٹنس چیکنگ کے لئے مختلف ممالک میں ضرور لینڈ کرے گا لیکن ہمیں بار بار فلائٹس بدلنے کی زحمت نہ ہو اور ہم اس طیارے کے ذریعے ڈائریکٹ کیوگاس پہنچ جائیں گے جس سے ہمارا خاصا وقت برباد ہونے سے بچ جائے گا''۔ صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''چارٹرڈ طیارے سے جانے کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ ہم اس طیارے میں اپنی مرضی کا سامان لے جا سکتے ہیں۔ ورنہ عام فلائٹس میں تو ہم اپنے ساتھ ایک معمولی سا خنجر بھی نہیں لے جا سکتے تھے''...... تنویر نے کہا۔

''تم جیسے انسان کے پاس خنجر تو کیا ایک چھوٹی سی سوئی بھی نہیں ہونی چاہئے۔ کیا معلوم تم کسے کب سوئی چبھو کر ہی ہلاک کر دو''...... عمران نے کہا تو ان سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں آ گئیں۔

''میں اتنا بھی سخت دل نہیں ہوں کہ بلا وجہ دوسروں کو سوئیاں چبھو کر یا خنجر مار کر ہلاک کرتا پھروں''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''سخت دل نہیں مگر سنگ دل تو ہو۔ یہ تو مانتے ہو نا تم''۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

''سخت دل اور سنگ دل ہونے میں کیا فرق ہے۔ اور تمہیں



کس نے کہہ دیا کہ میں سنگ دل ہوں''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کہا تو کسی نے نہیں ہے لیکن تم جب بھی مجھ سے بات کرتے ہو تو غصہ ہر وقت تمہاری ناک پر دھرا رہتا ہے۔ تم نہ صرف مجھ سے روکھے انداز میں بات کرتے ہو بلکہ تمہارا بس چلے تو تم مجھے سچ مچ شوٹ کر دو۔ مجھے بلا وجہ شوٹ کرنے کا خیال سنگدلی نہیں ہے تو اور کیا ہے''۔ عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا۔

''مجھے تمہاری فضول باتوں پر غصہ آتا ہے۔ تم نہ موقع دیکھتے ہو اور نہ محل بس بے تکی ہانکنا شروع کر دیتے ہو۔ بعض اوقات تو تمہاری باتوں سے مجھے اس قدر شدید غصہ آ جاتا ہے کہ واقعی تمہیں شوٹ کر دینے کو دل چاہتا ہے۔ مگر میں خود پر جیسے تیسے قابو پا ہی لیتا ہوں''...... تنویر نے اس بار حسبِ خلاف مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکر ہے کہ تم خود پر قابو پا لیتے ہو ورنہ نجانے کتنی بار تمہاری ہونے والی بھابھی کا سہاگ اجڑ چکا ہوتا۔ کیوں جولیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''شکر ہے اس بار آپ کے مذاق کرنے کا انداز تو بدلا ورنہ آپ تو تنویر کو مس جولیا کا بھائی بنا کر اسے واقعی ہر وقت غصہ دلا دیتے تھے''...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا تو تنویر اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

''ضروری نہیں کہ میں اس سے ہر وقت ایک ہی بات منواتا

رہوں۔ اسے اگر جولیا کا بھائی بننے میں اعتراض ہے تو یہ میرا تو بھائی بن ہی سکتا ہے نا''...... عمران نے کہا تو تنویر کا چہرہ کھل اٹھا۔ عمران نے پہلی بار اسے جولیا کی بجائے اپنا بھائی بنانے کی بات کی تھی۔

''ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں تمہارا بھائی بننے کو تیار ہوں آج سے تم میرے بڑے بھائی۔ اب خوش''...... تنویر نے سوچے سمجھے بغیر تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں بہت زیادہ خوش۔ اب میں جس سے بھی شادی کروں گا تم اسے اپنی بھابھی تسلیم کرنے سے انکار تو نہیں کرو گے نا''۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''کیا مطلب''...... تنویر نے جیسے اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

''مطلب میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو۔ میں تمہارا بڑا بھائی ہوں اور میری جب بھی شادی ہو گی تو میری ہونے والی بیوی ظاہر ہے تمہاری بھابھی ہی ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''کس سے شادی کرو گے تم''...... تنویر نے اسے تیکھی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات کا مطلب سمجھ کر جولیا اور اس کے باقی ساتھی مسکرا رہے تھے۔

''چھوٹے بھائی جان جو بھی ہو گی ضروری تو نہیں کہ وہ جولیا ہی



ہو''۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جس سے بھی شادی کرو گے میں اسے اپنی بھابھی تسلیم کرلوں گا''...... تنویر نے کہا۔

''مبارک ہو جولیا۔ اب ہمارے راستے میں کسی ظالم سماج کی دیوار نہیں ہے۔ اس مشن سے واپس آتے ہی ہم تنویر کی خواہش کا احترام کریں گے''...... عمران نے کہا تو تنویر غرا کر رہ گیا۔

''کوئی حال نہیں ہے عمران صاحب آپ کا۔ آپ کسی نہ کسی طرح سے تنویر کو اپنی باتوں کے جال میں لپیٹ ہی لیتے ہیں''۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کیا کروں۔ یہ میرا چھوٹا بھائی جو ٹھہرا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ تنویر برے برے منہ بنانا شروع ہو گیا۔

عمران ایئر پورٹ جانے کے لئے لانگ روٹ کی بجائے شارٹ روٹ پر جا رہا تھا۔ یہ روٹ ایک نواحی علاقے میں موجود ایک جنگل سے گزرتا تھا۔ عمران جنگل میں بنی ہوئی ایک سڑک پر کار دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ ابھی وہ جنگل کے وسط میں ہی پہنچے تھے کہ اچانک کار نے زور زور سے جھٹکے کھانے شروع کر دیئے۔

''ارے۔ یہ کیا۔ یہ کار اس قدر جھٹکے کیوں کھا رہی ہے''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے فیول بتانے والے میٹر پر نظر ڈالی تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں شدید حیرت کے تاثرات

ابھر آئے کہ میٹر کے مطابق کار کا فیول ٹینک خالی تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ابھی آتے ہوئے راستے سے ہم نے کار کی ٹینکی فل کرائی تھی۔ پھر اتنی جلدی فیول کیسے ختم ہو گیا"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو وہ سب بھی چونک کر فیول شو کرنے والے میٹر کی جانب دیکھنے لگے جس کے مطابق کار کی ٹینکی فیول سے مکمل طور پر خالی ہو چکی تھی۔

"ہاں واقعی۔ ہم نے ابھی اتنا بھی سفر نہیں کیا ہے کہ اتنی جلدی کار کا پٹرول ختم ہو جائے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کار بار بار جھٹکے کھا رہی تھی اور پھر کچھ دور جانے کے بعد کار کا انجن بند ہوتا چلا گیا۔ عمران نے چلتی کار کو بار بار سٹارٹ کرنے کی کوشش کی لیکن کار کا انجن ہر بار غرا کر خاموش ہو جاتا تھا۔ آخر کچھ دور جا کر عمران کو مجبوراً کار روکنی پڑی۔ کار سڑک کے بیچوں بیچ رک گئی تھی۔ اس سڑک کے دونوں جانب گھنے درختوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا جہاں ان کے سوا کوئی ذی روح موجود نہیں تھی۔

"کہیں کار کا فیول لیک تو نہیں ہو گیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر کار سے باہر آ گیا۔ اس نے کار کے پیچھے دیکھا لیکن وہاں بہتے ہوئے پٹرول کا کوئی نشان موجود نہیں تھا۔ وہ سب بھی کار سے باہر آ گئے۔ صفدر نے جھک کر کار کی ٹینکی کے نیچے جھانک کر دیکھا لیکن ٹینکی میں کوئی لیکج نہیں تھی۔



"پٹرول لیک نہیں ہوا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تو پھر ٹینکی خالی کیسے ہو گئی ہے۔ فل ٹینکی سے تو ہم آنے جانے کا سفر کر سکتے تھے لیکن اب ٹینکی یوں خالی ہو گئی ہے جیسے اس میں ہم نے پٹرول نام کی کوئی چیز ڈلوائی ہی نہیں تھی"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے ہیں کہ پٹرول پمپ سے ہماری کار کی ٹینکی میں پٹرول ڈالا ہی نہیں گیا تھا۔ جب پمپ سے پٹرول ڈالا جا رہا تھا تو میٹر کے مطابق ٹینکی فل ہو چکی تھی"...... جولیا نے کہا۔

"اب کیا کریں۔ ایئر پورٹ یہاں سے چار میل دور ہے۔ کار میں پٹرول نہیں ہے اور اس طرف کسی اور گاڑی کے آنے کا بھی کوئی امکان نہیں ہے۔ کیا ہمیں ایئر پورٹ تک جانے کا باقی سفر پیدل ہی طے کرنا پڑے گا"...... جولیا نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ اب ہم کار کو دھکا دے کر تو ایئر پورٹ تک نہیں لے جا سکتے ہیں۔ ایئر پورٹ پر ہمارا جانا ضروری ہے، کار کا نہیں"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"ہونہہ۔ کار کا پٹرول اب ہی ختم ہونا تھا"...... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اچانک انہیں جنگل میں کسی کے دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سن کر وہ بری طرح سے
چونک پڑے۔ انہیں یہ آوازیں دائیں طرف سے آتی ہوئی محسوس
ہو رہی تھیں۔ پھر اچانک انہوں نے درختوں کے بیچ میں سے ایک
بوڑھے آدمی کو دوڑ کر اس طرف آتے دیکھا۔ اس بوڑھے نے سفید
رنگ کا لباس پہن رکھا تھا اور وہ شکل و صورت سے کوئی بھکاری
معلوم ہو رہا تھا۔ بوڑھے کی داڑھی مونچھیں بے حد بڑھی ہوئی تھیں
اور اس کے سر پر ایک پرانا سا عمامہ دکھائی دے رہا تھا۔

وہ بدحواسی کے عالم میں بھاگتا ہوا آ رہا تھا۔ عمران اور اس کے
ساتھی حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بوڑھا اس تیزی
سے بھاگ رہا تھا جیسے اس کے پیچھے موت لگی ہوئی ہو اور وہ اس
سے بچنے کے لئے بے تحاشہ بھاگ رہا ہو۔ بوڑھے کی نظر ان پر
پڑی تو وہ بھاگتا ہوا ان کی طرف آ گیا۔

''کیا بات ہے بابا۔ آپ اس قدر بدحواسی کے عالم میں کیوں
بھاگ رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے''...... صفدر نے آگے بڑھ کر اس
بوڑھے سے مخاطب ہو کر ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔ بوڑھے کے
چہرے پر شدید پریشانی اور خوف کے تاثرات نمایاں تھے وہ بار بار
سر اٹھا کر درختوں کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے وہ جنگل میں درختوں
کے اوپر موجود کسی اُڑتی ہوئی چیز سے خوفزدہ ہو کر بھاگ رہا ہو۔

''وہ وہ آ رہا ہے۔ اس سے بچو''...... بوڑھے نے اسی طرح
درختوں کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔



''کون آ رہا ہے۔ کس کی بات کر رہے ہیں آپ''...... عمران
نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''تم۔ تم عمران ہو نا''...... بوڑھے نے عمران کی جانب غور سے
یکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کے منہ سے اپنا نام سن کر عمران بے
ختیار چونک پڑا۔ باقی سب بھی بوڑھے کے منہ سے عمران کا نام
ن کر چونک پڑے تھے۔

''ہاں۔ میں عمران ہوں۔ مگر آپ''...... عمران نے حیرت زدہ
جے میں کہا۔

''میرا نام عبدالرحیم ہے۔ مجھے تمہارے پاس گورے بابا نے بھیجا
ہے''...... بوڑھے نے کہا اور گورے بابا کا سن کر عمران ایک بار پھر
نک پڑا۔

''گورے بابا نے۔ اوہ۔ کیا کہا ہے انہوں نے اور آپ ہمیں
ں سے بچنے کا کہہ رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ایک شیطان کے چیلے نے تم سے کٹانگا کا چہرہ حاصل کرنے
لئے تمہارے لئے سنگونا تیار کیا ہے اور اس نے تمہیں نقصان
نے کے لئے سنگونا چھوڑ بھی دیا ہے جو کسی بھی وقت تمہارے
پر آ کر پھٹ سکتا ہے اور اگر وہ تمہارے سر پر پھٹ گیا تو پھر تم
انوں کے جال میں بری طرح سے پھنس جاؤ گے جس سے نکلنے
لئے تمہارے پاس کوئی راستہ نہیں رہے گا اور تمہارے ساتھی بھی
ری کوئی مدد نہیں کر سکیں گے اس لئے سنگونا سے بچنے کے لئے

جو کر سکتے ہو کر لو''...... بوڑھے نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا ا
بات سن کر عمران کے چہرے پر ٹھوس چٹانوں جیسی سنجیدگی
تھی۔ جولیا اور باقی سب بھی حیرت سے بوڑھے کی جانب
رہے تھے جیسے انہیں اس کی کسی بھی بات کا مطلب سمجھ میں نہ
ہو۔

''سنگونا سے آپ کی مراد، کالے شیطان کی سیاہ ہنڈیا ہے
میں غلاظت ڈال کر کسی انسان پر اس کا وار کر کے اسے نقصا
پہنچایا جاتا ہے''......عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ہاں۔ سیاہ ہنڈیا۔ تمہارا شکار کرنے کے لئے سیاہ ہنڈیا چلا
گئی ہے۔ وہ کبھی بھی یہاں آ سکتی ہے۔ اس سے بچ سکتے ہو تو
جاؤ''...... بوڑھے نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس ۔
مزید کچھ پوچھتا بوڑھا تیزی سے مڑا اور جس تیزی سے وہ بھا
ہوا اس طرف آیا تھا اسی تیزی سے وہ پلٹ کر بھاگتا چلا گیا۔

''ارے ارے۔ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ میری بات
سنیں''...... بوڑھے کو بھاگتے دیکھ کر عمران تیزی سے بوڑھے کے
پیچھے لپکا لیکن بوڑھے کے بھاگنے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ عمرا
جیسا انسان بھی اس کی گرد نہ پا سکا تھا۔ بوڑھا تیزی سے بھاگتا ہ
درختوں کے پیچھے چلا گیا تھا اور غائب ہو گیا تھا۔ بوڑھے کو درختوں
کے پیچھے غائب ہوتے دیکھ کر عمران وہیں رک گیا۔ اس کے
چہرے پر شدید پریشانی لہرا رہی تھی۔ وہ کچھ دیر درختوں کے پاس



کھڑا اس طرف دیکھتا رہا جہاں بوڑھا غائب ہوا تھا پھر وہ مڑا اور
واپس اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا۔

''یہ کیا ماجرا ہے عمران صاحب۔ کون تھا یہ بوڑھا اور کس سنگونا
یا سیاہ ہنڈیا کی بات کر رہا تھا''......صفدر نے عمران کو نزدیک آتے
دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''گورے۔ گاؤں کے گورے بابا نے اسے میرے پاس بھیجا تھا۔
یہ مجھے ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کرنے آیا تھا۔ مجھ سے
کٹانگا کا چہرہ حاصل کرنے کے لئے ایک شیطانی وار کیا گیا ہے جو
ایک سیاہ ہنڈیا کے ذریعے کیا جا رہا ہے۔ اس شیطانی وار کو سنگونا کہا
جاتا ہے۔ سنگونا کے تحت سیاہ رنگ کی ہنڈیا پر سحر کر کے زمانے بھر
کی غلاظت بھر دی جاتی ہے اور اس ہنڈیا میں ایک تصویر رکھ دی
جاتی ہے۔ ہنڈیا میں جس کی تصویر ڈالی جاتی ہے۔ اس تصویر کی وجہ
سے ہنڈیا دنیا کے کسی بھی حصے سے اُڑتی ہوئی آتی ہے اور ٹھیک
اسی انسان کے سر پر پھٹ جاتی ہے جس کے لئے اسے تیار کیا گیا
ہے۔ اس ہنڈیا کے پھٹتے ہی ہنڈیا میں موجود غلاظت اس انسان پر
گر جاتی ہے جس سے وہ انسان یا تو ہلاک ہو جاتا ہے یا پھر اس پر
شیطانی طاقتیں اس قدر خوفناک انداز میں غالب آ جاتی ہیں جن
سے بچنے کا کوئی بھی راستہ باقی نہیں رہتا اور شیطانی طاقتیں اسے
اپنے قابو میں کر کے ہمیشہ کے لئے اسے رذیل دنیا میں لے جاتی
ہیں''......عمران نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن یہ وار آپ پر کیا کس نے ہے۔ بوڑھا کہہ رہا تھا
کہ کسی شیطان کے چیلے نے آپ کے لئے سنگونا تیار کیا ہے۔
ہے وہ چیلا"...... کیپٹن شکیل نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔
"پروفیسر رونالڈ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ سنگونا یا سیاہ
کوئی انسان ہی تیار کر سکتا ہے اور اس وقت کٹانگا کے ساتھ
واسطہ اسرائیلی ایجنسی کے وچ ڈاکٹر پروفیسر رونالڈ سے ہی ہے
اپنے مفاد کے لئے مجھ سے کٹانگا کا چہرہ حاصل کرنا چاہتا ہے"
عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔
"بوڑھا بتا رہا تھا کہ سنگونا کا تم پر وار کر دیا گیا ہے اور وہ
کسی بھی وقت تم پر آ کر پڑ سکتا ہے۔ تم اس سے اب کیسے بچو
گے"...... جولیا نے بھی پریشانی کے عالم میں کہا۔
"کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔ اگر وہ سیاہ ہنڈیا واقعی میرے
سر پر آ کر پھٹ گئی تو پھر میرا بچنا مشکل ہو جائے گا"...... عمران
نے اسی انداز میں کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر وہ تیزی سے کار کی
جانب لپکا۔
"کار کی ڈگی کھولو اور اس میں موجود اسلحہ نکالو۔ جلدی"۔ عمران
نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب تیزی سے کار کی جانب آ گئے۔
صفدر نے کار کی ڈگی کھولی اور اس میں رکھا ہوا ایک بیگ نکال لیا۔
اس نے بیگ کھولا تو عمران نے آگے بڑھ کر اس میں سے
ایک منی میزائل گن نکال لی۔



"تم سب بھی بیگ سے مشین پسٹل نکالو اور انہیں لے کر مختلف
درختوں پر چڑھ جاؤ۔ چاروں طرف نظر رکھنا۔ جس طرف سے بھی
تمہیں سیاہ رنگ کی کوئی ہنڈیا اڑتی ہوئی اس طرف آتی دکھائی
دے اسے فوراً نشانہ بنا دینا۔ اس سیاہ ہنڈیا کو کسی بھی صورت میں
میرے نزدیک نہیں آنا چاہئے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو
ان سب نے فوراً بیگ سے مشین پسٹل نکالے اور تیزی سے دائیں
بائیں موجود درختوں کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ عمران درختوں کی
طرف جانے کی بجائے بیچ سڑک پر ہی کھڑا ہو گیا تھا۔ منی میزائل
گن لئے وہ انتہائی چوکنے انداز میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔
جولیا اور صفدر دائیں کنارے کے درختوں پر چڑھ گئے تھے جبکہ
کیپٹن شکیل اور تنویر بائیں کنارے کے درختوں پر چڑھ گئے تھے
اور وہ انتہائی چوکنی نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔
عمران منی میزائل گن ہاتھ میں لئے معوذتین اور آیت الکرسی کا
ورد کرنا شروع ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر شروع شروع میں
پریشانی کے تاثرات تھے لیکن جیسے جیسے وہ ورد کرتا جا رہا تھا اس کا
دل مطمئن ہوتا جا رہا تھا اور اس کے چہرے پر سکون آتا جا رہا تھا۔
اسی لمحے تنویر اور کیپٹن شکیل نے بائیں طرف سے ایک سیاہ نقطے
کو تیزی سے گھومتے ہوئے اس طرف آتے دیکھا۔
"یہ کیا ہے"...... تنویر نے سیاہ نقطے کی جانب دیکھتے ہوئے
پوچھا۔

"شاید یہی سیاہ ہنڈیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ سیاہ
کافی فاصلے پر تھا۔ اس کی بلندی زیادہ نہیں تھی اس لئے وہ گھومتا
تیزی سے اس طرف آتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ کچھ ہی دیر
انہیں سرخ رنگ کے ایک کپڑے میں لپٹی ہوئی ہنڈیا دکھائی دی۔

"یہ سیاہ ہنڈیا ہے"...... تنویر نے چیخ کر کہا تو اس کی آواز
کر نیچے موجود نہ صرف عمران بلکہ بائیں طرف درختوں پر چڑھے
ہوئے صفدر اور جولیا بھی چونک پڑے۔ انہوں نے سر گھما کر دیکھا
تو انہیں بھی دور سیاہ رنگ کی ایک ہنڈیا جس کے منہ پر سرخ رنگ
کا کپڑا بندھا ہوا تھا تیزی سے گھومتی ہوئی اس طرف آتی ہوئی
دکھائی دی۔

"سیاہ ہنڈیا اس طرف آ رہی ہے عمران"...... جولیا نے چیختے
ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ تیزی سے درخت سے نیچے اترنا شروع
ہو گئی۔ اسے درخت سے اترتے دیکھ کر صفدر بھی تیزی سے درخت
سے نیچے اترنا شروع ہو گیا۔

کیپٹن شکیل اور تنویر کی نظریں سیاہ رنگ کی ہنڈیا پر ہی جمی ہوئی
تھیں جو تیزی سے درختوں کے اوپر سے ہوتی ہوئی اسی طرف آ
رہی تھی۔

"تیار رہو۔ جیسے ہی ہنڈیا قریب آئے گی ہم اس پر فوراً فائرنگ
کر دیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں تیار ہوں"...... تنویر نے کہا۔ چند ہی لمحوں میں انہیں سیاہ



ڈیا زوں زوں کی آواز کے ساتھ اپنے سروں سے گزرتی ہوئی
ھائی دی تو ان دونوں نے سیاہ ہنڈیا کا نشانہ لے کر اس پر فائرنگ
رنی شروع کر دی لیکن یہ دیکھ کر ان دونوں کی پریشانی کی حد نہ
ی کہ رینج میں ہونے کے باوجود وہ ہنڈیا کو نشانہ نہیں بنا پا رہے
ے۔ ان کی چلائی ہوئی گولیاں سیاہ ہنڈیا کے اردگرد سے گزر رہی
یں۔ تنویر اور کیپٹن شکیل نے سیاہ ہنڈیا کو نشانہ بنانے کے لئے
نین پسٹلز کے میگزین خالی کر دیئے لیکن وہ ہنڈیا کو ایک بھی گولی
ہیں مار سکے تھے۔ سیاہ ہنڈیا تیزی سے گھومتی ہوئی اور زوں زوں
ی آوازیں نکالتی ہوئی ان کے سروں کے اوپر سے گزرتی ہوئی
یک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

جولیا اور صفدر درختوں سے اتر کر بھاگتے ہوئے سڑک پر آ گئے
ے۔ عمران کے ساتھ ساتھ انہیں بھی درختوں کے اوپر سے گھوم کر
تی ہوئی سیاہ ہنڈیا اب آسانی سے دکھائی دینے لگی تھی۔ وہ دونوں
اگتے ہوئے عمران کے نزدیک آ گئے۔ اور سر اٹھا کر سیاہ ہنڈیا کی
نب دیکھنے لگے جو قدرے عمودی انداز میں نیچے آ رہی تھی۔ اس
رخ عمران کی جانب تھا۔ ان تینوں نے بھی کیپٹن شکیل اور تنویر
ے نشانے خطا جاتے دیکھ لئے تھے۔

سیاہ ہنڈیا کو کیپٹن شکیل اور تنویر کی فائرنگ سے بچتے دیکھ کر صفدر
ر جولیا عمران کے دائیں بائیں آ گئے اور انہوں نے مشین پسٹلز کا
خ سیاہ ہنڈیا کی جانب کر لیا اور پھر جیسے ہی سیاہ ہنڈیا ان کی رینج

میں آئی ان دونوں نے ایک ساتھ سیاہ ہنڈیا پر فائرنگ کرنی
کر دی۔ لیکن ان کی چلائی ہوئی گولیاں بھی ہنڈیا کے ارد گر
گزر رہی تھیں۔

"پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس ہنڈیا پر فائرنگ سے کچھ اثر نہیں
گا"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے منی می
گن والا ہاتھ اوپر کیا اور اس نے میزائل گن کا بٹن پریس کر
بٹن پریس ہوتے ہی گن سے ایک سگار جیسا میزائل نکلا اور آ
کے شعلے برساتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے سیاہ ہنڈیا کی جانب بڑ
چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ میزائل ہنڈیا سے ٹکراتا اچانک سیاہ ہن
بجلی کی سی تیزی اور ایک جھٹکے سے دائیں طرف ہو گئی جیسے ا
ہنڈیا نے میزائل کو اپنی طرف آتے دیکھ لیا ہو۔ اچانک ایک طرف
ہٹنے کی وجہ سے میزائل ٹھیک سیاہ ہنڈیا کے نزدیک سے گزرتا چلا
گیا۔ سیاہ ہنڈیا نے خود کو جیسے میزائل سے بچا لیا تھا۔ میزائل بلندی
پر گیا اور زور دار دھماکے سے پھٹ گیا۔ فضا میں آگ کا ایک
طوفان سا اٹھا اور شعلے نیچے گرتے دکھائی دینے لگے۔ اپنا نشانہ خطا
جاتے دیکھ کر عمران نے سیاہ ہنڈیا کا نشانہ لے کر یکے بعد دیگر
میزائل گن سے میزائل برسانے شروع کر دیئے۔ گن سے ایک کے
بعد ایک، چار میزائل نکلے اور سیاہ ہنڈیا کی جانب بڑھتے چلے گئے۔
لیکن سیاہ ہنڈیا جھٹکے کھا کر تیزی سے دائیں بائیں ہٹ جاتی تھی۔

"یہ کیا۔ یہ ہنڈیا تو ہمارے نشانے کی زد میں ہی نہیں آ رہی



ہے"...... جولیا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ ہنڈیا گھومتی ہوئی
اب تیزی سے نیچے آ رہی تھی۔

"تم دونوں پیچھے ہٹ جاؤ جلدی"...... عمران نے تیز لہجے میں
کہا تو جولیا اور صفدر تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ عمران کی
نظریں بدستور سیاہ ہنڈیا پر جمی ہوئی تھیں جو عمودی انداز میں اسی کی
جانب بڑھی آ رہی تھی۔

عمران چند لمحے اپنی جگہ کھڑا غور سے سیاہ ہنڈیا کو دیکھتا رہا پھر
جیسے ہی سیاہ ہنڈیا اس کے قریب پہنچی عمران نے ایک لمبی چھلانگ
لگائی اور تیزی سے سامنے سڑک پر بھاگتا چلا گیا۔ سیاہ ہنڈیا جس
کی رفتار عمران کی طرف بڑھتے ہوئے قدرے کم ہو گئی تھی عمران کو
اس طرح بھاگتے دیکھ کر اسے ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ بجلی کی سی
تیزی سے عمران کے پیچھے لپکی۔ عمران چھلانگیں لگاتا ہوا سڑک پر
بھاگا چلا جا رہا تھا۔ سیاہ ہنڈیا تیزی سے اس کے پیچھے آ رہی تھی۔
عمران کی میزائل گن میں چھ میزائل تھے جن میں سے عمران پانچ
میزائل سیاہ ہنڈیا کا نشانہ لیتے ہوئے ضائع کر چکا تھا۔ اب چونکہ
کسی بھی لمحے سیاہ ہنڈیا اس کے سر پر آ کر پھٹ سکتی تھی اس لئے
عمران نے وہاں رکنا مناسب نہ سمجھتے ہوئے بھاگنا شروع کر دیا
تھا۔ بھاگتے ہوئے بھی اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا وہ ہر
حال میں خود کو اس شیطانی سیاہ ہنڈیا سے بچانا چاہتا تھا۔

سیاہ ہنڈیا کو اپنے پیچھے آتے دیکھ کر عمران نے سڑک پر زگ

زیگ انداز میں بھاگنا شروع کر دیا۔ ہنڈیا بھی جھپٹنے والے انداز میں اس کے نزدیک جانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن عمران اس تیزی سے بھاگا جا رہا تھا کہ سیاہ ہنڈیا کسی بھی طرح اس کے سر کے پاس نہیں پہنچ پا رہی تھی۔

بھاگتے بھاگتے عمران نے ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور دائیں طرف موجود درختوں کے جھنڈ میں گھستا چلا گیا۔ ہنڈیا بھی درختوں سے بچتی ہوئی اس کے پیچھے لپکی۔ عمران درختوں کے درمیان موجود راستوں پر بھاگتا چلا جا رہا تھا۔ سیاہ ہنڈیا بھی درختوں سے بچنے کے لئے کافی نیچے آ گئی تھی اور زوں زوں کرتے ہوئے عین عمران کے پیچھے تھی۔ عمران نے پلٹ کر سیاہ ہنڈیا کو اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ اچانک سامنے آنے والے درخت کے بالکل قریب سے گزر کر تیزی سے مڑا اور اس درخت کے گرد گھوم گیا۔ سیاہ ہنڈیا تیزی سے اس درخت سے آگے گئی اور پھر مڑ کر اس طرف آئی جس طرف عمران مڑا تھا۔ جیسے ہی ہنڈیا اس درخت کی طرف مڑی عمران نے میزائل گن پر پھونک ماری اور اس کا رخ سیاہ ہنڈیا کی طرف کرتے ہوئے بٹن پریس کر دیا۔ گن سے میزائل نکلا اور گھوم کر نیچے آتی ہوئی سیاہ ہنڈیا سے ٹکرا گیا۔ ایک زور دار دھماکا ہوا اور سیاہ ہنڈیا کے ٹکڑے اُڑتے چلے گئے۔ اس بار سیاہ ہنڈیا میزائل سے خود کو نہ بچا سکی تھی۔ عمران چونکہ اسے ڈاج دیتے ہوئے اچانک درخت کے گرد گھوم گیا تھا اس لئے سیاہ ہنڈیا کو اس طرف



مڑنے میں ایک لمحہ رکنا پڑا تھا اور یہی ایک لمحہ اس کی تباہی کا موجب بن گیا۔

میزائل کو نشانے پر لگتے دیکھ کر عمران نے الٹی قلابازی کھائی اور پھر جیسے ہی اس کے پیر زمین سے لگے اس نے پلٹ کر دوبارہ سڑک کی جانب بھاگنا شروع کر دیا۔ سیاہ ہنڈیا جس بری طرح سے پھٹی تھی اس سے سیاہ رنگ کا مواد سا نکل کر فضا میں پھیل گیا تھا جو اچھل کر ارد گرد پھیل سکتا تھا اور اگر اس مواد کا ایک چھینٹا بھی عمران پر گرتا تو عمران کسی بھی طرح خود کو سیاہ ہنڈیا کے سحر کا شکار ہونے سے نہیں بچا سکتا تھا اس لئے اس نے فوراً ہی الٹی قلابازی کھا کر سڑک کی جانب دوڑ لگا دی اور وہ اس سیاہ ہنڈیا کے خوفناک سحر کا شکار ہونے سے بچ گیا۔

عمران کو بھاگتے اور اس کے پیچھے سیاہ ہنڈیا کو جاتے دیکھ کر جولیا اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ جب درختوں کے درمیان میزائل کا دھماکا ہوا تو وہ سب وہیں ٹھٹھک گئے اور پریشان نظروں سے درختوں کے اس حصے کی طرف دیکھنے لگے جہاں سے انہیں آگ کی تیز چمک سی دکھائی دی تھی۔ دھماکے کی آواز اور آگ کی چمک دیکھ کر ان کے رنگ اُڑ گئے تھے لیکن جب انہوں نے اچانک درختوں کے پیچھے سے عمران کو صحیح سلامت نکل کر آتے دیکھا تو ان کے چہرے بحال ہو گئے۔

''کیا ہوا۔ کیا سیاہ ہنڈیا تباہ ہو گئی''...... عمران کے نزدیک آنے

پر جولیا نے اس کی جانب دھڑکتے دل سے دیکھ کر پوچھا۔

''ہاں۔ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر لاکھ لاکھ کرم ہو گیا ہے جو پروفیسر رونالڈ کے ایک انتہائی خطرناک اور طاقتور شیطانی وار بچ گیا ہوں ورنہ اس نے میری تباہی کے لئے کوئی کسر باقی رکھ چھوڑی تھی''...... عمران نے ان کے نزدیک آ کر رکتے ہو اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو ان کے چہروں پر سکون آ گیا۔

''لیکن آپ نے سیاہ ہنڈیا تباہ کیسے کی ہے۔ وہ تو نہ گولیوں زد میں آ رہی تھی اور نہ ہی آپ کے میزائلوں کی زد میں''...... صفد نے حیرانی سے پوچھا۔

''سیاہ ہنڈیا کو ڈاج دے کر میں نے اس پر میزائل مارنے سوچا تھا اسی لئے میں نے گن میں ایک میزائل بچا لیا تھا اور سڑک پر بھاگ گیا تھا۔ سڑک پر بھاگتے ہوئے میں سیاہ ہنڈیا کی رفتار او اس کے جھپٹنے کے انداز کو چیک کر رہا تھا۔ جب مجھے اس کا صحیح ادراک ہو گیا تو میں نے جنگل کی طرف چھلانگ لگا دی تھی۔ سیا ہنڈیا جیسے ہی میرے پیچھے آئی میں نے ایک درخت کے گرد گھومتے ہوئے میزائل گن پر دم کیا اور سیاہ ہنڈیا پر میزائل فائر کر دیا جو اس بار ٹھیک نشانے پر لگا تھا اور سیاہ ہنڈیا وہیں تباہ ہو گئی تھی۔ ہنڈیا کو تباہ ہوتے دیکھ کر میں فوراً وہاں سے پلٹ کر بھاگ آیا تھا کیونکہ اگر میں وہاں رک جاتا تو ہنڈیا میں موجود غلاظت مجھ پر آ گرتی اور میں اس کا شکار ہو جاتا''...... عمران نے جواب دیا تو ان سب



نے اطمینان کا سانس لیا۔

''اب تو آپ کو اس سیاہ ہنڈیا سے کوئی خطرہ نہیں ہے نا''۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''نہیں۔ سیاہ ہنڈیا اگر ٹھیک میرے سر پر پھٹتی تو میری لئے مشکل ہو جاتی لیکن میں نے ایسا نہیں ہونے دیا تھا اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے خصوصی کرم کی وجہ سے ہوا ہے۔ گورے بابا کو شاید بروقت سیاہ ہنڈیا کے وار کا علم ہو گیا تھا اسی لئے انہوں نے اپنے کسی ساتھی کو مجھے اس ہنڈیا کی اطلاع دینے کے لئے یہاں بھیج دیا تھا۔ اگر وہ بوڑھا آدمی آ کر مجھے اس سیاہ ہنڈیا سے باخبر نہ کر دیتا تو میں یقینی طور پر سیاہ ہنڈیا کے خوفناک سحر کا شکار ہو جاتا پھر شاید ہی تم مجھے اس حالت میں دیکھتے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''اگر یہ وار تم پر پروفیسر رونالڈ نے کیا تھا تو ہو سکتا ہے کہ اپنا وار ناکامیاب ہوتے دیکھ کر وہ تم پر دوبارہ ایسا ہی وار کرنے کی کوشش کرے''...... جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اب وہ اتنی جلدی مجھ پر دوسرا کوئی وار نہیں کر سکے گا۔ شیطانی دنیا کا سنگونا وار سب سے طاقتور اور خوفناک سمجھا جاتا ہے۔ اسے تیار کرنے میں وچ ڈاکٹروں کو بھی شدید مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب وہ سنگونا کا عمل کرتے ہیں تو ان کی صلاحیتوں اور شیطانی طاقتوں میں بے پناہ کمی آ جاتی ہے اور خاص طور پر جب ان کا کسی پر کیا ہوا سنگونا کا وار ناکام ہو جائے تو

انہیں شدید تکلیفوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی
سے وہ کئی روز تک خود کو سنبھالنے سے بھی قاصر ہو جاتے ہیں
پروفیسر رونالڈ کا یہ وار چونکہ میں نے ناکام بنا دیا ہے اس لئے
کا اثر اس پر اور اس کی شیطانی طاقتوں پر بھی ہوگا۔ پروفیسر رو
کو سخت اور مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے کہ سنگ
کا وار ناکام جانے کی وجہ سے وہ شدید ترین اذیت میں مبتلا ہو
ہو۔ اس اذیت سے نکلنے کے لئے اسے کئی روز تک تنہائی میں رہ
پڑے گا۔ نہ وہ اپنی کسی شیطانی طاقت کو بلا سکے گا اور نہ ہی وہ اپ
کوئی ساحرانہ صلاحیت استعمال کر سکے گا''...... عمران نے جواب
دیا۔

''تم یہ سب کیسے کہہ سکتے ہو کہ اس سیاہ ہنڈیا کا وار ناکام
ہونے کے بعد پروفیسر رونالڈ اس قدر خوفناک حالات کا شکار ہو
جائے گا''...... جولیا نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''گورے بابا نے مجھے پروفیسر رونالڈ کے بارے میں پوری
تفصیل بتا دی تھی کہ وہ کس سطح کا ساحر ہے اور اس کا تعلق کس
شیطانی دنیا سے ہے اور عبدالرحیم بابا نے جب سنگونا کا نام لیا تھا تو
مجھے اس کا بھی فوراً پتہ چل گیا تھا کہ سنگونا کا مطلب سیاہ ہنڈیا ہی
ہو سکتا ہے اور اگر یہ سیاہ ہنڈیا پروفیسر رونالڈ نے چلائی ہو گی تو اس
کی ناکامی کا خمیازہ اسے ہی بھگتنا ہو گا۔ میں نے سنگونا یا سیاہ ہنڈیا
کے سحر کے بارے میں کتابوں میں بہت کچھ پڑھ رکھا ہے اور اس



سیاہ ہنڈیا کو ڈاج دینے کا طریقہ بھی مجھے کتابوں سے پتہ چلا تھا
جس پر میں نے عمل کیا تھا۔ میں نے تو سیاہ ہنڈیا پر میزائل فائر کیا
تھا لیکن اس ہنڈیا کو ڈاج دے کر اگر اس پر دم کیا ہوا پتھر بھی کھینچ
کر مار دیا جاتا تب بھی سیاہ ہنڈیا کو اسی طرح سے تباہ کر کے اس
کے وار سے بچا جا سکتا تھا''...... عمران نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں پروفیسر رونالڈ اور اس کی
شیطانی طاقتوں سے کوئی خطرہ نہیں ہے اور اب ہم اطمینان سے
افریقہ کے گھنے جنگلوں تک کا سفر کر سکتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ اب چونکہ پروفیسر رونالڈ کا سنگونا کا سب سے بڑا وار
ناکام ہو چکا ہے اس لئے وہ اب ہم پر خاص طور پر مجھ پر کوئی
ساحرانہ حملہ نہیں کرے گا۔ اب ہم سے مقابلہ کرنے کے لئے اسے
اپنی ایجنسی کو ہی آگے لانا ہو گا جس کی سربراہی ہو سکتا ہے کہ وہ
خود ہی کرے۔ وہ اب ہم سے عام ایجنٹوں کے انداز میں ہی
ٹکرانے کی کوشش کرے گا اور اس کا یہ ٹکراؤ ہمارے ساتھ ظاہر ہے
افریقہ کے جنگلوں میں ہی ہو گا کیونکہ جب تک اس کی طبیعت سنبھلے
گی ہم افریقہ کے گھنے جنگلوں میں پہنچ چکے ہوں گے''...... عمران
نے کہا۔

''تو کیا کار کا پٹرول اسی سیاہ ہنڈیا کی آمد کی وجہ سے خود بخود
ختم ہو گیا تھا''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ کار روکنے کی کوشش پروفیسر رونالڈ کی نہیں تھی۔ گورے

بابا کو چونکہ مجھ تک سنگونا کی آمد کا پیغام پہنچانا تھا اس لئے انہوں نے ہی مجھے جنگل میں کار روکنے پر مجبور کیا ہو گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ کار کا پٹرول ختم ہونا ہماری نظروں کا دھوکہ تھا''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ سب اسی طرح باتیں کرتے ہوئے کار کی جانب واپس بڑھتے چلے گئے۔ کار کے قریب آ کر جب انہوں نے کار کا فیول میٹر چیک کیا تو یہ دیکھ کر ان کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے کہ واقعی اب میٹر خالی فیول ٹینک شو نہیں کر رہا تھا۔ وہ سب کار میں سوار ہوئے اور کار ایک بار پھر ایئر پورٹ کی جانب فراٹے بھرتی چلی گئی۔

## حصہ اول ختم شد



# حصہ دوم

پروفیسر رونالڈ اسی طرح دائرے کے اندر کھڑا، دونوں ہاتھ اٹھائے اور آنکھیں بند کئے کچھ پڑھتا چلا جا رہا تھا۔ مسلسل پڑھتے رہنے کی وجہ سے اس کا چہرہ انتہائی سیاہی مائل ہو گیا تھا۔

پروفیسر رونالڈ کئی گھنٹوں سے اسی حالت میں کھڑا تھا اسے اپنے اردگرد کا کچھ ہوش نہیں تھا۔ پھر اچانک اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر یکلخت زلزلے کے سے اثرات نمودار ہو گئے تھے۔ اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔

''نن۔ نن۔ نہیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ سنگونا۔ عمران نے سنگونا کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ۔ یہ۔ کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیسے ہو گیا ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا سارا جسم یکلخت بری طرح سے لرزنا شروع ہو گیا تھا۔

اسی لمحے اچانک اسے ایک تیز اور ہولناک چیخ کی آواز سنائی دی۔ چیخ کی آواز ایسی تھی جیسے آسمان سے کڑکتی ہوئی بجلی ٹھیک پروفیسر رونالڈ کے عین سامنے آ گری ہو۔

پروفیسر رونالڈ نے چونک کر دیکھا تو اس کی آنکھیں اور زیادہ پھٹ پڑیں۔ اس کے سامنے زمین پر ماؤتانہ گری پڑی تھی۔ ماؤتانہ پرنسز راسکل کے روپ میں تھی اور وہ زمین پر گری اس بری طرح سے تڑپ رہی تھی جیسے اسے کسی کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہو۔ ماؤتانہ کے حلق سے نکلنے والی چیخیں بے حد تیز اور ہولناک تھیں۔ وہ چند لمحے تڑپتی رہی پھر ساکت ہو گئی اور پھر اچانک اس کے جسم میں آگ بھڑک اٹھی۔

”مم مم۔ ماؤتانہ“...... پروفیسر رونالڈ نے ماؤتانہ کے جسم پر آگ بھڑکتے دیکھ کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس نے دائرے سے نکل کر ماؤتانہ کی جانب بڑھنے کی کوشش کی۔ جیسے ہی اس کا ایک پیر دائرے سے باہر نکلا اسی لمحے پروفیسر رونالڈ کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ اس کے منہ سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور وہ دوہرا ہو کر پیچھے کی جانب اُڑتا چلا گیا جیسے کسی نادیدہ ہستی نے اس کے پیٹ میں پوری قوت سے مکا مارا ہو اور پروفیسر رونالڈ دوہرا ہو کر پیچھے اُڑ گیا ہو۔ وہ پیچھے موجود دیوار سے جا کر ٹکرایا اور دھب سے نیچے آ گرا۔ دیوار سے ٹکراتے ہی پروفیسر رونالڈ کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا بھرتا ہوا محسوس ہوا تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا



تھا جیسے دیوار سے ٹکرا کر اس کے جسم کی ایک ایک ہڈی بری طرح سے ٹوٹ گئی ہو۔

پروفیسر رونالڈ نے زور زور سے سر جھٹک کر اپنی آنکھوں کے سامنے چھانے والا اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا اور پھر اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔ اس کے بعد جب پروفیسر رونالڈ کو ہوش آیا تو اس کی آنکھوں کے سامنے بدستور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

پروفیسر رونالڈ نے ہوش میں آتے ہی بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے منہ سے درد بھری چیخیں نکل گئیں۔ اسے اپنے جسم کی ساری ہڈیاں کڑکڑاتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں اور اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے سارے جسم میں آگ سی بھر گئی ہو جو اس کے وجود کو بری طرح سے جلا رہی ہو۔

پروفیسر رونالڈ دوبارہ لیٹ گیا۔ اس کا جسم بری طرح سے تھرتھرا رہا تھا اور وہ تھرتھراتے ہوئے انداز میں اوپر کی جانب دیکھ رہا تھا لیکن اسے اندھیرے میں بھلا کیا دکھائی دے سکتا تھا۔ پروفیسر رونالڈ کا جیسے ہی شعور جاگا اس کے دماغ میں سابقہ منظر کسی فلم کی طرح چلنا شروع ہو گیا۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔

”یہ۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ مم۔ مم۔ میں کہاں ہوں۔ کون لایا ہے مجھے یہاں“...... پروفیسر رونالڈ نے تھرتھر کانپتے ہوئے لہجے

میں کہا۔ ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک اسے اپنے دائیں طرف سرسراہٹ کی عجیب سی آواز سنائی دی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے پروفیسر رونالڈ کے قریب کوئی بچھو رینگ رہا ہو۔ پروفیسر رونالڈ نے سر گھمایا لیکن اندھیرے کی وجہ سے اسے وہاں کچھ دکھائی نہیں دیا۔

''کون ہے۔ کون ہے یہاں''...... پروفیسر رونالڈ نے لرزتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

''کیا گی''...... اچانک اندھیرے میں ایک سرسراتی ہوئی اور غراہٹ بھری آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر پروفیسر رونالڈ بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف کی زیادتی سے اور زیادہ پھیل گئیں۔

''کک۔ کک۔ کیا گی''...... پروفیسر رونالڈ نے اسی انداز میں کہا۔

''ہاں میں کیا گی ہوں پروفیسر''...... وہی آواز پھر سنائی دی تو پروفیسر رونالڈ کا جسم ایک بار پھر لرز اٹھا۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ تت۔ تت۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو کیا گی اور میں کہاں ہوں''...... پروفیسر رونالڈ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہاری زندگی شدید خطرے میں تھی پروفیسر۔ تمہارا سنگونا کا وار تم پر پلٹ گیا تھا جس کی وجہ سے تمہاری ساحرانہ طاقت ماؤتانہ جل کر راکھ ہو گئی تھی۔ تم جس حصار میں کھڑے سنگونا کا عمل کر



رہے تھے اس میں سے تم نے عمل کئے بغیر باہر نکلنے کی کوشش کی تھی جس کی وجہ سے تمہیں سنگونا کے حصار سے اٹھا کر باہر پھینک دیا گیا تھا۔ تم ایک سنگی دیوار سے ٹکرائے تھے جس کی وجہ سے تمہاری بے شمار ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ اگر میں بروقت وہاں پہنچ کر تمہاری مدد نہ کرتی تو تم اسی وقت ہلاک ہو جاتے۔ میں نے تمہیں شدید زخمی حالت میں وہاں سے اٹھایا اور اٹھا کر کالے ساگاس میں لے آئی۔ تم اس وقت پرانے جنگل کے چار سو سالہ پرانے ساگاس کی تہہ میں ہو اسی وجہ سے تم ابھی زندہ ہو ورنہ اب تک تمہاری روح بھی شیطانی دنیا میں پہنچ گئی ہوتی''...... آواز نے جواب دیتے ہوئے کہا تو پروفیسر رونالڈ ایک بار پھر کانپ اٹھا۔

''سس۔ سس۔ ساگاس۔ تم نے مجھے ساگاس میں لا کر رکھا ہے۔ یہ وہی ساگاس ہے نا جو افریقہ کے جنگل کے وسط میں موجود دلدلی علاقے کا ایک کنواں ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے تھرتھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم پر سنگونا کا جو سحر الٹا ہے۔ اس کا اثر اسی کنویں میں رہنے کی وجہ سے زائل ہو سکتا ہے۔ تمہیں اس کنویں میں اس وقت تک رہنا ہو گا جب تک کہ تمہارے سارے زخم نہیں بھر جاتے اور تمہاری ہڈیاں پھر سے نہیں جڑ جاتیں۔ اگر تم نے اسی حالت میں باہر جانے کی کوشش کی تو پھر تم زندہ نہیں بچ سکو گے''...... آواز نے سخت لہجے میں کہا۔

''ماؤ تانہ۔ کیا ماؤ تانہ واقعی فنا ہو چکی ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''ہاں۔ سنگونا کو اسی انسان نے تباہ کیا ہے جس کے لئے اسے بنایا گیا تھا۔ چونکہ سنگونا کا اس انسان پر اثر نہیں ہوا تھا اس لئے اس کا سحر ماؤ تانہ پر الٹ گیا تھا جس کی وجہ سے اس کا فنا ہونا طے تھا۔ ماؤ تانہ مکمل طور پر فنا ہو چکی ہے۔ اگر اسے آگ نہ لگتی اور وہ جل کر بھسم نہ ہوتی تو اس کی جگہ سنگونا کے تم شکار بن جاتے اور نہ صرف تم ہلاک ہو جاتے بلکہ تمہارا جسم بھی جل کر راکھ بن جاتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا ہے تمہاری ہلاکت ماؤ تانہ نے اپنے سر لے لی تھی اور اب وہ مکمل طور پر ختم ہو چکی ہے''...... آواز نے جواب دیا جس نے خود کو کیا گی کہا تھا۔

''اوہ۔ لیکن یہ سب ہوا کیسے۔ میں عمران کو خود دیکھ رہا تھا۔ میں نے دیکھا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی ایک جنگل میں تھے اور وہ اسلحہ لئے درختوں پر چڑھے ہوئے تھے اور انہوں نے سنگونا کو اس جنگل کی طرف آتے دیکھ لیا تھا۔ عمران کے ساتھیوں نے سنگونا پر فائرنگ بھی کی تھی جبکہ عمران نے سنگونا کو تباہ کرنے کے لئے اس پر میزائل فائر کئے تھے لیکن سنگونا پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا اور پھر عمران جیسے سنگونا سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا تھا اور سنگونا اس کے پیچھے لگ گئی تھی لیکن جنگل میں جاتے ہی عمران نے سنگونا کو ڈاج دیتے ہوئے میزائل گن پر روشن کلام کا دم کیا اور سنگونا پر اچانک



ئے اور میزائل فائر کر دیا جس سے سنگونا تباہ ہو گئی۔ عمران کو آخر نگونا کے حملے کا علم کیسے ہوا تھا اور اسے کیسے معلوم تھا کہ سنگونا کو اج دے کر تباہ کیا جا سکتا ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے انتہائی لجھے ہوئے اور پریشان لہجے میں کہا۔

''یہ سب میں نہیں جانتی۔ میں صرف اتنا بتا سکتی ہوں کہ عمران یلا نہیں ہے۔ اس کے پاس مقدس کلام ہے اور اس کے سر پر نی کی طاقتوں کے ہاتھ ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہو نا ہے کہ عمران کو سنگونا کے حملے کی خبر اسے روشنی کی طاقتوں نے دی ہو''...... کیا گی نے کہا۔

''ہاں ہو سکتا ہے۔ بالکل ہو سکتا ہے۔ میں نے ماؤ تانہ کو خبردار کیا تھا کہ وہ عمران پر ایسا حملہ نہ کرائے۔ اگر وار الٹ گیا تو کے ساتھ ساتھ مجھے بھی نقصان پہنچ سکتا ہے اور وہی ہوا ہے''۔ فیسر رونالڈ نے کہا۔

''یہ تمہاری خوش قسمتی ہے پروفیسر رونالڈ کہ تم نے مجھے اس مسخر کر رکھا ہے کہ جب تمہاری جان پر بن آئے اور تمہارے بچنے کا کوئی راستہ نہ ہو تو میں بروقت تمہارے پاس پہنچ کر ری جان بچا سکوں''...... کیا گی نے کہا۔

''تمہاری وجہ سے میری جان تو بچ گئی ہے لیکن عمران نے سنگونا باہ کر کے مجھ سے میری سب سے بڑی طاقت ماؤ تانہ چھین لی ۔ جس کی وجہ سے میری طاقتیں آدھی ہو گئی ہیں۔ اب مجھے بھی

کئی روز تک ساگاس میں رہنا پڑے گا۔ اگر میں یہاں پڑا رہا تو
عمران کو افریقہ کے جنگلوں میں جانے کا موقع مل جائے گا اور وہ
وہاں جا کر کٹانگا دیوی کا دفن شدہ جسم بھی ڈھونڈ لے گا اور اسے
اس کا مسکاٹ بھی لوٹا دے گا۔ کٹانگا دیوی کو اس کا مسکاٹ مل گیا
تو پھر میں اسے کسی بھی صورت میں مسخر نہیں کر سکوں گا۔ وہ ہمیشہ
کے لئے میرے ہاتھوں سے نکل جائے گی“...... پروفیسر رونالڈ نے
انتہائی افسردہ لہجے میں کہا۔

”یہ سب میں نہیں جانتی“...... کیا گی نے کہا۔

”تم نہیں جانتی مگر میں تو جانتا ہوں نا۔ کچھ کرو کیا گی کچھ کرو۔
کسی طرح سے عمران کو روکو۔ اس کے پاس کٹانگا دیوی کا مسکاٹ
ہے جو وہ افریقہ کے گھنے جنگلوں میں لے کر جا رہا ہے۔ جیسے بھی
ممکن ہو اس سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ چھین لو اس کے بعد چاہے
تم عمران اور اس کے ساتھیوں کے ٹکڑے اُڑا دینا“...... پروفیسر
رونالڈ نے اسی انداز میں کہا۔

”نہیں پروفیسر۔ تم نے مجھے صرف اپنی حفاظت کے لئے مسخر کر
رکھا ہے۔ کسی اور کام کے لئے نہیں۔ اس لئے میں تمہارے لئے
کسی انسان کو نہ ہلاک کر سکتی ہوں اور نہ ہی کسی سے کٹانگا دیوی کا
مسکاٹ چھین کر لا سکتی ہوں“...... کیا گی نے کہا۔

”ہونہہ۔ تو پھر تم مجھے ساگاس سے باہر جانے دو یا پھر میری کسی
طاقت کو یہاں بلا لاؤ“...... پروفیسر رونالڈ نے بری طرح سے سر



مارتے ہوئے کہا۔

”یہ بھی نہیں ہو سکتا ہے پروفیسر۔ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ اگر
تم اس حالت میں ساگاس سے باہر نکلے تو تمہارے تمام زخم خراب
ہو جائیں گے اور تم پر موت بھی غالب آ سکتی ہے۔ رہی بات
یہاں تمہاری کسی طاقت کو بلانے کی تو ایسا بھی ناممکن ہے۔ میرے
ہوتے ہوئے یہاں دوسری کوئی شیطانی طاقت نہیں آ سکتی چاہے وہ
کوئی بھی کیوں نہ ہو“...... کیا گی نے صاف انداز میں جواب دیتے
ہوئے کہا تو پروفیسر رونالڈ کے چہرے پر شدید غصہ لہرانے لگا اور وہ
یوں غصے سے بل کھانے لگا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ
کیا گی کو اپنے ہاتھوں فنا کر کے اس کنویں سے نکل جائے لیکن وہ
ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ کیا گی نے اس کی جان بچائی تھی اگر وہ واقعی
شدید زخمی حالت میں اسے اٹھا کر یہاں نہ لاتی تو جس طرح سے
سنگونا کا وار الٹ گیا تھا اور ماؤتانہ فنا ہو گئی تھی اسی طرح پروفیسر
رونالڈ بھی موت کا شکار بن سکتا تھا۔

کیا گی بھی شیطانی ذریت ہی تھی جسے پروفیسر رونالڈ نے اپنی
فاظت کے لئے تسخیر کر رکھا تھا۔ اس نے کیا گی کو حکم دیا تھا کہ وہ
روقت اس پر مسلط رہے اور جب اس پر کوئی جان لیوا حملہ ہو یا
ں کی زندگی کو شدید خطرہ لاحق ہو جائے تو وہ فوراً اس کی مدد
رے اور اگر وہ شدید زخمی ہو جائے تو وہ اسے سیاہ شیطانی کنویں
ے شیطانی زبان میں ساگاس کہا جاتا تھا میں لے آئے اور اس کا

علاج کرے اور وہ ساگاس میں اس وقت تک پروفیسر رونالڈ کے
ساتھ رہے جب تک پروفیسر رونالڈ مکمل طور پر تندرست نہ ہو
جائے۔

چونکہ کیاگی کو تسخیر کرتے وقت پروفیسر رونالڈ نے خود ہی اسے
ان سب باتوں کے لئے پابند کر دیا تھا اس لئے اب وہ اس
ذریت سے نہ تو کوئی نیا کام لے سکتا تھا اور نہ ہی اس پر زبردستی
اپنا کوئی حکم تھوپ سکتا تھا۔

"ہونہہ۔ اب مجھے اس ساگاس میں کب تک رہنا پڑے گا۔
کب تک میری ہڈیاں اور میرے زخم ٹھیک ہو جائیں گے"......
پروفیسر رونالڈ نے بے بسی کے عالم میں پوچھا۔

"تمہیں مکمل طور پر صحت یاب ہونے میں سات دن اور سات
راتیں لگیں گے پروفیسر۔ سات راتیں اور سات دن گزرتے ہی تم
بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے"...... کیاگی کی آواز سنائی دی۔

"سات دن سات راتیں۔ اوہ۔ تب تک تو عمران میری پہنچ
سے بہت دور نکل جائے گا"...... پروفیسر رونالڈ نے ہونٹ سکوڑتے
ہوئے کہا۔

"شاید"...... کیاگی نے جواب دیا۔

"سات دن اور سات راتیں گزرنے کے بعد جب میں یہاں
سے نکلوں گا تو کیا مجھے میری ساری ماورائی طاقتیں واپس مل جائیں
گی"...... پروفیسر رونالڈ نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔



"نہیں۔ تم پر چونکہ شیطانی دنیا کا سب سے بڑا سنگونا کا وار الٹا
ہے اس لئے تمہارے پاس میرے سوا اب کوئی طاقت باقی نہیں
ہے۔ یہاں تک کہ تمہارے تمام سحر بھی تم سے الگ کر دیئے گئے
ہیں۔ جب تم ساگاس سے ٹھیک ہو کر نکلو گے تو تمہیں اپنی طاقتیں
اور شیطانی ذریات جو تم نے تسخیر کر رکھی تھیں انہیں واپس حاصل
کرنے کے لئے ایک ویران اور غیر آباد علاقے میں جا کر چالیس
روز کا جاپ کرنا پڑے گا۔ جب تک تم وہ جاپ نہیں کر لیتے اس
وقت تک تم میں اور عام انسان میں کوئی فرق نہیں ہو گا۔ تم اپنی کوئی
بھی شیطانی طاقت استعمال نہیں کر سکو گے"...... کیاگی نے کہا تو
پروفیسر رونالڈ کے چہرے پر ایک بار پھر زلزلے کے آثار نمودار ہو
گئے۔

"اوہ اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ اپنی طاقتیں واپس حاصل کرنے کے
لئے مجھے چالیس روز کا جاپ کرنا پڑے گا"...... پروفیسر رونالڈ نے
تھرتھراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ جاپ کئے بغیر تمہارے پاس تمہاری کوئی طاقت واپس
نہیں آئے گی"...... کیاگی نے جواب دیا تو پروفیسر رونالڈ نے غصے
اور بے بسی سے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

"میں تباہ ہو گیا۔ میں برباد ہو گیا۔ عمران کی وجہ سے میرا سب
کچھ چھن گیا ہے۔ مجھے اپنی طاقتیں واپس حاصل کرنے کے لئے
اب نجانے کن کن مشکلوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سات روز مجھے

یہاں پڑا رہنا پڑے گا اور پھر چالیس روز کا جاپ۔ اوہ نہیں۔ اس
وقت تک تو سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ عمران اپنے ساتھیوں کے
ساتھ افریقہ کے جنگلوں میں بھی پہنچ جائے گا۔ وہ کٹانگا دیوی کا
دفن شدہ جسم بھی ڈھونڈ لے گا اور کٹانگا دیوی پھر سے جاگ جائے
گی۔ نہیں نہیں۔ مجھے کچھ اور کرنا پڑے گا۔ میں کٹانگا دیوی کو اس
طرح اپنے آپ نہیں جاگنے دوں گا۔ میں اسے ہر حال میں اپنے
بس میں کروں گا۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو کٹانگا دیوی جاگتے ہی
سب سے پہلے مجھے ہی اپنا شکار بنائے گی کیونکہ وہ ایسے انسانوں کو
کسی بھی صورت میں معاف نہیں کرتی ہے جو اسے تسخیر کرنا چاہتے
ہوں''...... پروفیسر رونالڈ نے پریشانی کے عالم میں مسلسل بولتے
ہوئے کہا۔

''یہ سب سوچنا تمہارا کام ہے پروفیسر۔ اس معاملے میں تمہاری
میں کوئی بھی مدد نہیں کر سکوں گی''...... کیا گی نے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ مجھے اب اپنی مدد آپ ہی کرنی ہو گی۔ بس
ایک بار۔ صرف ایک بار میں اس ساگاس سے نکل جاؤں پھر میں
عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنے کے لئے خود جاؤں گا چاہے
اس کے لئے مجھے عمران کے پیچھے افریقہ کے جنگلوں میں ہی کیوں
نہ جانا پڑے۔ میں وہاں اپنی فورس لے کر جاؤں گا اور انہیں کسی
بھی صورت میں کٹانگا دیوی کا جسم تلاش کرنے نہیں دوں گا۔ میں
ان کے راستے کی سب سے بڑی دیوار بن جاؤں گا۔ بہت بڑی



دیوار جس سے ٹکرائے بغیر وہ ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکے
گا''...... پروفیسر رونالڈ نے غراتے ہوئے کہا۔ کیا گی نے اس بار
پروفیسر رونالڈ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ پروفیسر رونالڈ خاموش
ہو گیا۔ اس کا ذہن بری طرح سے الجھا ہوا تھا۔ سنگونا کا وار پلٹنے
کی وجہ سے اس کی شیطانی طاقتیں اس سے چھن چکی تھیں اب اسے
عمران اور اس کے ساتھیوں کا راستہ روکنے کے لئے اپنی بلیک
ایجنسی کو ہی آگے لانا تھا۔ اس کے علاوہ پروفیسر رونالڈ کو عمران کو
کٹانگا دیوی تک پہنچنے سے روکنے اور اس سے کٹانگا دیوی کا چہرہ
حاصل کرنے کا کوئی دوسرا طریقہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اب اسے
صرف اس تاریک کنویں سے نکلنے کا انتظار تھا۔ پروفیسر رونالڈ جانتا
تھا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی افریقہ کے جنگلوں کی طرف روانہ
ہو بھی جائیں تو وہ اتنی جلدی کٹانگا تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ کٹانگا
کا دفن شدہ جسم تلاش کرنے کے لئے انہیں افریقہ کے گھنے جنگلوں
میں ہر طرف بھٹکنا پڑے گا اور انہیں جنگلی حیات بھی مقابلہ کرنا
پڑے گا جو ہر جگہ موت بن کر منہ پھاڑے ان کے راستے میں حائل
ہوں گے۔

عمران اور اس کے ساتھی کاندھوں پر بھاری بیگ اٹھائے گھنے جنگلوں کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ وہ سب چارٹرڈ طیارے سے پہلے کیوگاس پہنچے تھے جہاں فارن ایجنٹ نے انہیں رسیو کیا تھا۔ اس ایجنٹ کا اصل نام کیپٹن شیراز تھا لیکن چونکہ وہ افریقہ میں پاکیشیا کے فارن ایجنٹ کے طور پر کام کرتا تھا اس لئے اس نے خود کو افریقہ کے ماحول میں ضم کر رکھا تھا۔ وہ نہ صرف افریقی میک اپ میں رہتا تھا بلکہ اس نے اپنا نام بھی افریقی طرز پر رکھا ہوا تھا۔ اس کا افریقی نام ہاشوگا تھا۔

ہاشوگا نے کیوگاس میں انڈر ورلڈ پر قبضہ کر رکھا تھا جہاں اس کی حیثیت ایک ڈان کی سی تھی جس کا پورے انڈر ورلڈ میں سکہ چلتا تھا۔ انڈر ورلڈ میں ہاشوگا کی حیثیت کسی جن کی سی تھی جس کا نام سنتے ہی بڑے بڑے جرائم پیشہ افراد کے پسینے چھوٹ جاتے تھے۔



ہاشوگا انہیں اپنے کلب میں لے گیا تھا۔ وہ سب چونکہ طویل سفر کر کے تھک چکے تھے اس لئے ہاشوگا انہیں کلب کے عقب میں اپنی رہائش گاہ میں لے گیا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایک دن وہاں قیام کیا۔ اس دوران ہاشوگا ان کے لئے افریقہ کے جنگلوں میں جانے اور جنگلی حیات سے محفوظ رکھنے کے لئے عمران کا بتایا ہوا سامان اکٹھا کرتا رہا۔ جب عمران کا مطلوبہ سامان اس تک پہنچ گیا تو عمران نے ہاشوگا کے ساتھ جنگلوں میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔

کیوگاس چونکہ ایک ساحلی شہر تھا۔ افریقہ کے شمالی جنگل اس شہر سے زیادہ دور نہیں تھے اس لئے ہاشوگا انہیں ایک گھاٹ پر لے آیا تھا۔ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سامان ایک بڑی لانچ میں رکھوا دیا تھا۔ جب عمران اور اس کے ساتھی گھاٹ پر پہنچے تو لانچ انہیں جنگلوں کی طرف لے جانے کے لئے تیار تھی۔

ہاشوگا اپنے ساتھ دس افراد کو بھی لایا تھا جن کے بارے میں ہاشوگا نے عمران کو بتایا تھا کہ وہ جنگلوں میں جاتے رہتے ہیں اور ان کے پاس ان جنگلوں کے بارے میں خاصی معلومات ہیں۔ وہ انہیں اس مقام تک پہنچا سکتے ہیں جہاں عمران اور اس کے ساتھی جانا چاہتے ہیں۔

ہاشوگا چونکہ پاکیشیائی ایجنٹ تھا اس لئے عمران نے اس سے کوئی بات نہیں چھپائی تھی اور اسے واضح طور پر بتا دیا تھا کہ وہ وہاں کس

مقصد کے لئے آیا ہے۔ ساری باتیں سن کر ہاشوگا حیران تو ضرور ہوا تھا لیکن وہ چونکہ طویل عرصے سے افریقہ میں رہ رہا تھا اس لئے وہ ان جنگلوں کی پراسراریت اور شیطانی قبیلوں کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا جو اب بھی افریقہ اور برازیل کے گھنے جنگلوں میں آباد تھے اور ان کی اپنی ہی ایک الگ دنیا تھی۔

چونکہ یہ معاملہ ماورائی دنیا سے تعلق رکھتا تھا اس لئے ہاشوگا نے بھی عمران کے ساتھ جنگلوں میں جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ عمران کو چونکہ ہاشوگا جیسے ساتھی کی جنگلوں میں ضرورت پیش آ سکتی تھی اس لئے اس نے اس کے ساتھ آنے پر کوئی تعرض نہیں کیا تھا۔

جب سب لوگ لانچ میں سوار ہو گئے تو لانچ انہیں لے کر کھلے سمندر میں آ گئی اور وہ سب شمالی جنگلوں کی جانب روانہ ہو گئی۔ سمندر میں ان کا سفر چھ گھنٹوں تک جاری رہا تھا۔ پھر ان کی لانچ گھنے جنگل کے ساحل پر آ کر رک گئی۔ یہ ساحل کافی وسیع تھا۔ سامنے دور دور تک ہر طرف گھنے درخت پھیلے ہوئے تھے اور زمین جیسے بڑی بڑی جھاڑیوں سے اٹی ہوئی تھی۔

ہاشوگا نے لانچ ساحل کے کنارے پر روکی تو وہ سب اپنا اپنا سامان لے کر خشکی پر آ گئے۔ ہاشوگا کے کہنے پر لانچ کو کنارے پر رسیوں کی مدد سے بڑے بڑے پتھروں سے باندھ دیا گیا تا کہ وہ واپسی تک وہیں موجود رہے۔

عمران اور اس کے ساتھی ہاشوگا اور اس کے ساتھیوں کے ہمراہ



جنگل کی جانب چل پڑے۔

شروع شروع میں جنگل زیادہ گھنا نہیں تھا لیکن وہ جوں جوں آگے بڑھتے جا رہے تھے درختوں کی بہتات ہونے کی وجہ سے جنگل گھنا ہوتا جا رہا تھا۔ جنگلی راستے بھی بے حد پر پیچ تھے۔ ہر طرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ ہاشوگا اور اس کے ساتھیوں نے بھی اپنی کمروں پر بڑے بڑے تھیلے لٹکا رکھے تھے۔ ان کے کاندھوں پر بھاری مشین گنیں بھی لٹک رہی تھیں اور انہوں نے ہاتھوں میں بڑے بڑے تلواروں جیسے چھرے پکڑ رکھے تھے ان کی مدد سے وہ راستے میں آنے والی جھاڑیوں کو کاٹتے ہوئے ان سب کے لئے آگے جانے کا راستہ بنا رہے تھے۔

جنگل کے اس حصے میں خطرناک جانور نہیں تھے کیونکہ انہیں یہاں سوائے چند عام جانوروں کے کسی خطرناک جانور کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی البتہ درختوں پر پرندوں کے چہچہانے کے ساتھ ساتھ بڑی تعداد میں بندر بھی اچھلتے پھر رہے تھے۔

وہ سب ایک قطار کی صورت میں آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ ہاشوگا کے پانچ ساتھی آگے تھے جو دائیں بائیں اور سامنے موجود جھاڑیوں کو کاٹ کاٹ کر ان کے لئے راستہ بنا رہے تھے۔ عمران کے آگے ہاشوگا تھا اور عمران کے پیچھے جولیا اور باقی ساتھی تھے اور ان سب کے پیچھے باقی پانچ سیاہ فام تھے جنہیں ہاشوگا ان سب کی حفاظت اور مدد کے لئے ساتھ لایا تھا۔

گورے بابا نے عمران کو بتایا تھا کہ افریقہ کے جنگلوں میں
کر انہیں سب سے پہلے لاہوگا نامی ایک قبیلہ کو تلاش کرنا ہے
قبیلہ کلنگا کو اپنی دیوی مانتا ہے اور کلنگا دیوی کا نام لینے والے
سامنے بجھ جاتا تھا۔ لاہوگا قبیلے کا سردار جس کے نام سے
منسوب تھا عمران کو ٹھیک اس جگہ لے جا سکتا تھا جہاں کٹانگا کا
دفن تھا۔ اس کے علاوہ یہی سردار عمران کو اس تاریک کنویں تک
پہنچا سکتا تھا جہاں جوزف بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ گو
گورے بابا نے عمران کو یہ نہیں بتایا تھا کہ لاہوگا قبیلہ اسے جنگل
کے کس حصے میں اور کہاں ملے گا لیکن گورے بابا نے عمران کو یہ
ضرور بتا دیا تھا کہ اس قبیلے کی مدد کے بغیر نہ تو عمران کٹانگا کے
دفن شدہ جسم کو ڈھونڈ سکتا ہے اور نہ ہی اس تاریک کنویں تک پہنچ
سکتا ہے جس میں جوزف موجود ہے۔ گورے بابا نے عمران کو لاہوگا
قبیلے کی چند نشانیاں بتا دی تھیں تاکہ عمران اور اس کے ساتھی آسانی
سے اسے پہچان جائیں۔

یہ اتفاق ہی تھا کہ جب عمران نے ہاشوگا کو لاہوگا قبیلے کے
بارے میں بتایا تو ہاشوگا کے ساتھ آنے والا ایک سیاہ فام ایسا تھا جو
لاہوگا قبیلے کے بارے میں جانتا تھا کہ وہ جنگل کے کس حصے میں
ہے اور وہاں تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے۔ اس سیاہ فام کا نام ابوگا
تھا۔ وہی ان سب سے آگے تھا جو انہیں لاہوگا قبیلے کی طرف لے
جا رہا تھا۔



ابوگا نے ہاشوگا اور عمران کو بتایا تھا کہ لاہوگا قبیلہ جنگل کے وسط
میں موجود ہے جہاں تک جانے کے لئے انہیں جنگل کے مشکل اور
دشوار ترین راستوں سے گزرنا پڑے گا اور انہیں راستے میں شدید
ترین مشکلوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ لاہوگا قبیلے
تک پہنچنے کے لئے انہیں ان جنگلوں میں موجود ایک خطرناک اور
ظالم قبیلے سے بھی بچ کر گزرنا ہوگا جو خاص طور پر جنگل میں آنے
والوں کے دشمن ہیں اور انہیں جیسے ہی پتہ چلتا ہے کہ جنگل میں کوئی
وارد داخل ہوئے ہیں تو وہ فوراً ان کی تلاش میں نکل آتے ہیں اور
پھر وہ جنگل میں داخل ہونے والوں پر موت بن کر اس وقت تک
ان پر حملے کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ نئے آنے والوں کو
ایک ایک کر کے موت کے گھاٹ نہ اتار دیں۔ اس قبیلے کا نام
شالاق تھا۔ اس کے علاوہ ابوگا نے یہ بھی بتایا تھا کہ شالاق قبیلے
کے وحشی آدم خور بھی تھے جو انسانوں کو پکڑ کر انہیں ذبح کر کے ان
کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا جاتے تھے اور خاص طور پر
شالاق قبیلے کے وحشی اپنے دشمنوں پر اس قدر انسانیت سوز مظالم
کرتے تھے کہ الامان۔

ابوگا کے کہنے کے مطابق انہیں اس قبیلے سے بچنا تھا۔ اگر وہ
شالاق قبیلے والوں کی نظروں میں آئے بغیر آگے نکل جاتے تو ان
کے لئے بہتر تھا۔ ورنہ شالاق قبیلے والوں سے ٹکرانا ان کے لئے
بھاری پڑ سکتا تھا۔ ابوگا کو جنگل کے ان راستوں کو بھی پتہ تھا جہاں

سے وہ ان سب کو شالاق قبیلے والوں سے بچا کر لے جا سکتا
لیکن ابوگا کا یہ بھی کہنا تھا کہ شالاق قبیلے والوں کی سونگھنے کی
بے حد تیز تھی۔ انہیں دور سے ہی جنگلوں میں نئے آنے والوں
بو مل جاتی تھی جن کا شکار کرنے کے لئے وہ فوراً اپنے قبیلے سے
آتے تھے۔

عمران کو شالاق قبیلے کی کوئی پرواہ نہیں تھی وہ اپنے ساتھ
اسلحہ لایا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ جدید اسلحے کے سامنے بڑے سے
بڑا قبیلہ بھی ٹھہر نہیں سکے گا کیونکہ ان جنگلوں میں رہنے والے قبیلے
چاہے وہ کتنے ہی ظالم، بے رحم اور سفاک ہوں وہ ابھی تک
روائتی ہتھیار ہی استعمال کرتے تھے۔ جن میں تیر، تلوار اور نیزے
شامل ہوتے تھے۔ ان کے مقابلے میں جدید اسلحہ بے حد طاقتور تھا
جن سے شالاق جیسے خطرناک قبیلے کو آسانی سے ملیا میٹ کیا جا سکتا
تھا۔

ابوگا ایک پرائیویٹ جہاز میں ان جنگلوں کی سیر کرنے گیا تھا
لیکن راستے میں اس کا جہاز خراب ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اسے
جنگل میں ہی ایمر جنسی لینڈنگ کرنی پڑی تھی۔ جہاں اس نے
لینڈنگ کی تھی لاہوگا قبیلہ وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا۔ جہاز کے
لینڈ ہوتے ہی قبیلے کے وحشی وہاں پہنچ گئے تھے اور انہوں نے ابوگا
کی بے حد مدد کی تھی۔ جب تک ابوگا اپنے جہاز کی ضروری مرمت
کرتا رہا تھا اس وقت تک لاہوگا قبیلے کے وحشی اس کی ہر ضرورت کا



خیال رکھتے رہے تھے اور اسی قبیلے کے وحشیوں نے ہی اسے شالاق
قبیلے کے بارے میں بتایا تھا۔ چونکہ ابوگا جہاز ٹھیک کر کے اسی کے
ذریعے جنگلوں سے واپس گیا تھا اس لئے اس کا واسطہ شالاق قبیلے
کے وحشیوں سے نہیں پڑا تھا۔ ابوگا، لاہوگا قبیلے کے وحشیوں کے
نیک برتاؤ اور ان کی خوش اخلاقی سے بے حد متاثر ہوا تھا اس لئے
اس نے سوچا تھا کہ وہ جب بھی جنگلوں کی سیر کرنے کے لئے
آئے گا تو ان سے ضرور ملے گا۔ اسی لئے اس نے جہاز جنگلوں
سے گزارتے ہوئے ان راستوں کو مارک کر لیا تھا جہاں سے گزر کر
اس قبیلے تک پہنچ سکتا تھا اور اب وہ انہی راستوں سے ان سب کو
لاہوگا قبیلے کی جانب لے جا رہا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی خاموش تھے۔ ان کے کاندھوں پر بھی
اسلحے اور ضروری سامان سے بھرے ہوئے تھیلے لدے ہوئے تھے
اور وہ سب ہاشوگا اور اس کے ساتھیوں کے پیچھے چلے جا رہے
تھے۔

"اس طرح چلتے ہوئے تو ہمیں جنگل کے وسط تک پہنچنے میں
کئی ہفتے لگ جائیں گے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ ہم ہیلی کاپٹرز ہائر
کر لیتے اور ڈائریکٹ لاہوگا قبیلے کی طرف چلے جاتے"...... تنویر
نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ عمران اور جولیا کے پیچھے تھا۔

"یہ سردیوں کا موسم ہے اور سردیوں میں یہاں کا موسم ابر آلود
رہتا ہے اور وقفے وقفے سے گرج چمک کے ساتھ بارش ہوتی رہتی

ہے جو کب طوفان کا روپ دھار لے اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا
لئے ایسے موسم میں اس طرف آنے والی تمام فضائی سروس معطل
دی جاتی ہے''...... عمران سے آگے چلتے ہوئے ہاشوگا نے جوا
دیتے ہوئے کہا۔

''اب بھی آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہیں اور یہ بادل سیا
مائل ہیں۔ کب یہ بادل گرجنا اور چمکنا شروع کر دیں کچھ
نہیں۔ ایسے موسم میں یہاں کسی ہیلی کاپٹر میں آنا ہمارے لئے
خودکشی کرنے کے مترادف ہوسکتا تھا۔ اس لئے بھائی شادی کرنے
سے پہلے میرا خودکشی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ ہاں یہ الگ بات
ہے کہ میری شادی ہو گئی ہوتی۔ میری بیوی پھوہڑ مزاج ہوتی اور
میرے چار پانچ بچے بھوک سے بلک رہے ہوتے تو شاید ایسے
حالات میں، میں خودکشی کرنے کو ہی ترجیح دیتا''...... عمران نے کہا
تو ان سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں بکھر گئیں۔

''پھوہڑ مزاج عورت سے تمہارا اشارہ کس کی طرف ہے''۔ جولیا
نے اسے تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تنویر سے پوچھ لو۔ یہ سمجھ ہی گیا ہو گا کہ میرا اشارہ کس کی
طرف ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو تنویر اسے
کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔

''تم ہر بات مجھ پر ہی کیوں پلٹ دیتے ہو۔ یہاں میرے سوا
اور بھی تو ہوتے ہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔



''وہ کہتے ہیں نا کہ ساری دنیا ایک طرف اور جورو کا بھائی ایک
طرف۔ اس لئے کسی اور کا خیال رکھا جائے یا نہ جائے جورو کے
بھائی کا ہر حال میں خیال رکھنا پڑتا ہے ورنہ جورو نہ کھانے کو دیتی
ہے نہ پینے کو۔ دوسرے لفظوں میں شوہر بے چارے کا حقہ پانی ہی
بند ہو جاتا ہے اگر اس کے بھائی کو نہ پوچھا جائے''...... عمران نے
کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ تنویر نے عمران کا جواب
سن کر اور زیادہ منہ پھلا لیا۔

''ان باتوں کو چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ ان جنگلوں میں اس قدر
خاموشی کیوں ہے۔ افریقہ کے جنگل تو خونخوار درندوں سے بھرے
ہوئے ہیں اور ہر طرف ان کی آوازیں گونجتی رہتی ہیں لیکن یہاں تو
ہمیں صرف عام سے جانور ہی دکھائی دے رہے ہیں اور دور سے
بھی کسی خطرناک جانور کی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے''...... جولیا
نے بات پلٹنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا جواب مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ کہو تو یہاں موجود
جانوروں سے جا کر پوچھ لوں''...... عمران نے کہا۔

''اس ساحلی علاقے کا پانی بے حد کھارا ہے۔ اس لئے یہاں
صرف وہی جانور پانی پینے آتے ہیں جو سمندر کا کھارا پانی پی سکتے
ہوں۔ جو جانور سمندر کا کھارا پانی نہیں پی سکتے وہ اس طرف کم ہی
آتے ہیں کیونکہ اس طرف پانی کے ساتھ ساتھ انہیں شکار کرنے
کے بھی مواقع بہت کم ملتے ہیں۔ رہی بات آوازیں آنے کی تو

ابھی دن کا وقت ہے۔ ان جنگلوں کے شکاری جانور شکار کے لئے
رات کو ہی نکلتے ہیں۔ دن کا وقت ان کے آرام کا ہوتا ہے اس
لئے وہ دن کو کم ہی چیختے چنگھاڑتے ہیں''...... ہاشوگا نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے دن کی نسبت یہ جنگل رات کے وقت
ہمارے لئے زیادہ خطرناک ثابت ہوسکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''جی ہاں۔ رات کے وقت یہاں درندوں کے ساتھ ساتھ
حشرات الارض بھی نکل آتے ہیں جن میں سرخ اور سیاہ چیونٹوں
کے ساتھ ساتھ زرد مچھروں کی بھی بہتات ہوتی ہے۔ ان جنگلوں
کے زرد مچھر انتہائی خطرناک ہوتے ہیں جو خون چوسنے کے ساتھ
ساتھ جانداروں کے جسم میں ایسا زہر چھوڑ دیتے ہیں جن سے
جاندار زرد بخار کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر یہ بخار اس قدر شدت
اختیار کر جاتا ہے کہ جاندار کے خون کے سرخ اور سفید خلیئے مکمل
طور پر ختم ہو جاتے ہیں اور جاندار سیدھا موت کے منہ میں چلا جاتا
ہے۔ اسی طرح یہاں کے مکوڑے، کوبرا، گرین وائپر، بلیک وائپر
جیسے ناگ، ٹرنٹولا جیسے زہریلے مکڑے اور زہریلے مینڈک انتہائی
خطرناک ہیں جو کسی بھی جاندار کی موت کا باعث بن سکتے ہیں۔
ہمیں ان سب سے بچ کر یہاں سے نکلنا ہو گا۔ دوسری صورت میں
ہم میں سے کوئی ان جانوروں میں سے کسی ایک جانور کا بھی شکار
ہو گیا تو وہ اپنی جان سے ہاتھ دھوسکتا ہے''...... ہاشوگا نے جواب



دیتے ہوئے کہا۔

''تو کیا تم نے ان سب سے بچنے کا کوئی انتظام کیا ہے''۔ صفدر
نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے اور ابوگا نے ان سب خطروں سے بچنے کے
لئے ضروری سامان حاصل کیا ہے جن میں اینٹی پوائزن کے ساتھ
ساتھ اینٹی بائیوٹک میڈیسن بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ہم خاص
سپرے اور ایسی خوشبوئیں بھی اپنے ساتھ لائے ہیں جنہیں اپنے
جسموں پر لگا کر ہم ان سب حشرات الارض اور خطرناک جانوروں
کو خود سے دور رکھ سکتے ہیں''...... ہاشوگا نے جواب دیا۔

''اگر خدانخواستہ ہم میں سے کوئی زرد مچھروں کی وجہ سے زرد
بخار کا شکار ہو گیا تو اس کی جان بچانے کا تمہارے پاس کیا انتظام
ہے''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''اس بخار سے بچنے کے لئے ہمارے پاس حفاظتی انجکشن موجود
ہیں جو رات ہونے سے پہلے آپ سب کو لگا دیئے جائیں گے۔
ان انجکشنوں کے لگنے کی وجہ سے زرد مچھروں کا زہر کارگر نہیں ہو
گا۔ اس کے باوجود اگر ایسا ہو بھی گیا تو زرد بخار سے بچانے کے
لئے ہمارے پاس ہر قسم کا انتظام موجود ہے۔ ہمیں ان جنگلوں میں
حشرات الارض سے زیادہ شالاق قبیلے کے آدم خور وحشیوں اور
خونخوار درندوں سے خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ شالاق قبیلے کے
وحشی بھی خونخوار درندوں سے کم نہیں ہیں وہ بھی رات کے وقت

شکار کے لئے نکلتے ہیں اور ابوگا نے بتایا تھا کہ لاہوگا قبیلے کے سردار کے کہنے کے مطابق شالاق قبیلے کے وحشی رات کے اندھیرے میں بھی دن کی روشنی کی طرح دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ان کے سونگھنے کی حس بھی بے حد تیز ہے۔ جنگل میں چلنے والی تیز ہواؤں میں شامل نئے انسانوں کی بو انہیں فوراً مل جاتی ہے اور وہ ان نئے انسانوں کا شکار کرنے کے لئے فوراً نکل کھڑے ہوتے ہیں اور ان قبیلے والوں کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ سامنے آنے کی بجائے چھپ کر حملہ کرتے ہیں جن سے بچنا آسان نہیں ہوتا ہے''...... ہاشوگا نے کہا۔

''کیا کسی طرح سے ان کی آمد کا بھی پتہ نہیں لگایا جا سکتا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہم اپنے ساتھ خار دار تاریں اور ایک الارم مشین لائے ہیں۔ رات کو ہم جہاں پڑاؤ ڈالیں گے وہاں اپنے گرد خار دار تاروں سے ایک حلقہ بنا لیں گے اور مشین ان تاروں کے ساتھ منسلک کر دیں گے۔ ان تاروں اور مشین کا فائدہ یہ ہو گا کہ جیسے ہی کوئی جاندار چاہے وہ وحشی ہوں یا ان جنگلوں کے جانور ان تاروں سے چھوئیں گے تو مشین الارم بجا کر ہمیں خبردار کر دے گی اور ہم ان سے فوری طور پر اپنا بچاؤ کرنے کا انتظام کر لیں گے''...... ہاشوگا نے جواب دیا۔ عمران خاموش تھا وہ جانتا تھا کہ ہاشوگا اس کے ساتھیوں کے سوالوں کے ٹھیک اور مناسب جواب دے سکتا ہے۔



''اگر ان وحشیوں نے ہم پر خار دار تاروں سے دور رہ کر حملہ کر دیا۔ مطلب یہ کہ ان کے پاس نیزے اور تیر کمان بھی ہوں گے وہ دور رہ کر بھی ہم پر تیر اور نیزوں کی بارش کر سکتے ہیں ان سے بچنے کے لئے ہم کیا کریں گے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہم اپنے ساتھ ریڈ فائبر تھریڈ سے بنے ہوئے خیمے لائے ہیں۔ جو ہم خار دار تاروں کے حلقے کے اندر لگا دیں گے۔ ان خیموں پر نہ تو کوئی تیر اثر کرے گا اور نہ کوئی نیزہ۔ اگر خیموں پر بموں اور میزائلوں سے بھی حملہ کیا گیا تو اس سے بھی ہمارے خیموں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور جب تک ہم خیموں کے اندر رہیں گے اس وقت تک ہم ہر طرح کے بیرونی حملوں سے محفوظ رہ سکیں گے لیکن اگر ہم نے خیموں سے باہر نکلنے کی کوشش کی تو پھر میں کسی کے بچنے کی کوئی ضمانت نہیں دے سکوں گا''...... ہاشوگا نے کہا۔

''مطلب یہ ہوا کہ اگر ہم پر حملہ ہوا تو ہمیں خود کو حملہ آوروں سے بچانے کے لئے خیموں کے اندر ہی رہنا پڑے گا لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ حملہ آور وحشی ہوں یا درندے وہ ہمارا گھیراؤ بھی تو کر سکتے ہیں اور ان کا یہ گھیراؤ اس وقت تک جاری رہ سکتا ہے جب تک کہ ہم خیموں سے باہر نہیں آ جاتے۔ میرے کہنے کا مقصد ہے کہ جب تک ہمارا گھیراؤ ختم نہیں ہو جائے گا تو کیا اس وقت تک ہمیں ان خیموں میں ہی قید رہنا پڑے گا''...... تنویر نے کہا۔

''خیموں میں ہم رات کے وقت رہیں گے۔ اگر رات جانوروں یا شالاق قبیلے والوں نے ہمارا گھیراؤ کر بھی لیا تو ہم نکلتے ہی ان کا گھیرا توڑ دیں گے۔ دن کی روشنی میں ہمارے۔ ان کا مقابلہ زیادہ آسان ہوگا بہ نسبت رات کی تاریکی میں ان مقابلہ کرنے کے کیونکہ وہ سیاہ فام ہیں اور رات کی تاریکی میں آسانی سے تاریکی کا جزو بن جاتے ہیں جن کا مقابلہ کرنا ہمار۔ لئے مشکل ثابت ہوسکتا ہے''...... اس بار عمران نے جواب دیا۔

''ان جنگلوں میں شیروں اور چیتوں کے ساتھ ساتھ خونخوار بن مانس، گوریلے، اژدہے اور بھیڑیوں کے ساتھ ساتھ خونی دلدلوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ کیا ابوگا اور ہاشوگا ہمیں ان سب سے بچا کر لے جائیں گے''...... صفدر نے پوچھا۔

''جس حد تک یہ ہمیں ان سب خطروں سے بچا سکتے ہیں یہ ضرور بچائیں گے لیکن جہاں ناگہانی آفات آنے کے خطرات زیادہ ہوں وہاں اپنی جان کی خود بھی حفاظت کرنی پڑتی ہے اور بعض اوقات خطروں سے لڑنا بھی پڑتا ہے۔ ایسا بارہا ہو چکا ہے۔ ہم ان جنگلوں میں پہلی بار نہیں آئے ہیں۔ پہلے بھی ماورائی معاملات جن کا تعلق افریقہ اور برازیل کے گھنے اور پراسرار جنگلوں سے تھا ہمیں کئی ناگہانی آفات کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن چونکہ ہم یہاں حق کی جنگ لڑنے کے لئے آئے ہیں اور ہماری یہ جنگ شیطان کے خلاف ہے اس لئے ہمیشہ کی طرح قدرت اس بار بھی ہمارا ہی



ساتھ دے گی۔ بس ہمیں اپنی ہمت جوان رکھنی ہو گی۔ ہمیں حقیقتاً اس ضرب المثل پر عمل کرنا ہوگا کہ خطروں سے ڈرنے والے اے آسماں نہیں ہم''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو وہ سب بھی مسکرا دیئے۔ وہ باتیں کرتے ہوئے رکے بغیر آگے بڑھے جا رہے تھے۔ دوپہر ہو رہی تھی اور آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے جس کی وجہ سے جنگل میں اندھیرا ہو رہا تھا لیکن بہرحال وہاں اتنی روشنی ضرور تھی کہ وہ راستہ دیکھتے ہوئے آگے بڑھ سکیں۔ یہ ان کی قسمت ہی تھی کہ ابھی تک انہیں راستے میں کسی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔

دوپہر تک چلتے رہنے کے بعد وہ سب بری طرح سے تھک گئے تھے۔ راستے میں پانی پینے کے لئے وہ اپنے ساتھ چھاگلیں لائے تھے اور ان کے پاس خشک میوہ جات بھی تھے۔ دوپہر کو وہ درختوں کے ایک ایسے جھنڈ میں پہنچ گئے جہاں درختوں کے درمیان ایک دائرے کی شکل میں زمین خالی تھی۔ زمین پر نرم نرم گھاس اگی ہوئی تھی۔ اس دائرے کے گرد موجود درخت ایسے تھے جو اوپر سے چھتریوں کی طرح پھیل کر ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے جس کی وجہ سے دن کی روشنی میں بھی ان درختوں کے درمیان اندھیرا ہی رہتا تھا۔ جب وہ ان درختوں کے قریب پہنچے تو آسمان پر گرج چمک شروع ہو چکی تھی اور ہلکی ہلکی بارش بھی ہونے لگی تھی۔ بارش سے بچنے کے لئے درختوں کا یہ جھنڈ ان کے لئے بہترین حصار

ثابت ہوسکتا تھا اس لئے وہ سب اس جھنڈ میں آ گئے تھے۔ ہاشوگا اور اس کے ساتھیوں نے درختوں کے جھنڈ میں جا کر راڈز لیمپ جلا کر جائزہ لیا کہ کہیں وہاں کوئی خونخوار درندے یا زہریلے حشرات الارض نہ چھپے ہوں لیکن جگہ خاصی صاف ستھری تھی اس لئے وہ سب ہاشوگا کے کہنے پر اندر آ گئے اور انہوں نے وہاں ڈیرہ ڈال لیا۔

گھنے درختوں کی وجہ سے اس دائرے میں بارش کا پانی نہیں آ رہا تھا۔ وہاں اندھیرا ضرور تھا لیکن ان کے پاس اندھیرا دور کرنے کے لئے جدید راڈز لیمپ تھے۔ انہوں نے راڈز لیمپ آن کر کے چاروں طرف پھیلا دیئے تھے جس سے وہاں اچھی خاصی روشنی پھیل گئی۔ اس روشنی میں وہ زمین پر رینگنے والے ایک عام سے مکوڑے کو بھی آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔

''اگر بارش تیز ہو گئی تو ہمیں آج یہیں رکنا پڑے گا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں یہیں اپنے رہائشی خیمے لگا دینے چاہئے۔ اگر بارش رک گئی تو ہم خیمے اکھاڑ کر آگے بڑھ جائیں گے ورنہ آج کی رات ہمیں یہیں گزارنی ہو گی''...... صفدر نے کہا۔

''موسم کافی خراب ہے۔ مجھے نہیں لگ رہا ہے کہ بارش جلد رک جائے گی۔ ہوا بھی خاصی تیز چل رہی ہے جس سے طوفان آنے کا امکان ہوسکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ موسم واقعی خراب ہے۔ جس طرح سے گرج چمک ہو



رہی ہے۔ کچھ ہی دیر میں یہاں تیز ہواؤں کے جھکڑ چلنا شروع ہو جائیں گے۔ اس لئے ہمارے لئے یہ جائے پناہ بے حد مناسب ہے''...... ہاشوگا نے کہا۔

''تو کیا ہم یہاں خیمے لگا دیں''...... ابوگا نے پوچھا۔

''ہاں مناسب تو یہی ہو گا۔ کیوں عمران صاحب''...... ہاشوگا نے عمران کی جانب استفہامیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ ہم یہاں نہیں رکیں گے''...... عمران نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''کیوں۔ ایسے موسم میں ہم یہاں سے نکل کر کہاں جائیں گے''...... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''اگر ہم نے یہاں پڑاؤ ڈالا اور شالاق قبیلے والوں کو ہماری آمد کی خبر ہو گئی تو ہم ان کے ہاتھوں آسانی سے مارے جائیں گے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''وہ کیسے۔ ہم ان درختوں کے محفوظ حصار میں ہیں۔ اگر ہم ان درختوں کے گرد خار دار تار لگا کر اس سے کاشن مشین جوڑ دیں تو وحشی ہم تک کیسے پہنچیں گے''...... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

''خار دار تار زیادہ سے زیادہ ہم درختوں کے تنوں پر لگا سکیں گے۔ غور سے دیکھو یہ درخت عام درختوں سے کہیں زیادہ بلند ہیں۔ اگر وحشی خار دار تاروں سے بچ کر ان درختوں پر چڑھ گئے تو وہ آسانی سے اس حصار میں آ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی یہ جگہ شالاق قبیلے والوں کے لئے ہمارے شکار کے لئے بے حد مناسب ہوسکتی ہے۔ وہ حصار میں آ کر ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں''...... ابوگا نے کہا۔

''ہم ریڈ فائبر تھریڈ کے ریشوں سے بنے ہوئے خیموں میں ہوں گے تو وہ حصار میں آنے کے باوجود ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ ہاشوگا نے کہا تھا کہ ان خیموں کو اگر اندر سے بند کر لیا جائے تو ان پر بموں اور میزائلوں کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اگر وحشی حصار میں داخل ہو بھی گئے تو وہ ہمیں اس وقت تک نقصان نہیں پہنچا سکیں گے جب تک ہم خیموں سے باہر نہیں آئیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''وہ ہمیں نقصان تو نہیں پہنچا سکیں گے لیکن وہ اگر ہمیں یہاں سے خیموں سمیت اٹھا کر لے گئے تو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو جولیا نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔ واقعی یہ سوچنے کی بات تھی کہ خیمے یہاں عارضی طور پر لگائے جا سکتے تھے جنہیں توڑا اور پھاڑا تو نہیں جا سکتا تھا لیکن وحشی انہیں وہاں سے خیموں سمیت ضرور اٹھا کر لے جا سکتے تھے۔

''تو کیا تم یہ سوچ رہے ہو کہ شالاق قبیلے کے وحشی ہمارا پیچھا کرتے ہوئے یہاں ضرور آئیں گے''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں صرف وحشیوں کے بارے میں نہیں سوچ رہا ہوں''...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔



''تو پھر''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''شاید تم میں سے کسی نے ان درختوں کے درمیان بنے ہوئے اس حصار کو غور سے نہیں دیکھا ہے۔ ایک بار غور سے دیکھو تو تم سب بھی میری طرح سنجیدہ ہو جاؤ گے''...... عمران نے کہا تو وہ سب چونک کر راڈز لیمپ کی روشنی میں غور سے حصار دیکھنا شروع کر دئیے۔ حصار میں جگہ جگہ بڑی اور موٹی مگر ٹیڑھی میڑھی سی لکیریں بنی ہوئی تھیں جو گول ہونے کے ساتھ ساتھ عجیب زگ زیگ انداز میں ہر طرف جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

''ان لکیروں کا کیا مطلب ہو سکتا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ بلیک ماگوم کے نشان ہیں''...... کیپٹن شکیل نے ان لکیروں کو غور سے دیکھتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''بلیک مامبا کا تو سنا ہے۔ یہ بلیک ماگوم کیا ہے''...... تنویر نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

''بلیک ماگوم سیاہ اژدھوں کی نسل ہے جو جناتی وجود رکھتے ہیں ان کا وزن ایک سوٹن ہوتا ہے۔ یہ اژدہے اپنے شکار سانس کے ذریعے اپنی طرف کھینچتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ وہ ہاتھیوں اور گینڈوں کو بھی سالم نگل جانے کی طاقت رکھتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو ان سب کے چہروں پر حیرانی لہرانے لگی جبکہ بلیک ماگوم کا سن کر ہاشوگا اور ابوگا کے چہرے پر پریشانی

لہرانے لگی تھی۔

''اوہ گاڈ۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ یہ ا
بلیک ماگوم کا ہی مسکن ہے۔ یہاں دو تین بلیک ماگوم ضرور ر
ہیں''...... ہاشوگا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''شاید اس وقت بلیک ماگوم شکار کے لئے گئے ہوئے ہیں لیکن
اگر بارش تیز ہوگئی تو وہ سیدھے یہاں آ جائیں گے اور اپنے مسکن
میں کسی اور کو دیکھ کر وہ شدید غصے میں آ جائیں گے۔ ان کے
سامنے ہمارے ہارڈ خیمے اور خار دار تاریں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔
خار دار تاروں کو توڑ کر ہمیں خیموں سمیت ہی نگل سکتے ہیں''۔ ابوگا
نے جواب دیا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ جگہ ہمارے لئے خطرناک
ہے''...... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''خطرناک نہیں۔ انتہائی خطرناک۔ ان نشانوں کو دیکھ کر صاف
پتہ چلتا ہے کہ یہاں کم از کم دو بلیک ماگوم ضرور رہتے ہیں۔ بلیک
ماگوم اپنے مسکن کی سخت ترین حفاظت کرتے ہیں اور اپنے مسکن
میں عام کیڑے مکوڑوں کو بھی داخل نہیں ہونے دیتے۔ جب وہ
اس حصار میں ہوتے ہیں تو وہ یہاں اس قدر زہریلی سانسیں
چھوڑتے ہیں کہ حشرات الارض بھی فوراً یہاں سے نکل جانے میں
ہی عافیت سمجھتے ہیں۔ اگر ہم یہاں رکے رہے اور بلیک ماگوم واپس
آ گئے اور انہوں نے یہاں زہریلی سانس چھوڑ دی تو اس کا ہم پر
فوراً اثر ہونا شروع ہو جائے گا۔ زہر ہماری سانسوں کے ذریعے
ہمارے جسموں میں داخل ہو جائے گا اور ہم فوراً بے ہوش ہو
جائیں گے اور بلیک ماگوم سانس کے ذریعے ہمیں سالم نگلنے میں
ایک لمحہ کی بھی دیر نہیں لگائیں گے''...... ابوگا نے کہا۔

''تو پھر ہمیں بلیک ماگوم کے آنے سے پہلے ہی یہاں سے نکل
جانا چاہئے۔ ہم خواہ مخواہ کیوں اپنی زندگیاں خطرے میں
ڈالیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ہمارا یہاں سے نکل جانا ہے بہتر ہوگا''...... عمران نے
اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''باہر بارش تیز ہوتی جا رہی ہے۔ باہر ہم بارش سے بچنے کے
لئے جائیں گے کہاں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''بارش سے تو ہم کسی نہ کسی طرح سے خود کو بچا لیں گے لیکن
اگر بلیک ماگوم یہاں آ گئے تو پھر ہمارا بچنا واقعی مشکل ہو جائے گا۔
اس لئے دیر نہ کریں اور جتنا جلد ممکن ہو یہاں سے نکل چلیں''۔
ہاشوگا نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ یہاں آتے
ہی ان سب نے اپنی کمروں پر لدا ہوا بوجھ اتار دیا تھا اور نرم گھاس
پر بیٹھ گئے تھے۔ ہاشوگا کی بات سن کر وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے
اور انہوں نے اپنے تھیلے اٹھا کر کاندھوں پر لادنے شروع کر
دیئے۔ ابھی وہ اپنی کمروں پر بیگ لاد ہی رہے تھے کہ اچانک
ماحول تیز اور انتہائی خوفناک چنگھاڑ کی آواز سے گونج اٹھا۔ چنگھاڑ

کی آواز اس قدر تیز تھی کہ انہیں اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہونا شروع ہو گئے تھے۔ یہ آواز انہیں سامنے درختوں کے پیچھے سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ پہلی چنگھاڑ کی آواز ابھی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ ماحول ایسی ہی ایک اور چنگھاڑ کی آواز سے گونج اٹھا۔ اس بار آواز دائیں طرف سے آئی تھی اور ساتھ ہی انہیں اپنے پیروں کے نیچے سے زمین دہلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

''بلیک ماگوم۔ یہ چنگھاڑیں بلیک ماگوم کی ہیں۔ وہ اپنے مسکن میں واپس آ رہے ہیں''...... ابوگا نے انتہائی خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے مشین گنیں کاندھوں سے اتار کر ہاتھوں میں پکڑ لی تھیں اور گھبرائی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔ اسی لمحے انہیں سامنے درختوں کے درمیان سے سیاہ رنگ کے ایک بہت بڑے اژدہے کا سر حصار میں داخل ہوتا ہوا دکھائی دیا۔



پروفیسر رونالڈ اپنے بیس ساتھیوں کے ہمراہ افریقہ کے شمالی شہر وٹان کے ایک ہوٹل میں موجود تھا۔ وہ آج صبح ہی ایک چارٹرڈ یارے کے ذریعے وہاں پہنچا تھا۔

تاریک کنوئیں میں سات دن گزارنے کے بعد جب وہ پوری لرح سے صحت یاب ہو گیا تو اس نے اپنی شیطانی طاقتوں کو اپنی رد کے لئے بلانا چاہا تا کہ وہ ان سے یہ پوچھ سکے کہ عمران کہاں ہے۔ کہیں وہ کٹانگا دیوی کا مسکاٹ لے کر افریقہ کے جنگلوں میں ونہیں چلا گیا ہے اور اگر وہ افریقہ کے جنگلوں میں پہنچ گیا ہے تو کیا اس نے کٹانگا دیوی کا مدفن تلاش کر کے اسے باہر نکال لیا ہے ور اس کا مسکاٹ اس کے حوالے کر دیا ہے۔ لیکن اس کی کوئی شیطانی طاقت اس کے سامنے نہیں آ رہی تھی۔ سنگونا کا وار ناکام ہونے کی وجہ سے اس کی تمام شیطانی طاقتیں اور اس کی ساحرانہ

طاقت اس سے چھینی جا چکی تھیں۔ اب پروفیسر رونالڈ ایک انسان تھا۔ پروفیسر رونالڈ کے پاس اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ یا تو عمران اور کٹانگا دیوی کے مسکاٹ کو بھول کر چالیس روز کا جاپ کر کے اپنی طاقتیں واپس حاصل کرتا یا پھر عام ایجنٹ کی طرح بلیک ایجنسی کے ایجنٹوں کو لے کر عمران کے پیچھے جاتا اس سے زبردستی کٹانگا دیوی کا مسکاٹ چھیننے کی کوشش کرتا۔ چونکہ پروفیسر رونالڈ کے پاس وقت نہیں تھا۔ اسے عمران کے بارے میں کوئی خبر نہیں تھی کہ وہ کہاں تھا اور کیا کر رہا تھا۔ اگر پروفیسر رونالڈ اپنی طاقتوں کے حصول کے لئے چالیس روز کے جاپ میں مصروف ہو جاتا تو اس دوران عمران نہ صرف افریقہ کے گھنے اور پراسرار جنگلوں میں جا کر کٹانگا دیوی کا مدفن تلاش کر سکتا تھا بلکہ وہ کٹانگا دیوی کو اس کا مسکاٹ دے کر اسے نئی زندگی بخش دیتا جس کے بعد پروفیسر رونالڈ کے ہاتھوں سے کٹانگا دیوی ہمیشہ کے لئے نکل جاتی اور چونکہ وہ کٹانگا دیوی کو تسخیر کرنا چاہتا تھا اس لئے ممکن تھا کہ کٹانگا دیوی اپنی تسخیر کا سوچنے کے جرم میں ہی اسے سخت ترین سزا دے دیتی اور وہ اسے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دیتی۔ اس لئے پروفیسر رونالڈ نے جاپ کرنے کی بجائے عمران کے پیچھے جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ وہ آخری مرحلے تک عمران سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ چھیننے کی کوشش کرنا چاہتا تھا اور پروفیسر رونالڈ جانتا تھا کہ اگر وہ اور اس کے ساتھی عمران اور اس کے ساتھیوں تک پہنچ



گئے تو پھر وہ انہیں آسانی سے اپنے گھیرے میں لے لیں گے اور ان سب کو ہلاک کر دیں گے۔

جس طرح سے عمران نے پروفیسر رونالڈ کے سنگونا کے وار کو ناکارہ کیا تھا اس سے پروفیسر رونالڈ کو بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ عمران کی سرپرستی روشنی کی طاقتیں کر رہی ہیں۔ عمران کو سنگونا سے بچانے کے لئے یقیناً روشنی کی طاقتوں نے ہی اس کی معاونت کی ہوگی اسی لئے عمران اور اس کے ساتھی جنگل میں سنگونا کی آمد کے منتظر تھے اور جیسے ہی انہیں سنگونا دکھائی دی انہوں نے اسے تباہ کرنے کی کوشش کرنا شروع کر دی اور عمران نے آخر کار سنگونا کو آگ دے کر اسے تباہ کر دیا۔ جس سے نہ صرف پروفیسر رونالڈ سنگونا کا وار ناکام ہونے کی وجہ سے شدید زخمی ہو گیا تھا بلکہ وہ اپنی ایک بڑی طاقت ماؤتانہ سے بھی ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

پروفیسر رونالڈ کے پاس اب کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ عمران سے ڈائریکٹ مقابلہ کرے اور جیسے بھی ممکن ہو اس سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ حاصل کر لے اس نے سات راتیں اور سات دن تاریک کنویں میں گزاری تھیں اور جب وہ پوری طرح سے صحت یاب ہو گیا تو اس کی محافظ شیطانی ذریت کیاگی نے اسے کنویں سے نکال کر اس کے اصلی ٹھکانے پر پہنچا دیا تھا۔

اپنے ٹھکانے پر آتے ہی پروفیسر رونالڈ نے فوری طور پر اپنی بلیک ایجنسی کے ایجنٹوں کو متحرک کر دیا۔ اس نے پاکیشیا میں موجود

اپنے فارن ایجنٹوں سے بھی بات کی تھی جن کی اطلاعات مطابق عمران اپنے چار ساتھیوں کو لے کر ایک چارٹرڈ طیارے براعظم افریقہ کی جانب روانہ ہوا تھا۔ اس کی منزل افریقہ کا شہر کیوگاس تھی۔ فارن ایجنٹوں کی اطلاع کے مطابق عمران او کے ساتھیوں کو کیوگاس گئے ہوئے سات روز ہو چکے تھے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کا افریقہ جانے کا سن کر پر رونالڈ کا سانس سینے میں اٹکنا شروع ہو گیا تھا کہ سات روز عمران افریقہ کے جنگلوں میں نجانے کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہو پروفیسر رونالڈ کے لئے اب یہ مسئلہ اور زیادہ گھمبیر ہو گیا تھا۔ ع اور اس کے ساتھی افریقہ کے گھنے جنگلوں میں تھے اور وہ کس وقت کٹانگا دیوی کے مدفن تک پہنچ سکتے تھے اس لئے پروفیسر رونا وقت ضائع کئے بغیر عمران اور اس کے ساتھوں تک پہنچ جانا چا تھا۔ اس نے فوری طور پر ایک طیارہ چارٹرڈ کرایا اور کیوگاس جا کی بجائے وہ ہوٹان کی جانب روانہ ہو گیا۔

پروفیسر رونالڈ اپنے بیس ساتھیوں کے ساتھ افریقہ کے گ جنگلوں میں استعمال میں آنے والا سامان بھی ساتھ لایا تھا تا اسے اور اس کے ساتھیوں کو جنگلوں میں عمران اور اس کے ساتھیو کے ساتھ ساتھ جنگلی حیات کا بھی سامنا کرنے میں کوئی مسئلہ نہ آئے۔

پروفیسر رونالڈ اور اس کی ایجنسی کا ہوٹان میں کوئی سیٹ اپ تو



نہیں تھا لیکن اس نے اسرائیل سے ہی ہوٹان کی چند کرائم ایجنسیوں سے رابطے کر لئے تھے جو انہیں افریقہ کے گھنے جنگلوں میں پہنچانے کے ساتھ ساتھ انہیں وہاں ہر قسم کا اسلحہ اور وہ ضروری سامان مہیا کر سکتے تھے جو پروفیسر رونالڈ اور اس کے ساتھی اپنے ساتھ نہیں لا سکے تھے۔

پروفیسر رونالڈ کے پاس اب چونکہ ساحرانہ طاقتیں نہیں تھیں اس لئے اسے اپنے قوت بازو اور اپنے ساتھیوں پر ہی بھروسہ کرنا پڑ رہا تھا جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ نبرد آزما ہونے کے ساتھ ساتھ جنگلی حیات کا بھی مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھا۔ اس لئے پروفیسر رونالڈ نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت کے لئے ہر ممکن بندوبست کرا لیا تھا۔

ہوٹان میں انہیں شمالی جنگلوں میں جانے کے لئے ہیلی کاپٹر بھی دستیاب ہو سکتے تھے لیکن فضائی کمپنی نے انہیں ہیلی کاپٹر دینے سے انکار کر دیا تھا۔ فضائی کمپنی کے مطابق جنگلوں کا موسم بے حد خراب تھا اور وہ اس خراب موسم میں وہاں ہیلی کاپٹر لے جانے کا رسک نہیں لے سکتے تھے۔ ویسے بھی ہوٹان سے ساٹھ کلو میٹر کے فاصلے پر جنگلوں کی حدود شروع ہو جاتی تھی اس لئے پروفیسر رونالڈ نے سات بڑی بڑی جیپیں ہائر کر لی تھیں۔ اس نے جنگل میں رہنمائی کے لئے چند مقامی افراد کو بھی ساتھ لے لیا تھا جو انہیں جنگل میں گائیڈ بھی کر سکتے تھے اور ان کا بوجھ بھی اٹھا سکتے تھے۔

پروفیسر رونالڈ کے ساتھ جانے والوں کی تعداد دس مقامی افراد کے ساتھ تیس ہوگئی تھی اور اب پروفیسر رونالڈ اور اس کے ساتھی جنگلوں میں جانے کے لئے تیار تھے۔ اس کے ساتھی ہوٹل سے نکل کر باہر موجود جیپوں میں سوار ہو چکے تھے جبکہ پروفیسر رونالڈ ابھی اپنے کمرے میں ہی موجود تھا۔ اس نے ایک کرائم گروپ سے رابطہ کیا تھا۔ اس گروپ سے وہ ایک سیٹلائٹ مشین حاصل کرنا چاہتا تھا جسے ایس ٹی کہا جاتا تھا۔ ایس ٹی مشین کی مدد سے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو جنگل میں آسانی سے تلاش کر سکتا تھا۔

پروفیسر رونالڈ نے اس مشین کے حصول کے لئے کرائم گروپ کو بھاری معاوضہ دیا تھا اور ابھی تک وہ مشین اس تک نہیں پہنچی تھی۔ اس مشین کے بغیر پروفیسر رونالڈ جنگلوں میں نہیں جانا چاہتا تھا کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی جنگلوں کے کس حصے میں موجود ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔

پروفیسر رونالڈ نے جو ایس ٹی مشین منگوائی تھی وہ جنگلوں میں ایک مخصوص ایریئے میں موجود ٹرانسمیٹر کا پتہ چلا سکتی تھی۔ ٹرانسمیٹر چاہے بند حالت میں ہی کیوں نہ ہوتے مشین سے ان کی لوکیشن کا پتہ لگایا جا سکتا تھا۔ پروفیسر رونالڈ کو یقین تھا کہ بیرونی دنیا سے رابطے کے لئے عمران اور اس کے ساتھی لامحالہ ٹرانسمیٹر تو اپنے ساتھ ضرور لے گئے ہوں گے۔ اس مشین سے سرچنگ کر کے



عمران یا اس کے کسی ساتھی کے پاس موجود ٹرانسمیٹر کا پتہ چل سکتا تھا۔ اس مشین کے ذریعے پروفیسر رونالڈ کو آٹومیٹک طریقے سے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی کا پتہ چل جاتا جس سے لنک کر کے پروفیسر رونالڈ عمران اور اس کے ساتھیوں کو سیٹلائٹ کے تھرو لائیو دیکھ سکتا تھا۔

پروفیسر رونالڈ نے ایس ٹی مشین کے لئے کرائم گروپ کے سربراہ کو بھاری رقم دی تھی۔ اس لئے اب تک اسے مشین لے کر پروفیسر رونالڈ تک پہنچ جانا چاہیئے تھا لیکن نہ تو کوئی مشین لانے والا پہنچا تھا اور نہ ہی بار بار رابطہ کرنے کے باوجود پروفیسر رونالڈ کی اس کرائم گروپ کے لیڈر سے بات ہو رہی تھی۔ جس سے پروفیسر رونالڈ کو شک ہو رہا تھا کہ کہیں کرائم گروپ کا لیڈر اس کی ایس ٹی مشین کے لئے دی ہوئی رقم ہڑپ نہ کر گیا ہو۔

”ہونہہ۔ اگر مجھے ایس ٹی مشین نہ ملی تو میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو جنگلوں میں کہاں کہاں ڈھونڈتا پھروں گا“...... پروفیسر رونالڈ نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو پروفیسر رونالڈ چونک پڑا۔

”یس کم اِن“...... پروفیسر رونالڈ نے اونچی آواز میں کہا تو دروازے کا ہینڈل گھوما اور دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھلتے ہی ایک لمبا تڑنگا سیاہ فام اندر آ گیا جس کے ہاتھوں میں ایک بڑا سا باکس تھا۔ سیاہ فام کو دیکھتے ہی پروفیسر رونالڈ کی آنکھوں میں چمک آ

گئی۔ یہ وہی شخص تھا جس سے پروفیسر رونالڈ نے ایس ٹی مشین منگوائی تھی۔

''اوہ۔ آؤ آؤ۔ مسٹر ولمارٹ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ کہاں رہ گئے تھے تم۔تم نے تو صبح آنا تھا''...... پروفیسر رونالڈ نے سیاہ فام کی جانب بڑھتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ جیسے اسے اور اس کے ہاتھ میں موجود باکس کو دیکھ کر اس کے دل سے سیاہ فام کے لئے تمام گلے شکوے دور ہو گئے ہوں۔

''افریقہ میں یہ مشین موجود نہیں تھی۔ میں نے اسے ایکریمیا سے خصوصی طور پر منگوایا ہے۔ خراب موسم کے باعث فضائی سروس لیٹ ہو گئی تھی اس لئے دیر ہو گئی''...... آنے والے سیاہ فام جس کا نام ولمارٹ تھا، نے جواب دیتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے باکس سامنے موجود میز پر رکھ دیا۔

''اگر ایسی بات تھی تو مجھے فون کر دیتے تاکہ میں مزید انتظار کر لیتا''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''نجی مصروفیت کی وجہ سے میں نے اپنا سیل فون سوئچڈ آف کر رکھا تھا۔ بہرحال مشین آ گئی ہے۔ اسے چیک کر لو۔ میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے''...... ولمارٹ نے کہا تو پروفیسر رونالڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے آگے بڑھ کر باکس کھولنا شروع کر دیا۔ باکس میں لیپ ٹاپ کمپیوٹر جیسی ایک مشین تھی جس کے ساتھ لمبے لمبے کوڈڈ ایریل لگے ہوئے تھے۔ مشین زیادہ وزنی نہیں تھی۔



پروفیسر رونالڈ باکس سے مشین نکال کر غور سے دیکھنے لگا۔ مشین نئی تھی۔

''یہ ورکنگ پوزیشن میں ہے اور اس پر لگے وائی فائی سو کلو میٹر تک کے ایریئے کو مارک کر سکتے ہیں۔ مطلب سو کلو میٹر کے دائرے جو جو ٹرانسمیٹر ہوں گے یہ مشین اس ٹرانسمیٹر کے سگنل فوراً رسیو کر لے گی اور پھر تم اس ٹرانسمیٹر سے لنکڈ کر کے اپنے ان ساتھیوں کی لوکیشن لائیو چیک کر سکتے ہو جو جنگل میں جا کر تم سے بچھڑ کر دور نکل گئے ہوں گے''...... ولمارٹ نے کہا۔

''کیا مشین کے وائی فائی سسٹم کی رینج بڑھائی نہیں جا سکتی''۔ پروفیسر رونالڈ نے پوچھا۔

''تم کتنی رینج چاہتے ہو''...... ولمارٹ نے پوچھا۔

''مجھے کم از کم دو سو کلو میٹر رینج درکار ہے۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میرے کچھ شکاری دوست جنگلوں میں گئے ہوئے ہیں۔ شمالی جنگل ہزاروں کلو میٹر کے دائرے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ نجانے جنگل کے کس حصے میں ہوں۔ میرے پاس جتنی زیادہ رینج ہو گی میں اتنا ہی جلد ان کی مدد کو پہنچ جاؤں گا۔ موسم کی خرابی کی وجہ سے چونکہ فضائی سروس معطل ہے اس لئے میں جیپیں لے کر جنگلوں میں جا رہا ہوں اور تمہیں پتہ ہو گا کہ زمینی راستے سے ان خطرناک جنگلوں میں سفر کرنا کتنا مشکل ثابت ہو سکتا ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''ہاں یہ تو ہے۔ اگر تم وائی فائی کی رینج میں اضافہ چاہتے ہو تو مجھے ایک دو روز اور دے دو۔ میں تمہارے لئے ایکریمیا سے خصوصی لانگ ایرئیل منگوا لوں گا۔ ان ایرئلز کے لگانے سے ایس ٹی مشین کی سرچنگ رینج میں دوگنا اضافہ ہو جائے گا''...... ولمارٹ نے کہا۔

''دو روز۔ اوہ نہیں۔ میری ٹیم جنگلوں میں جانے کے لئے نیچے تیار کھڑی ہے۔ میں صرف تمہارا ہی منتظر تھا۔ میرے ساتھی جنگلوں میں نجانے کس حال میں ہوں۔ میں جلد سے جلد ان تک پہنچ جانا چاہتا ہوں۔ ان کے لئے میں مزید وقت ضائع نہیں کر سکتا۔ بہرحال سو کلو میٹر کی رینج بھی کم نہیں ہے۔ میں اسی سے کام چلا لوں گا۔ تمہارا شکریہ''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔ اس نے ولمارٹ کو یہی بتایا تھا کہ اس کے چند ساتھی افریقہ کے جنگلوں میں پچھلے کئی روز سے شکار کی غرض سے گئے ہوئے تھے جن سے اس کا رابطہ ہی نہیں ہو رہا تھا۔ وہ ان کی تلاش میں جنگلوں میں جانا چاہتا ہے اور چونکہ جنگلوں میں جانے والے اس کے ساتھیوں کے ٹرانسمیٹر آف ہیں اس لئے اسے ایس ٹی مشین کی ضرورت تھی جس کی مدد سے وہ اپنے شکاری دوستوں کو آسانی سے ٹریس کر سکتا تھا۔

''جیسے تمہاری مرضی''...... ولمارٹ نے لاپرواہی سے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

''اگین تھینکس''...... پروفیسر رونالڈ نے مسکرا کر کہا اور اس کی



جانب ہاتھ بڑھایا تو ولمارٹ نے اس سے ہاتھ ملایا اور پلٹ کر تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ ولمارٹ کے باہر نکلتے ہی پروفیسر رونالڈ نے مشین دوبارہ باکس میں رکھی اور جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر پر سرخ رنگ کا ایک بلب سپارک کرنے لگا۔

''یس''...... رابطہ ملتے ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔ اس ٹرانسمیٹر میں چونکہ مائیک اور اسپیکر ایک ساتھ نصب تھے اس لئے اس میں بار بار اوور نہیں کہنا پڑتا تھا۔

''پی آر سپیکنگ''...... پروفیسر رونالڈ نے اپنے نام کا مخفف استعمال کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یس پروفیسر۔ میں پیٹرسن بول رہا ہوں''...... پروفیسر رونالڈ کی آواز سنتے ہی اس کے نمبر ٹو کی آواز سنائی دی جو اس کے ساتھ آیا تھا۔

''مشین آ گئی ہے۔ تم خود آ کر اسے میرے کمرے سے اٹھا لو اور چلنے کی تیاری کرو''...... پروفیسر رونالڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوکے پروفیسر۔ میں آ رہا ہوں''...... پیٹرسن نے جواب دیا تو پروفیسر رونالڈ نے اثبات میں سر ہلا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اسے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ کچھ دیر کے بعد ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر آیا اس نے مخصوص انداز میں پروفیسر رونالڈ کو سلام کیا۔ پروفیسر رونالڈ نے میز پر پڑے ہوئے باکس کی طرف اشارہ کر دیا تو آنے

والے شخص نے جو اس کا نمبر ٹو پیٹرسن تھا، نے آگے بڑھ کر مشین والا باکس اٹھا لیا۔

''جیپیں تیار ہیں پروفیسر۔ تمام افراد بھی سامان سمیت جیپوں میں سوار ہو چکے ہیں بس اب آپ کا ہی انتظار ہے''...... پیٹرسن نے پروفیسر رونالڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں''...... پروفیسر رونالڈ نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا تو پیٹرسن نے بھی جواباً اثبات میں سر ہلایا اور ایس ٹی مشین والا باکس لے کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ پروفیسر رونالڈ نے ہوٹل سے چیک آؤٹ کیا اور پھر وہ ہوٹل سے باہر نکلتا چلا گیا جہاں اس کے ساتھی جیپیں لے کر تیار تھے۔ پروفیسر رونالڈ کو دیکھتے ہی وہ سب جیپوں میں سوار ہو گئے۔

چھ جیپوں میں اس کے ساتھی چار چار، پانچ پانچ کے گروپ میں سوار ہو گئے جبکہ اگلی جیپ جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر پروفیسر رونالڈ کا نمبر ٹو پیٹرسن تھا جبکہ اس کی جیپ کی پچھلی سیٹوں پر دو مسلح افراد تھے۔ ان میں سے ایک بلیک ایجنسی سے تعلق رکھتا تھا جبکہ دوسرا شخص سیاہ فام تھا جو جنگل میں گائیڈ کے طور پر ان کے ہمراہ آ رہا تھا۔ پروفیسر رونالڈ، پیٹرسن کے سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''چلیں''...... پیٹرسن نے پروفیسر رونالڈ سے مخاطب ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

''ہاں چلو''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا تو پیٹرسن نے جیپ



سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ جیسے ہی اس نے جیپ آگے بڑھائی باقی جیپیں بھی اس کے پیچھے قطار کی شکل میں آگے بڑھنا شروع ہو گئیں۔ شہری حدود سے نکلتے ہی پیٹرسن نے جیپ کو فل سپیڈ پر دوڑانا شروع کر دیا تھا۔ ساٹھ کلو میٹر کا فاصلہ انہوں نے آدھے گھنٹے میں طے کر لیا اور وہ جیسے ہی ایک متوازی سڑک پر آئے انہیں دور سے ہی شمالی جنگل دکھائی دینا شروع ہو گئے۔ جنگلوں کے ان اطراف میں چونکہ خطرناک جانور نہیں تھے اس لئے ان راستوں پر کوئی چیک پوسٹ نہیں بنائی گئی تھی۔ لوگ اپنی حفاظت آپ کے تحت ان راستوں سے جنگلوں کی طرف آتے جاتے رہتے تھے۔

''کیا ان جنگلوں میں ایسے راستے موجود ہیں جن پر ہم دور تک جیپیں لے جا سکیں''...... پروفیسر رونالڈ نے پیچھے بیٹھے ہوئے سیاہ فام گائیڈ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ ان جنگلوں میں تقریباً ایک سو کلو میٹر تک ہم جیپیں لے جا سکتے ہیں لیکن اس سے آگے نہیں کیونکہ آگے جنگل بے حد گھنا اور خطرناک ہو جاتا ہے۔ وہاں گھنے درختوں کے ساتھ زمین پر ہر طرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں اگی ہوئی ہیں جنہیں کاٹ بھی دیا جائے تو وہ پھر اگ آتی ہیں اس لئے مزید آگے جانے کے راستے بنائے ہی نہیں گئے''...... گائیڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا جس کا نام ہوانگو تھا۔ اس کی بات سن کر پروفیسر رونالڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پروفیسر رونالڈ کو علم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی کیوگاس

سے سمندری راستے سے جنگلوں میں گئے تھے جو اس علاقے
تین سو کلو میٹر سے بھی زیادہ پیچھے تھا۔ لیکن انہیں چونکہ جنگلوں
گئے کئی دن ہو چکے تھے اس لئے پروفیسر رونالڈ انہیں ایس ٹی مش
کی مدد سے ہی چیک کر سکتا تھا۔ پیٹرسن نے پروفیسر رونالڈ
کہنے پر ایس ٹی مشین والا باکس اسی جیپ میں رکھ دیا تھا۔ پروفیس
رونالڈ نے پیچھے بیٹھے ہوئے اپنے ساتھی سے باکس سے مشی
نکالنے کا کہا تو اس نے باکس کھول کر مشین پروفیسر رونالڈ کو دے
دی۔ پروفیسر رونالڈ نے مشین اپنی گود میں رکھی اور اسے کھول
آن کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں مشین پر لگی ہوئی سکرین آن
گئی۔ سکرین نیلے رنگ کی تھی جس پر کوئی منظر نہیں تھا۔ پروفیس
رونالڈ نے سائیڈوں پر لگے ہوئے ایریل کھینچ کر نکالے اور مشین
آپریٹ کرنا شروع ہو گیا۔ سکرین پر ایک چھوٹی سی ونڈو بن گئ
جس میں آپریٹنگ سسٹم کی کمانڈز ظاہر ہو گئی تھیں۔ پروفیسر ان
کمانڈز کو دیکھتے ہوئے مشین آپریٹ کرنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ
ممکن ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کیوگاس سے جنگلوں
میں آ کر اتنا فاصلہ طے کر لیا ہو کہ وہ اس مشین کی رینج میں آ
جائیں۔ وہ کافی دیر تک مشین آپریٹ کرتا رہا لیکن جنگل سے اسے
کسی ٹرانسمیٹر کا کوئی کاشن نہیں مل رہا تھا۔

پیٹرسن نے جیپ جنگل میں بنے ہوئے راستے پر دوڑانی شروع
کر دی تھی۔ باقی جیپیں بھی اسی رفتار سے اس کے پیچھے آ رہی



تھیں۔ ابھی چونکہ دن کا وقت تھا اس لئے جنگل میں خاصی روشنی
پھیلی ہوئی تھی اور جنگل کا یہ حصہ زیادہ گھنا بھی نہیں تھا۔

جیپیں تیز رفتاری سے جنگل میں بنے ہوئے راستے پر بھاگی جا
ہی تھیں۔ جنگل میں دور دور سے مختلف جانوروں کے بولنے کی
وازیں سنائی دے رہی تھیں۔ پروفیسر رونالڈ ان آوازوں اور جنگل
دھیان دیئے بغیر ایس ٹی مشین پر کام کر رہا تھا۔ وہ اس کام میں
قدر مگن تھا جیسے وہ اس مشین کے ذریعے آج ہی عمران اور اس
ساتھیوں کو ٹریس کر لے گا لیکن شام تک اسے جنگل میں کسی بھی
میٹر کا کوئی کاشن نہیں ملا تھا۔

شام تک وہ گھنے جنگل میں داخل ہو چکے تھے جہاں بنی ہوئی
ی پکی سڑک بھی ناہموار تھی جس کی وجہ سے جیپیں اچھل اچھل کر
گے بڑھ رہی تھیں۔ گھنے جنگل میں داخل ہوتے ہی پیٹرسن اور
کے پیچھے آنے والے افراد نے جیپوں کی ہیڈ لائٹس آن کر لی
ں۔ وہ چونکہ گھنے جنگلوں میں جا رہے تھے اس لئے انہوں نے
وں کی چھتوں پر ہیوی لائٹس بھی لگا رکھی تھی جنہیں روشن کرنے
ے ماحول ہر طرف بقعۂ نور بن گیا تھا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں اب جیپیں یہیں روک دینی چاہئیں۔
گے راستہ مزید خراب ہے۔ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہے اور
ں گڑھے بھی ہیں۔ اگر ہماری جیپ کسی گڑھے میں پھنس گئی تو
رے لئے وہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے گا''...... ہوانگو نے کہا تو

پروفیسر رونالڈ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا اور پھر اس نے جنگل میں نظر دوڑائی تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ گھنے جنگلوں میں داخل ہوتے ہی دن کی روشنی ختم ہو گئی تھی اور اب جنگل کا یہ حصہ جیپوں کی ہیڈ لائٹس کی وجہ سے روشن ہو رہا تھا۔ پروفیسر رونالڈ اپنے کام میں اس قدر منہمک تھا کہ اسے شام ہونے اور جیپیں گھنے جنگل میں داخل ہونے کا علم ہی نہیں ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسا ہوانگو کہہ رہا ہے اس کی بات پر عمل کرو۔ ہمیں واپسی کے لئے بھی ان جیپوں کی ضرورت پڑے گی۔ اس لئے انہیں یہاں کسی محفوظ جگہ پر چھپا دو تاکہ واپسی پر ہم انہیں آسانی سے لے جا سکیں"...... پروفیسر رونالڈ نے کہا تو پیٹرسن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس نے کچھ آگے جا کر جیپ روک لی۔ اس کے جیپ روکتے ہی اس کے پیچھے آنے والی جیپیں بھی رکتی چلی گئیں۔



اژدہے کا سر بہت بڑے مگر مچھ جیسا تھا جو درختوں کے پیچھے سے نکل کر حصار کے اندر آ گیا تھا۔ اژدہے کا منہ کھلا ہوا تھا جس میں سے اس کی موٹی اور دو شاخہ زبان کے ساتھ اس کے لمبے بڑے ہوئے اور نوکیلے دانت صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اژدہے کا رنگ سیاہ تھا اور اس کی آنکھیں کسی بیل کی آنکھوں کی طرح باہر کی طرف ابلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

اژدہے نے حصار میں آتے ہی اس قدر بھیانک انداز میں چنگھاڑ ماری تھی کہ انہیں اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔ ہاشوگا اور اس کے ساتھیوں نے اژدہے کو جیسے ہی درختوں کے حصار میں داخل ہوتے دیکھا انہوں نے فوراً اپنی مشین گنوں کا رخ اژدہے کی جانب کیا اور پھر ماحول اچانک مشین گنوں کی مخصوص ریٹ ریٹ کی آواز سے گونجنا شروع ہو گیا۔ گولیاں

اژدہے کے منہ پر پڑیں تو اس نے بری طرح سے چنگھا
ہوئے اپنا منہ پیچھے ہٹا لیا۔ اسے پیچھے ہٹتے دیکھ کر باشوگا کے
تیزی سے بھاگتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہ تسلسل
ساتھ اژدہے پر گولیاں برسا رہے تھے۔ جیسے ہی وہ گولیاں بر
ہوئے درختوں کی طرف بڑھے اژدہے نے اور زیادہ ہولناک ا
میں چنگھاڑنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی اس نے اپنا سر زور زور
درختوں پر مارنا شروع کر دیا۔ اژدہے نے جیسے ہی اپنا سر درخ
پر مارنا شروع کیا۔ درخت کے تنے ٹوٹے اور ہوا میں اچھلتے ہو
ان کی طرف آئے۔

''انہیں فائرنگ کرنے سے روکو۔ ورنہ ہم سب مارے جائ
گے''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب''...... باشوگا نے کہنا چاہا۔

''میں کہتا ہوں روکو انہیں۔ فوراً روکو''...... عمران نے اسی طر
سے چیختے ہوئے کہا تو باشوگا چیخ چیخ کر اپنے ساتھیوں کو بلیک ماگو
پر فائرنگ کرنے سے منع کرنا شروع ہو گیا تو اس کے ساتھیوں نے
بلیک ماگوم پر فائرنگ کرنا بند کر دی اور تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے
آئے۔ درختوں کے پیچھے اژدہا بری طرح سے شور مچا رہا تھا۔ وہ
شدید غصے میں تھا۔ اس نے اب اپنی دم گھما گھما کر درختوں پ
مارنی شروع کر دی تھی جس سے درخت جڑوں سمیت اچھل اچھل
کر ان کے اوپر سے بھی گزر رہے تھے اور ان کے ارد گرد بھی گر



رہے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی زمین پر لیٹ گئے تھے۔ عمران
نے اپنا بیگ کھول کر اس میں سے منی میزائل گن نکال لی تھی۔

اژدہے کے اچھل کود کی وجہ سے زمین پر بری طرح سے دھمک
یدا ہو رہی تھی۔

''کیا سوچ رہے ہیں عمران صاحب۔ اژدہے کو آپ میزائل
ئن سے نشانہ کیوں نہیں بنا رہے ہیں''...... صفدر نے چیختے ہوئے
ہا جو عمران سے کچھ فاصلے پر زمین سے چپکا ہوا تھا۔

''ابھی یہ اکیلا ہے۔ یہ چیخیں مار مار کر اپنے جوڑی دار کو بلا رہا
ہے۔ جب اس کا جوڑی دار آ جائے گا تب میں انہیں ایک ساتھ
نہ بناؤں گا۔ اگر میں نے اسے پہلے ہلاک کر دیا تو دوسرا اژدہا
ٹ ہو جائے گا اور وہ خاموشی سے اس وقت تک ہمارے پیچھے لگا
ہے گا جب تک کہ وہ ایک ایک کر کے ہم سب کو سالم نہ نگل
''...... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے انہیں ایک اور اژدہے کی
اڑنے کی آواز سنائی دی۔

''دوسرا اژدہا بھی آ رہا ہے''...... جولیا نے کہا۔ عمران نے اس
بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی نظریں سامنے اچھلتے ہوئے
ہے پر جمی ہوئی تھیں۔ چونکہ اب اس پر فائرنگ نہیں کی جا رہی
اس لئے اس کی اچھل کود میں نمایاں کمی آ گئی تھی اور اس نے
ر کر درخت بھی گرانا بند کر دیئے تھے۔ وہ بڑا سا سر اٹھائے
میں دیکھ رہا تھا۔ اس کا سر کبھی دائیں طرف گھوم رہا تھا کبھی

بائیں طرف۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ان انسانوں کو دیکھنے
کوشش کر رہا ہو جو ایک تو اس کے مسکن میں موجود تھے اور د
انہوں نے اس پر حملہ کیا تھا۔

''اسی طرح سب زمین سے چپکے رہو۔ مجھے لگ رہا ہے ز
پر چپکے ہونے کی وجہ سے ہم اسے دکھائی نہیں دے رہے ہیں
جب تک ہم اسے دکھائی نہیں دیں گے وہ ہم پر حملہ نہیں کر
گے''...... عمران نے کہا تو وہ سب اور زیادہ زمین سے چپک گئے
عمران کی نظریں اژدہے پر ہی جمی ہوئی تھیں جو سر دائیں بائیں او
اوپر نیچے کر رہا تھا۔ اسی لمحے اس کے پیچھے ایک اور ایسا ہی اژد
دکھائی دیا جو چنگھاڑتا ہوا تیزی سے آ رہا تھا۔ دوسرے اژدہے ک
چنگھاڑتے دیکھ کر پہلے اژدہے نے بھی خوفناک انداز میں چنگھاڑ
شروع کر دیا۔

''اب موقع ہے۔ دونوں بلیک ماگوم ایک ساتھ موجود ہیں۔
انہیں یہیں ختم کر دیں عمران صاحب''...... ہاشوگا نے کہا۔ عمران
نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی نظریں دونوں
اژدہوں پر جمی ہوئی تھیں جو چنگھاڑتے ہوئے حصار کی طرف دیکھ
رہے تھے۔ پھر اچانک دونوں اژدہے ایک ساتھ حصار میں داخل
ہوتے دکھائی دیئے۔ حصار میں داخل ہوتے ہی پہلے اژدہے نے
بھاڑ جیسا منہ کھول کر ایک زور دار چنگھاڑ ماری تو اسی لمحے عمران کا
منی میزائل گن والا ہاتھ اٹھا اور اس نے اژدہے کا نشانہ لے کر گن



کا بٹن پریس کر دیا۔ اس کی گن سے سگار جیسا ایک منی میزائل نکلا
اور بجلی کی سی تیزی سے اژدہے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ شعلے اگلتا
میزائل اپنی طرف آتے دیکھ کر اژدہا چونک پڑا تھا اس سے پہلے کہ
وہ کچھ کرتا میزائل اچانک اس کے کھلے ہوئے منہ اور پھر ٹھیک اس
کے حلق میں گھستا چلا گیا۔ اژدہے کو ایک زور دار جھٹکا لگا وہ تیزی
سے پیچھے ہٹا لیکن اسی لمحے ایک زور دار دھماکا ہوا اور اژدہے کا سر
ں کی گردن سمیت اڑتا چلا گیا۔ جیسے ہی اژدہے کا سر غائب ہوا
وسرا اژدہا تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ جس اژدہے کا سر اُڑا تھا
ں کا بھاری بھرکم جسم بری طرح سے تڑپتا ہوا درختوں سے ٹکرانا
روع ہو گیا تھا جس سے ایک بار پھر جنگل میں جیسے قیامت سی
ٹ پڑی اور درخت جڑوں سے اکھڑ اکھڑ کر ہوا میں اچھلنے لگے۔
سرے اژدہے نے اپنے ساتھی کو ہلاک ہوتے دیکھ کر تیزی سے
اپنا رخ بدلنا چاہا اور پلٹ کر بھاگنا چاہا لیکن اسی لمحے عمران کی گن
سے ایک اور میزائل نکلا اور ٹھیک بلیک ماگوم کی گردن کے پیچھے گھستا
چلا گیا۔ ایک زور دار دھماکا ہوا اور اس اژدہے کے سر کے بھی
پرخچے اُڑ گئے اور اس کا جسم بھی بری طرح سے تڑپتا نظر آیا۔

''ویل ڈن عمران صاحب۔ ویل ڈن۔ آپ کا نشانہ واقعی بے
داغ ہے۔ ویل ڈیل۔ واقعی ان طاقتور اور جناتی قسم کے اژدہوں کا
بھلا عام گولیوں سے کیا ہو سکتا تھا۔ اچھا کیا کہ آپ نے میرے
ساتھیوں کو ان پر فائرنگ کرنے سے رکوا دیا تھا ورنہ وہ سب ان

اژدہوں کے ہاتھوں مارے جاتے''...... ہاشوگا نے دونوں اژدہوں کو ہلاک ہوتے دیکھ کر مسرت بھرے انداز میں کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر عمران اور اس کے ساتھ باقی سب بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے چلے گئے۔ اژدہوں کے جسم اب بھی پھڑک رہے تھے۔ یہ عمل کچھ دیر تک جاری رہا پھر دونوں اژدہے ساکت ہو گئے۔

''دونوں اژدہے ہلاک ہو چکے ہیں۔ میرے خیال میں اب ہمارے لئے اس ٹھکانے میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہم یہاں رک سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ اب ہمارا یہاں رکنا اور زیادہ خطرناک ہو جائے گا''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''وہ کیسے۔ کیا یہاں کسی اور بلیک ماگوم کے آنے کا بھی خطرہ ہو سکتا ہے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ یہاں صرف دو بلیک ماگوم ہی رہتے تھے لیکن ان کے وجود واقعی جناتی ہیں جو گوشت سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان کے سروں سے نکلنے والا خون ہر طرف پھیلتا جا رہا ہے جس کی بو چند ہی لمحوں میں سارے جنگل میں پھیل جائے گی اور گوشت خور درندے انہیں کھانے کے لئے یہاں بھاگے چلے آئیں گے۔ اگر وہ یہاں آ گئے تو ہم چاروں طرف سے ان میں گھر جائیں گے اور پھر ہمارا یہاں سے نکلنا زیادہ مشکل ہو جائے''...... عمران نے کہا۔



''کیا ان جنگلوں کے درندے اژدہوں کا بھی گوشت کھاتے ہیں''...... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ ان اژدہوں کا گوشت نیل گائے کے گوشت جیسا ہوتا ہے جو درندوں کی مرغوب غذا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''بارش بھی کافی تیز ہو گئی ہے۔ اس بارش میں ہم جائیں گے کہاں''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔ واقعی بارش کافی تیز ہو گئی تھی اور آسمان پر بادلوں کی گھن گرج میں بھی بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا۔

''لاشوں کے ٹکڑے بن کر درندوں کے منہ میں جانے سے بہتر ہے کہ ہم بارش میں بھیگتے ہوئے کہیں اور چلے جائیں۔ ہمارے پاس رین کوٹ بھی موجود ہیں۔ رین کوٹ پہننے کی وجہ سے ہم بارش میں بھیگنے سے بچ جائیں گے۔ اب نکل چلو یہاں سے مجھے درندوں کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئی ہیں''...... عمران نے کہا۔ جنگل میں اب واقعی کئی درندوں کے گرجنے اور دہاڑنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ جو شیروں، چیتوں، بھیڑیوں اور گوشت خور بن مانسوں کی تھیں۔ ان آوازوں کو سن کر ہاشوگا اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر قدرے خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے جبکہ عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی قدرے پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ انہوں نے اپنے بیگ پہلے ہی اٹھا رکھے تھے۔ انہوں نے بیگ کھول کر ان میں سے رین کوٹ نکالے اور انہیں پہن کر وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ ابھی وہ کچھ ہی دور گئے ہوں

گے کہ انہیں ہر طرف سے درندوں کے دوڑنے بھاگنے، گرجنے اور دھاڑنے کے ساتھ ساتھ چنگھاڑنے کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں۔

"درندے آ رہے ہیں۔ وہ بلیک ماگوموں کا گوشت کھانے کے لئے آ رہے ہیں۔ جلدی کرو۔ اردگرد موجود درختوں پر چڑھ جاؤ۔ جلدی کرو"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور خود بھی تیزی سے ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ عمران کی بات سن کر وہ سب بھی تیزی سے مختلف درختوں کی طرف بڑھے اور پھر وہ درختوں پر بندروں کی سی پھرتی سے چڑھتے چلے گئے۔ ابھی وہ درختوں پر چڑھے ہی تھے کہ اسی لمحے اچانک انہیں درختوں کے پیچھے سے سیاہ شیر اور بے شمار چیتے بھاگ کر اس طرف آتے دکھائی دیئے۔ ان کی تعداد ان گنت تھی۔ وہ دھاڑتے اور گرجتے ہوئے اسی طرف بھاگے جا رہے تھے جس طرف بلیک ماگوموں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ شیروں کے ساتھ بہت سے بھیڑیئے۔ لومڑیاں اور ایسے ہی گوشت خور درندے بھاگے چلے آ رہے تھے۔ ایک تو بارش ہو رہی تھی اور دوسرا جنگل میں ہر طرف بلیک ماگوموں کے خون کی بو پھیلی ہوئی تھی اس لئے ان درندوں کو انسانی بو محسوس نہیں ہوئی تھی کیونکہ ان میں سے کوئی ایک بھی درندہ ان درختوں کے پاس نہیں رکا تھا جن پر عمران اور اس کے ساتھی چڑھے ہوئے تھے۔

درندوں کی آمد کا سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا پھر شاید درندے



بلیک ماگوموں کی لاشوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ دور سے انہیں درندوں کے آپس میں لڑنے اور ایک دوسرے پر جھپٹنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"نیچے اترو اور چلو یہاں سے"...... عمران نے میدان صاف دیکھ کر کہا اور تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ اسے درخت سے اترتے دیکھ کر باقی سب بھی درختوں سے نیچے آ گئے اور پھر وہ درندوں کی مخالف سمت میں بھاگتے چلے گئے۔ اب چونکہ وہاں خاصا اندھیرا ہو گیا تھا اس لئے انہوں نے رات کے اندھیرے میں دیکھنے کے لئے ٹیلی نائٹ سکوپس جیسی گاگلز آنکھوں پر چڑھا لی تھیں۔ اب وہ ان گاگلز سے راستہ دیکھتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ اندھیرا شروع ہوتے ہی جیسے سارا جنگل جاگ گیا تھا۔ اب انہیں دور نزدیک سے ہر قسم کے جانوروں کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئی تھیں۔ البتہ جانور انہیں دوڑتے بھاگتے ہوئے دکھائی نہیں دے رہے تھے شاید وہ بارش سے بچنے کے لئے اپنے مسکنوں سے ہی چیخ چلا رہے تھے۔

جنگل کے جس راستے پر وہ سفر کر رہے تھے وہ ڈھلانی تھا۔ تیز بارش اور اوپر سے آنے والا تیز پانی ان کے پیروں سے ٹکراتا ہوا گزر رہا تھا۔ چونکہ ڈھلانی راستہ پھسلن بھرا تھا اس لئے وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ان میں سے کسی ایک کا بھی پیر پھسلا تو وہ رکے بغیر گہرائی میں الٹا پلٹتا چلا جائے

گا۔ نیچے درختوں کے ساتھ سنگی چٹانیں تھیں اگر وہ ڈھلان سے گرتے تو سیدھے ان درختوں اور چٹانوں پر جا گرتے جہاں گر کر شاید ہی ان میں سے کوئی بچ سکتا تھا۔ پھر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔ ہاشوگا کے ساتھی جو آگے چل رہے تھے ان میں سے ایک کا پیر پھسلا، اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا دوسرے لمحے وہ بری طرح سے چیختا ہوا ڈھلان سے بری طرح سے الٹتا پلٹتا ہوا نیچے جاتا دکھائی دیا۔ اس کے ایک ساتھی نے تیزی سے ہاتھ مار کر اسے پکڑنے کی کوشش کی۔ اس کی کوشش کامیاب نہیں ہوئی تھی۔ البتہ اس کوشش میں خود وہ بھی پھسلن بھرے راستے پر اپنے قدم نہیں جما سکا تھا جس کے نتیجے میں وہ بھی ڈھلان پر گرتا چلا گیا۔ ان دونوں کو اس طرح ڈھلان سے گرتے دیکھ کر وہ سب ٹھٹھک گئے اور خوف بھری نظروں سے ان دونوں کو نیچے گرتے دیکھنے لگے۔ دونوں چیختے ہوئے بار بار اچھل رہے تھے اور اردگرد موجود جھاڑیوں اور چٹانوں کے کناروں کو پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ان کے گرنے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ نہ تو وہ چٹانوں کے کنارے پکڑ پا رہے تھے اور نہ ہی ان کے ہاتھ کوئی جھاڑی آ رہی تھی۔ پھر عمران اور اس کے ساتھیوں نے دونوں کو ایک چٹان سے ٹکرا کر ہوا میں اچھلتے اور سر کے بل نیچے موجود چٹانوں پر گرتے دیکھا۔ دونوں کے منہ سے نکلنے والی آخری چیخیں بے حد تیز اور دلخراش تھیں۔ ٹھوس اور نوکیلی چٹانوں پر گر کر ان کے جسموں کے



پرخچے اُڑ گئے تھے۔

''اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ میرے دو ساتھی''...... ہاشوگا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اپنے دو ساتھیوں کا بھیانک انجام دیکھ کر ان سب کے چہرے فق ہو گئے تھے۔

''ان کی بے احتیاطی انہیں لے ڈوبی ہے۔ احتیاط سے چلو۔ ابھی یہ ڈھلانی راستہ کافی طویل ہے۔ ہمیں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا ہو گا ورنہ ہم سب کا انجام ان دونوں سے مختلف نہیں ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''چلو''...... ہاشوگا نے آگے موجود اپنے ساتھیوں سے کہا تو وہ ڈری ڈری نظروں سے نیچے موجود اپنے ساتھیوں کے لاشوں کے ٹکڑے دیکھتے ہوئے ایک بار پھر آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔ اس بار وہ نہایت آہستہ آہستہ اور قدم جما کر آگے بڑھ رہے تھے۔ تیز بارش کی وجہ سے ڈھلان کی طرف آتا ہوا تیز پانی بار بار ان کے قدم اکھاڑنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ اپنے دو ساتھیوں کا خوفناک انجام دیکھ چکے تھے اس لئے وہ انتہائی احتیاط سے خود کو پھسلنے سے بچاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ ایک گھنٹے کی طویل مسافت کے بعد وہ ڈھلوانی علاقے سے نکل آئے۔

وہ جوں جوں آگے بڑھتے جا رہے تھے جنگل اور زیادہ گھنا ہوتا جا رہا تھا۔ وہ درختوں کے بیچ سے گزرتے ہوئے ایک میدانی علاقے میں پہنچے تو انہیں دور سے بے شمار چمکتی ہوئی آنکھیں دکھائی

دینے لگیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے سامنے قطاروں کی شکل میں بے شمار جگنو سے چمک رہے ہوں۔

''یہ کیسی چمک ہے''...... جولیا نے حیرت سے چمکتے ہوئے نقطوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''جگنو معلوم ہوتے ہیں''......تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ جگنو نہیں ہیں''...... کیپٹن شکیل نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں یہ جگنو نہیں بلکہ بھیڑیوں کی چمکدار آنکھیں ہیں وہ ہماری طرف دیکھ رہے ہیں''...... ہاشوگا نے بھی اسی انداز میں کہا۔

''اوہ۔ اتنی تعداد میں بھیڑیئے''......صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ شاید ہم بھیڑیوں کے خاص علاقے میں آ گئے ہیں''......عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یہ ہم سے خاصے دور ہیں۔ ہمیں ان سے دور ہی رہنا ہوگا۔ ورنہ یہ شیروں اور چیتوں کی طرف ہماری طرف لپکیں گے اور ہم پر حملہ کر کے ہمیں چیر پھاڑ کر کھا جائیں گے''...... ہاشوگا کے ساتھی ابوگا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''تم تو ان راستوں کے بارے میں جانتے تھے پھر کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ اس طرف بھیڑیوں کا مسکن ہے''...... ہاشوگا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں نے پہلے یہاں اتنی تعداد میں بھیڑیئے نہیں دیکھے



تھے''......ابوگا نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان بھیڑیوں کی تعداد کسی بھی طرح ڈیڑھ دو سو سے کم نہیں ہے''......تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ان کے مقابلے میں ہماری تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے''...... جولیا نے کہا۔ اسی لمحے انہوں نے چمکتی ہوئی آنکھوں کو تیزی سے حرکت کرتے دیکھا۔ بھیڑیئے چونکہ ان سے کافی دور تھے اس لئے وہ کراس ویژنل گاگلز آنکھوں پر لگی ہونے کے باوجود انہیں نہیں دیکھ پا رہے تھے۔ انہیں دور سے ان بھیڑیوں کی صرف آنکھیں ہی چمکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

''وہ ہماری طرف آ رہے ہیں''...... ہاشوگا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے فوراً اپنے ہاتھ میں موجود مشین گن کا رخ سامنے سے آنے والی آنکھوں کی طرف کر دیا۔ اس کے دیکھا دیکھی اس کے ساتھیوں نے بھی مشین گنیں سیدھی کر لیں۔

''رکو۔ ان پر فائرنگ مت کرنا''......عمران نے کہا۔

''کیوں''...... ہاشوگا نے چونک کر پوچھا۔

''تمہارے پاس ہینڈ گرنیڈ ہے''......عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔

''جی ہاں ہے''...... ہاشوگا نے جواب دیا۔

''جلدی نکالو اور اس کا سیفٹی پن کھینچ کر پوری قوت سے بھیڑیوں کی طرف اچھال دو جلدی''......عمران نے تیز لہجے میں کہا

ساتھ ہی اس نے جیب سے اپنا مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں
لیا۔ ہاشوگا نے فوراً کاندھے سے تھیلا اتارا اور اسے کھول کر
میں سے دو ہینڈ گرنیڈ نکال لئے۔

"سیفٹی پن کھینچ کر دونوں ہینڈ گرنیڈ پوری قوت سے اوپر ا
دو"...... عمران نے کہا تو ہاشوگا نے ایک ہینڈ گرنیڈ کا سیفٹی پن
اور اسے پوری قوت سے سامنے کی جانب اچھال دیا۔ جیسے ہی گر
ہوا میں بلند ہو کر آگے گیا اسی لمحے عمران کا مشین پسٹل تڑتڑایا
دوسرے لمحے ماحول زور دار دھماکے سے گونج اٹھا۔ آسمان پر ج
آگ کا ایک الاؤ سا روشن ہو گیا تھا۔ دھماکے کی آواز اس ق
شدید تھی کہ انہیں اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہو
تھے۔ جیسے ہی دھماکا ہوا سامنے سے آنے والی چمکدار آنکھیں جی
وہیں رک گئیں۔

"دوسرا بم بھی پھینکو۔ جلدی"...... عمران نے کہا تو ہاشوگا نے
دوسرے ہینڈ گرنیڈ کا بھی سیفٹی پن نکال کر اسے پوری قوت سے ہو
میں اچھال دیا۔ عمران نے اس بم کا بھی نشانہ لے کر فائرنگ کی۔
زور دار دھماکا ہوا اور ایک بار پھر ماحول آگ کی تیز روشنی سے
سرخ ہو گیا۔ اس بار جیسے ہی دھماکا ہوا انہوں نے بھیڑیوں کی
چمکدار آنکھیں غائب ہوتے دیکھیں وہ شاید دھماکے کی آوازیں سن
کر خوفزدہ ہو کر پلٹ کر بھاگ گئے تھے۔

"ہینڈ گرنیڈوں کو اگر عام انداز میں پھینکا جاتا تو اس قدر زور



دھماکے نہ ہوتے جیسے اب ہوئے ہیں۔ گھنے جنگل میں ہوا میں
ال کر بلاسٹ کئے ہوئے عام ہینڈ گرنیڈوں کے دھماکوں کی
ازیں بھی شدید ہو جاتی ہیں جن سے بھیڑیئے اور اس جیسے
ناک جانور ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔ خطرناک درندوں کو خود
دور رکھنے کا یہ نسخہ مجھے کرنل فریدی کے شکاری دوست طارق
بتایا تھا اور دیکھ لو اس کے بتائے ہوئے نسخے پر عمل کر کے میں
ان تمام بھیڑیوں کو ڈرا کر واپس بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے"۔
ن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ نے اسی لئے ہینڈ گرنیڈز کو ہوا میں اچھال کر
ئر کر کے بلاسٹ کیا ہے"...... ہاشوگا نے کہا تو عمران نے
ت میں سر ہلا دیا۔

"بموں کے دھماکے کی گونج سے ارد گرد کے علاقے سے باقی
بھی ڈر کر بھاگ جائیں گے۔ جس سے ہمیں آگے بڑھتے
میں کوئی مشکل نہیں ہو گی"...... عمران نے کہا تو انہوں نے
ن میں سر ہلا دیئے۔ وہ ایک بار پھر آگے بڑھنا شروع ہو گئے
ں بار واقعی انہیں اپنے ارد گرد خطرناک جانور تو کیا کوئی عام سا
بھی دکھائی نہ دیا۔

ہ میدانی علاقے سے گزر کر ایک بار پھر گھنے جنگل میں آ گئے۔
کے اس حصے میں انہیں درختوں کے درمیان بنی ہوئی ایک
ستھری جگہ دکھائی دی تو انہوں نے رات گزارنے کے لئے

وہیں پڑاؤ ڈالنے کا فیصلہ کر لیا۔ ہاشوگا اور اس کے ساتھیوں
اپنے بیگوں سے ایئر ٹائٹ خیمے نکالے اور انہیں ایئر پمپ
پھلانا شروع ہو گئے۔ یہ خیمے اتنے بڑے تھے کہ ان میں
ساتھ چار چار افراد رہ سکتے تھے۔

ہاشوگا اور اس کے ساتھیوں نے وہاں پانچ خیمے لگائے تھ
تکونی جھونپڑیوں جیسے تھے۔ خیمے لگانے کے بعد ہاشوگا کے ساتھ
نے باریک تاروں والی چرخیاں نکالیں۔ ان تاروں پر بار
باریک کانٹے لگے ہوئے تھے۔

چرخیاں لے کر وہ درختوں کے گرد چکر لگانے لگے اور درخت
کے گرد ان خار دار تاروں کا حصار سا بنانا شروع ہو گئے۔ اس ک
میں انہیں کافی محنت کرنی پڑی تھی لیکن آخر کار وہ تاروں کا ا
حصار بنانے میں کامیاب ہو گئے کہ ان تاروں سے گزر کر ای
چھوٹا سا جنگلی خرگوش بھی اندر نہیں آ سکتا تھا۔

جب تاروں کا حصار بندھ گیا تو ہاشوگا نے ان تاروں سے ایک
چھوٹی سی مشین جوڑ دی۔ اس مشین کو آن کر کے اس نے ایک
درخت کی جڑ کے پاس رکھ دیا۔ اس مشین کا یہ فائدہ تھا کہ اگر کو
طاقتور جانور اس طرف آ کر ان تاروں کو چھونے کی کوشش کرتا
ان تاروں میں بجلی کی تیز رو دوڑ جاتی جس سے وہ جانور جھٹکا کھا
کر دور جا گرتا اور مشین سے تیز سائرن کی آواز نکلنا شروع ہو جا
جسے سن کر وہ سب اپنا اسلحہ لے کر فوراً خیموں سے باہر نکل آتے



سانی سے حصار میں رہ کر جانوروں کا مقابلہ کر سکتے تھے۔
خار دار تاریں لگانے سے پہلے ہاشوگا اور اس کے ساتھیوں نے
رد سے خشک جھاڑیاں اور خشک لکڑیاں اکٹھی کر لی تھیں اور ان
ں نے جگہ جگہ آگ جلانا شروع کر دی تا کہ وہ اس حصار میں
ات الارض کو بھی آنے سے روک سکیں۔ ان سب نے مل کر
خوفناک جنگل میں رات گزارنے کا خاطر خواہ انتظام کر لیا تھا۔
کاموں سے فارغ ہو کر انہوں نے خشک میوے کھائے اور
ٹلوں سے پانی پی کر خیموں میں گھستے چلے گئے۔

جولیا کے لئے ایک الگ چھوٹا خیمہ لگایا گیا تھا جبکہ بڑے خیمے
عمران اور اس کے باقی ساتھی ایک ساتھ گھس گئے تھے اور
ں نے خیموں کو اندر سے بند کر لیا تھا۔ چونکہ وہ طویل سفر کر
بری طرح سے تھک چکے تھے اس لئے خیموں میں آ کر لیٹتے
ان کی آنکھیں خود بخود بند ہونا شروع ہو گئی تھیں اور پھر وہ
وں میں سو گئے۔

پروفیسر رونالڈ اور اس کے ساتھی اسلحہ اٹھائے جنگلوں میں چلے جا رہے تھے۔ ایس ٹی مشین کے ساتھ ایک بیلٹ سی لگی ہوئی تھی۔ پروفیسر رونالڈ نے مشین اسی بیلٹ کے ذریعے اپنے گلے میں ڈال کر لٹکا رکھی تھی اور وہ اس حالت میں بھی مشین کو آسانی سے آپریٹ کرسکتا تھا۔

چونکہ موسم خراب تھا اور گھنے جنگلوں میں داخل ہوتے ہی ہر طرف اندھیرا ہوتا جا رہا تھا اس لئے اس کے ساتھیوں نے ساتھ لائی ہوئی ہیوی ٹارچیں روشن کر لی تھیں جن کی روشنی سے ہر اطراف بقعۂ نور سا بن گئے تھے اور وہ روشنی میں مسلسل آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ وہ آگے بڑھتے رہتے اور جب تھک جاتے تو جنگل میں مناسب جگہ دیکھ کر وہیں پڑاؤ ڈال لیتے۔ تین دنوں تک وہ اسی طرح مسلسل آگے بڑھتے رہے۔ انہیں جگہ جگہ



جنگلی جانوروں نے گھیرنے کی کوشش کی تھی لیکن پروفیسر رونالڈ کے ساتھی اور ہوانگو چونکہ جدید اسلحہ اپنے ساتھ لائے تھے اس لئے بھلا ان کے اسلحے کے سامنے کونسا جانور ٹھہر سکتا تھا۔ پروفیسر رونالڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دن میں سفر کرتا تھا اور رات کو آرام کرتا تھا۔

پروفیسر رونالڈ ہر وقت ایس ٹی مشین سے لگا رہتا تھا اور مشین آپریٹ کرتا رہتا تھا لیکن تاحال اسے جنگل میں کسی ورک کرنے والے یا بند ٹرانسمیٹر کا کوئی کاشن نہیں ملا تھا۔ پروفیسر رونالڈ جانتا تھا کہ ان گھنے اور طویل و عریض جنگلوں میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرنا بھوسے کے ڈھیر سے سوئی ڈھونڈنے کے مترادف ہے لیکن وہ چونکہ ہرصورت میں عمران سے کٹانگا دیوی کا سکاٹ حاصل کرنا چاہتا تھا اس لئے اس کے چہرے پر نہ تو تھکاوٹ کے آثار دکھائی دے رہے تھے اور نہ ہی وہ کوفت زدہ ہوا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی ہمت بندھا رہا تھا تاکہ وہ اس کے ساتھ مسلسل چلتے رہیں۔ اب بھی وہ صبح سے مسلسل جنگلوں میں گھومتے پھر رہے تھے۔ پروفیسر رونالڈ کے ساتھی دن بھر اور مسلسل چل چل کر تھک چکے تھے لیکن چونکہ پروفیسر رکے بغیر چلا جا رہا تھا اس لئے پیٹرسن اور اس کے ساتھیوں میں اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ پروفیسر کو کہیں رکنے اور آرام کرنے کا مشورہ دے سکتا۔ جب چل چل کر ان کی حالت غیر ہونا شروع ہوگئی تو پیٹرسن، پروفیسر رونالڈ سے نظر بچا کر ہوانگو کے نزدیک آ گیا اور اس کے کان میں

کچھ کہا تو ہوانگو بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پروفیسر رونالڈ کے قریب آ گیا۔

"پروفیسر"...... ہوانگو نے پروفیسر رونالڈ سے مخاطب ہو کر کہا تو پروفیسر رونالڈ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم نے مجھ سے کچھ کہا ہے"...... پروفیسر رونالڈ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نے ہوانگو کی بات سنی ہی نہ ہو

"یس پروفیسر۔ ہم سب بری طرح سے تھک چکے ہیں۔ رات بھی ہو گئی ہے۔ جنگل آگے خطرناک ہو جائے گا اس لئے ہم سب کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ ہم آج رات کے لئے یہیں پڑاؤ ڈال دیں"...... ہوانگو نے کہا۔

"اوہ ہاں ٹھیک ہے۔ ڈال دو پڑاؤ۔ موسم بھی خراب ہے۔ اگر بارش شروع ہو گئی تو ہمارے لئے مسئلہ ہو جائے گا"...... پروفیسر رونالڈ نے اپنے مزاج کے خلاف بڑے نرم لہجے میں کہا تو اس کا جواب سن کر قریب موجود پیٹرسن اور اس کے ساتھیوں کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔ پیٹرسن جانتا تھا کہ پروفیسر رونالڈ اتنی جلدی ماننے والوں میں سے نہیں تھا۔ وہ اگر کہتا تو انہیں ساری رات اسی طرح چلنا پڑتا۔ اسی لئے اس نے ہوانگو کو پروفیسر رونالڈ سے بات کرنے کے لئے آگے کیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اگر ہوانگو، پروفیسر رونالڈ سے بات کرے گا تو پروفیسر رونالڈ تھوڑی سی بحث و تکرار کے بعد آخر کار اس کی بات مان جائے گا لیکن پروفیسر رونالڈ نے ہوانگو



سے کوئی بحث نہیں کی تھی اور فوراً ہی اس کی بات مان گیا تھا۔

آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے جن میں بار بار بجلی چمک رہی تھی۔ ابھی بارش شروع نہیں ہوئی تھی لیکن وہاں کسی بھی وقت موسلا دھار بارش شروع ہو سکتی تھی۔ اس لئے جیسے ہی پروفیسر رونالڈ نے انہیں وہاں رکنے کی اجازت دی اس کے ساتھی فوراً حرکت میں آ گئے اور انہوں نے وہاں خیمے لگانے شروع کر دیئے جو واٹر پروف تھے۔

پیٹرسن اور اس کے ساتھیوں نے خیمے لگانے کے ساتھ ساتھ خشک لکڑیاں اور خشک جھاڑیاں اکٹھی کر کے جگہ جگہ آگ بھی جلانی شروع کر دی تھی تاکہ رات کے وقت اگر جنگلی جانور اس طرف آئیں تو وہ آگ کی وجہ سے ان سے دور رہ سکیں۔

کچھ ہی دیر میں وہاں دس خیمے نصب ہو گئے۔ وہ سب اپنے کھانے پینے کے لئے پانی کی چھاگلوں کے ساتھ فوڈ کے بند کین بھی لائے تھے۔ انہوں نے وہاں پڑاؤ ڈال کر کین کھولے اور کھانے پینے میں مصروف ہو گئے۔ پروفیسر رونالڈ ایک اونچی چٹان پر آ کر بیٹھ گیا تھا اور بدستور عمران اور اس کے ساتھیوں کو سرچ کرنے کے لئے ایس ٹی مشین پر کام کر رہا تھا۔ پیٹرسن نے اسے خشک گوشت کا ایک ٹکڑا اور کولڈ ڈرنک کا ایک کین لا دیا تھا لیکن پروفیسر رونالڈ نے ان دونوں چیزوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے حتمی طور پر فیصلہ کر رکھا

ہو کہ جب تک وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو جنگلوں میں تلاش نہیں کر لے گا اس وقت تک وہ کھانے پینے کی چیزوں کو ہاتھ بھی نہیں لگائے گا۔

پروفیسر رونالڈ ابھی ایس ٹی مشین پر سرچ کر ہی رہا تھا کہ اچانک بوندا باندی ہونا شروع ہو گئی۔ بوندا باندی دیکھ کر پروفیسر رونالڈ نے مشین آف کی اور چٹان سے اتر کر تیزی سے سامنے موجود اپنے خیمے کی جانب لپکا۔ جب تک وہ خیمے میں پہنچتا اس وقت تک بوندا باندی نے اچانک تیز بارش کا روپ دھار لیا تھا۔ بارش شروع ہوتے ہی وہاں موجود پیٹرسن، ہوانگو اور اس کے ساتھی بھی تیزی سے اپنا سامان سمیٹتے ہوئے خیموں کی جانب دوڑ پڑے۔

پروفیسر رونالڈ نے چونکہ اپنے لئے الگ خیمہ لگوایا تھا اس لئے وہ اطمینان سے اندر آ کر بیٹھ گیا تھا۔ خیمے میں آتے ہوئے وہ چٹان پر پڑا ہوا کولڈ ڈرنک کا کین اور کاغذ میں لپٹا ہوا گوشت کا پارچہ بھی اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ اس نے گلے سے بیلٹ نکال کر ایس ٹی مشین ایک طرف رکھی اور پھر اس نے کولڈ ڈرنک کا کین اٹھا لیا۔ اس نے کین کھولا اور پھر وہ کولڈ ڈرنک پینا شروع ہو گیا۔ اسی لمحے اچانک دور جیسے زور زور سے بادل کڑکنا شروع ہو گئے۔

”یہ بادلوں کی آواز تو نہیں لگتی“...... پروفیسر رونالڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ایک بار پھر دور سے بادلوں کے گڑگڑانے کی آوازیں سنائی دیں تو پروفیسر رونالڈ



ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”یہ بموں کے دھماکے ہیں۔ یہ سو فیصد بموں کے دھماکوں کی آوازیں ہیں اور جنگلوں میں یہ کام عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ شاید اسے اور اس کے ساتھیوں کو جنگلی درندوں نے گھیر لیا ہے۔ جنہیں بھگانے کے لئے وہ دھماکے کر رہا ہے“...... پروفیسر رونالڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے کولڈ ڈرنک کا کین ایک طرف پھینکا اور پھر وہ فوراً ایس ٹی مشین پر جھپٹ پڑا۔ اس نے مشین آن کی اور اس پر فوراً کام کرنا شروع ہو گیا۔

اس کے ہاتھ تیزی سے مشین پر چل رہے تھے۔ مشین کی سائیڈ پر ایک سکرین سی بنی ہوئی تھی جس پر نمبر چلتے چلے جا رہے تھے۔ پروفیسر رونالڈ نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک چھوٹی ونڈو سے ایک ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ابھر کر باہر آ گئی۔ اس فریکوئنسی کو دیکھ کر پروفیسر رونالڈ یکلخت اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر جوش کے تاثرات ابھر آئے۔

”گڈ شو۔ آخر کار میں نے ان جنگلوں میں ایک ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ٹریس کر ہی لی ہے۔ گڈ شو۔ گڈ شو“...... پروفیسر رونالڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ اس فریکوئنسی کو نوٹ کر کے ایک بار پھر مشین پر کام کرنا شروع ہو گیا۔ وہ فریکوئنسی کو ایڈجسٹ کر کے اس کا ایس ٹی سے لائیو لنکڈ کرنا چاہتا تھا تاکہ یہ دیکھ سکے کہ جس ٹرانسمیٹر کی یہ فریکوئنسی ہے وہ کس کے پاس کام

کر رہا ہے کیونکہ جب تک پروفیسر رونالڈ عمران یا اس کے ساتھیوں کو نہ دیکھ لیتا اس وقت تک اسے اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ کس کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ہے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ یہ فریکوئنسی جنگل میں کام کرنے والے کسی فاریسٹ آفیسر کی ہو۔

پروفیسر رونالڈ دو گھنٹوں تک مسلسل رکے بغیر کام کرتا رہا پھر اچانک سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور سکرین روشن ہوتی چلی گئی۔ سکرین کے روشن ہوتے ہی سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ سکرین پر سیاہی سی چھائی ہوئی تھی جس سے منظر دھندلا رہا تھا۔ پروفیسر رونالڈ نے غور سے دیکھا تو اسے ایک خیمہ دکھائی دے رہا تھا جس میں چند سیاہ فام سوئے ہوئے تھے۔

''یہ کون ہیں۔ ان سب کا تعلق تو افریقہ سے معلوم ہو رہا ہے۔ مجھے تو ان میں کوئی ایشیائی نہیں لگ رہا ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے سیاہ فاموں کو دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ جس ٹرانسمیٹر سے اس کا لنک ہوا تھا وہ ان میں سے شاید کسی ایک سیاہ فام کے پاس تھا اس لئے سکرین پر وہی دکھائی دے رہے تھے۔ پروفیسر رونالڈ نے ایک بار پھر مشین پر کام کرنا شروع کر دیا۔ اس کا چونکہ سیٹلائٹ کے ذریعے ٹرانسمیٹر سے لنک ہو چکا تھا اس لئے وہ اس منظر کو واضح کر کے اور براڈ کر کے دیکھ سکتا تھا۔ اس نے مشین سسٹم کو براڈ کرنا شروع کر دیا تاکہ وہ یہ دیکھ سکے کہ وہ خیمہ کہاں نصب تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ مشین پر لگی ایک ناب کو بھی گھماتا جا رہا تھا جس



سے سکرین پر چھائی ہوئی تاریکی صاف ہوتی جا رہی تھی اور منظر قدرے واضح ہوتا جا رہا تھا۔

چند ہی لمحوں میں سکرین پر جنگل کے ایک حصے کا منظر دکھائی دینا شروع ہو گیا۔ اس منظر میں اسے درختوں کے درمیان میں پانچ خیمے لگے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان خیموں کے ارد گرد باریک تاروں والی باڑھ لگی ہوئی تھی اور باڑھ کے پاس جگہ جگہ آگ جلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ پروفیسر رونالڈ ناب گھما کر منظر کلوز کر کے وہاں کا ماحول دیکھنے کی کوشش کرتا رہا۔ وہ سکرین پر لائیو بیرونی مناظر تو آسانی سے دیکھ سکتا تھا یا پھر وہ اسی خیمے کے اندر کا منظر چیک کر سکتا تھا جہاں ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس کے علاوہ وہ دوسرے خیموں میں نہیں جھانک سکتا تھا۔

''یہاں خیموں کی حفاظت کے جو انتظامات کئے گئے ہیں وہ کم از کم افریقیوں کے طرز کے تو نہیں ہیں۔ فاریسٹ آفیسر ایسے کسی خیموں میں نہیں رہتے ہیں۔ پھر یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے محض باریک تاروں کا ایک حصار ہی بنایا ہوا ہے۔ باہر کوئی شخص حفاظت کے لئے بھی موجود نہیں ہے۔ کیسے پتہ چلے گا کہ ان دوسرے خیموں میں کون ہیں''...... پروفیسر رونالڈ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ ان جنگلوں میں چونکہ شکاری گروپس بھی آتے رہتے تھے اس لئے پروفیسر رونالڈ کو یہ پریشانی لاحق ہو رہی تھی کہ کہیں یہ کوئی شکاری گروپ ہی نہ ہو اگر ان خیموں میں

عمران نہ ہوا تو اس کی اب تک کی گئی ساری محنت ہی اکارت چلی جائے گی اور اسے پھر نئے سرے سے جنگل میں موجود کسی اور ٹرانسمیٹر کو ٹریس کرنا پڑے گا۔

"ہونہہ۔ اب میں کیا کروں۔ کاش میرے پاس میری ایک بھی شیطانی طاقت ہوتی تو میں اس سے پتہ لگا لیتا کہ ان خیموں میں کون ہیں اور عمران جنگل کے کس حصے میں موجود ہے۔ اس کا پتہ چلتے ہی میں سیدھا اس تک پہنچ جاتا۔ اس کی تلاش کے لئے مجھے اس قدر خوار نہ ہونا پڑتا"...... پروفیسر رونالڈ نے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

وہ چند لمحے غور سے ان خیموں کو دیکھتا رہا لیکن خیموں میں کوئی ہلچل دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ شاید خیمے میں موجود افراد سوئے ہوئے تھے۔ پروفیسر رونالڈ ہر حال میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ باقی خیموں میں کون ہیں۔ اچانک اس کی نظر سکرین کی سائیڈ میں بنی ہوئی ایک چھوٹی سی ونڈو پر پڑی جہاں اس علاقے کا فاصلہ اور سمت بتائی جا رہی تھی۔ پروفیسر رونالڈ غور سے اس ونڈو کی تحریر دیکھنے لگا۔

"یہ خیمے یہاں سے بیس کلو میٹر دور نارتھ میں ہیں۔ اگر ہم اس طرف جائیں تو ہمیں وہاں پہنچتے پہنچتے صبح ہو جائے گی۔ تب تک یہ لوگ جاگ کر اور آگے نکل گئے ہوں گے"...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس کے ذہن میں ایک کوندا سا



لپکا۔

"اوہ۔ ہاں اگر اس طریقے پر عمل کیا جائے تو اسی وقت ان خیموں میں موجود افراد کو خیموں سے باہر نکالا جا سکتا ہے۔ گڈ شو۔ میں ابھی انہیں خیموں سے باہر نکالنے کا انتظام کرتا ہوں۔ دیکھتا ہوں کہ اب یہ سب کیسے خیموں سے باہر نہیں نکلتے ہیں"۔ پروفیسر رونالڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پیٹرسن۔ پیٹرسن"...... پروفیسر رونالڈ نے خیمے کے باہر دیکھتے ہوئے زور زور سے پیٹرسن کو آوازیں دیتے ہوئے کہا۔ چند ہی لمحوں میں پیٹرسن اپنے خیمے سے نکل کر اس کے خیمے میں آ گیا۔

"آپ نے بلایا ہے پروفیسر"...... پیٹرسن نے خیمے میں آ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ یہ دیکھو۔ میں نے جنگلوں میں ایک گروپ کو ٹریس کیا ہے۔ یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا گروپ بھی ہو سکتا ہے۔ سب افراد خیموں کے اندر ہیں اس لئے مجھے اس بات کا علم نہیں ہو رہا ہے کہ خیموں میں کون افراد موجود ہیں"...... پروفیسر رونالڈ نے کہا تو پیٹرسن نے جھک کر سکرین دیکھنا شروع کر دی۔

"اس گروپ کا تو کوئی ممبر حفاظت کے لئے باہر بھی موجود نہیں ہے"...... پیٹرسن نے کہا۔

"ہاں۔ انہوں نے خیمے کے گرد باریک تاروں کا حصار بنا رکھا ہے۔ شاید یہ ہارڈ وائرز ہیں۔ انہیں یقین ہو گا کہ ہارڈ وائرز کی

موجودگی میں کوئی جانور حصار میں نہیں آ سکتا۔ اس لئے وہ سب خیموں کے اندر اطمینان سے سوئے ہوئے ہیں۔ لیکن میں ایک بار ان سب کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''یہ خیمے ہم سے بیس کلو میٹر دور نارتھ میں موجود ہیں پروفیسر۔ اگر ہم اس طرف گئے تو ہمیں وہاں تک پہنچتے پہنچتے بہت دیر لگ جائے گی''...... پیٹرسن نے سکرین کی ونڈو دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں نانسنس۔ میں نے تمہیں اسی لئے تو بلایا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ تم اپنے ساتھ جو کراڈ میزائل لائے ہو وہ کتنی رینج تک کارآمد ہو سکتے ہیں''...... پروفیسر رونالڈ نے پوچھا۔

''کراڈ میزائل تیس سے چالیس کلو میٹر تک کے ہدف کو نشانہ بنا سکتے ہیں''...... پیٹرسن نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ تو پھر تم ایسا کرو۔ اس گروپ کے خیموں کا فاصلہ اور سمت ذہن میں رکھو اور یکے بعد دیگرے دو کراڈ میزائل فائر کر دو۔ یاد رکھنا یہ میزائل ان خیموں سے کافی فاصلے پر گرنے چاہئیں۔ جب میزائل بلاسٹ ہوں گے تو ان کے ارد گرد کا علاقہ لرز اٹھے گا۔ دھماکوں کی آوازیں سن کر گروپ کے تمام افراد خیموں سے باہر نکل آئیں گے۔ جیسے ہی وہ خیموں سے باہر آئیں گے میں انہیں سکرین پر آسانی سے دیکھ لوں گا اور مجھے علم ہو جائے گا کہ اس گروپ میں عمران شامل ہے یا نہیں''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔



''اوکے پروفیسر۔ میں ابھی باہر جا کر اس سمت میں میزائل فائر کر دیتا ہوں''...... پیٹرسن نے کہا۔

''میں پھر کہہ رہا ہوں۔ میزائل ان خیموں پر نہیں گرنے چاہئیں۔ جب تک میں اپنی آنکھوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو نہیں دیکھ لیتا اس وقت تک ہم ان پر حملہ نہیں کریں گے۔ اگر یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا گروپ ہوا تو میں تمہیں بتا دوں گا پھر تم اس طرف میزائلوں کی بارش کر دینا اور ان تمام افراد کو ہلاک کر دینا۔ میزائلوں سے اگر عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو جائیں گے تو اس سے عمران کے پاس موجود کٹانگا دیوی کے سکاٹ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور ہم عمران سے ٹکر لینے کی مزید کوفت سے بھی بچ جائیں گے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''یس پروفیسر''...... پیٹرسن نے کہا۔

''جاؤ۔ جلدی جاؤ اور میزائل فائر کرو تاکہ میں انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا تو پیٹرسن نے اثبات میں سر ہلایا اور پلٹ کر تیز تیز چلتا ہوا خیمے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''کاش۔ یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا ہی گروپ ہو۔ کاش''...... پروفیسر رونالڈ نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔ اسے باہر سے اپنے ساتھیوں کے بولنے اور چلنے پھرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ پیٹرسن شاید انہیں خیموں کی طرف حملہ کرنے کے

لئے کہہ رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں پروفیسر رونالڈ کو ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے باہر سے شائیں شائیں کرتے ہوئے دو میزائل فضا میں بلند ہو گئے ہیں۔ چند لمحوں کے بعد پیٹرسن تیز تیز چلتا ہوا خیمے میں آ گیا۔

''میں نے دو کراؤ میزائل چھوڑ دیئے ہیں پروفیسر۔ دونوں میزائل میں نے ان خیموں سے تین سو فٹ دور فائر کئے ہیں اور وہ ٹھیک دو منٹ کے بعد ان خیموں کے پاس جا کر پھٹ جائیں گے''...... پیٹرسن نے کہا۔

''گڈ شو۔ گڈ شو''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔ اس کی نظریں بدستور سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور پھر ٹھیک دو منٹ کے بعد اسے دو چھوٹے چھوٹے میزائل ان خیموں کے اوپر سے گزر کر ان کے عقب کی طرف جاتے دکھائی دیئے۔ دوسرے لمحے سکرین پر تیز چمک سی دکھائی دی اور پروفیسر رونالڈ اور پیٹرسن نے خیموں سے کافی فاصلے پر آگ کے شعلے بلند ہوتے دیکھے۔ آگ کے شعلوں کے ساتھ انہوں نے خیموں اور اردگرد کی زمین بری طرح سے لرزتے دیکھی۔

''گڈ شو پیٹرسن۔ تم نے واقعی خیموں سے کافی فاصلے پر میزائل داغے ہیں۔ خیمے میں موجود افراد یہ دیکھنے کے لئے خیموں سے ضرور باہر نکلیں گے کہ باہر ہونے والے دھماکے کیسے تھے اور کس نے کئے تھے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔ اسی لمحے اس نے ایک



خیمے کو سائیڈ سے اوپن ہوتے دیکھا۔ شاید خیمے کے اندر موجود افراد خیمہ اندر سے کھول کر باہر آ رہے تھے۔ پروفیسر رونالڈ نے فوراً مشین پر لگی ہوئی ایک ناب کو پکڑا اور اسے آہستہ آہستہ گھمانے لگا۔ ناب کے گھومتے ہی سکرین کا منظر تیزی سے سمٹتا چلا گیا۔ پروفیسر رونالڈ نے اس خیمے کا کلوز کر لیا تھا جس کا ایک حصہ کھل رہا تھا۔ پھر اس نے خیمے سے چھ سیاہ فاموں کو باہر نکلتے دیکھا۔ ان سیاہ فاموں کے ہاتھوں میں جدید مشین گنیں تھیں۔ وہ بے حد گھبرائے ہوئے لگ رہے تھے۔

''یہ تو عمران اور اس کے ساتھی نہیں ہو سکتے ہیں۔ یہ تو افریقی ہی ہیں''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔ اس نے ایک بار پھر ناب گھما کر منظر بڑا کیا۔ اب اسے دو اور خیمے کھلتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ پروفیسر رونالڈ اور پیٹرسن کی نظریں ان خیموں پر جمی ہوئی تھیں۔ ان خیموں سے بھی جب سیاہ فام نکلے تو پروفیسر رونالڈ اور پیٹرسن کے چہروں پر ناگواری سی پھیل گئی۔ خیموں سے نکلنے والے سیاہ فام پریشانی کے عالم میں اسی طرف دیکھ رہے تھے جہاں انہیں خیموں سے کافی دور آگ کے شعلے بھڑکتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

''لگتا ہے یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا گروپ نہیں ہے۔ لگتا ہے کہ میرا جنگل میں موجود کسی اور ہی شکاری گروپ کے ٹرانسمیٹر سے لنک ہو گیا ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے منہ بناتے

ہوئے کہا۔ اس نے نہایت بے زاری کے عالم میں مشین
کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

''ایک منٹ پروفیسر۔ اس خیمے کی طرف دیکھیں۔ اس خیمے
ایک لڑکی نکل رہی ہے ایک اور خیمہ بھی کھل گیا ہے''...... اس
پہلے کہ پروفیسر رونالڈ مشین آف کرتا پیٹرسن نے تیز لہجے میں ک
پروفیسر رونالڈ نے چونک کر سکرین کی طرف دیکھنا شروع کر د
اور پھر اس بار سکرین پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھوں میں بے
چمک ابھر آئی۔ ایک خیمے سے ایک سفید فام لڑکی نکل رہی تھی د
دوسرا خیمہ بھی کھل گیا تھا اور اس خیمے سے نکلنے والے چار افراد
سفید فام ہی تھے۔

''اوہ اوہ۔ یہ سفید فام ہیں اور یہ ایشیائی ہی لگ رہے ہیں
یہ۔ یہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہی ہیں۔ مجھے سو فیصد یقی
ہے کہ یہی عمران اور اس کے ساتھی ہیں''...... پروفیسر رونالڈ
بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

''میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران کو تو نہیں پہچا
لیکن میں نے ایک بار عمران کو دیکھا تھا۔ آپ اس شخص کو کلو
کریں۔ میں ابھی دیکھ کر آپ کو بتا دوں گا کہ یہ عمران ہے
نہیں''...... پیٹرسن نے سکرین پر ایک شخص کی طرف انگلی سے اشار
کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یس۔ دیکھو۔ اسے غور سے دیکھو اور پھر مجھے بتاؤ کہ یہ



نی عمران ہے یا نہیں''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا اور اس نے
ب گھما کر اس شخص کو کلوز کرنا شروع کر دیا جس کی طرف پیٹرسن
نے اشارہ کیا تھا۔ جیسے ہی اس شخص کا چہرہ کلوز ہوا پیٹرسن بری
رح سے اچھل پڑا۔

''یس پروفیسر۔ یہ عمران ہے۔ میں اسے پہچانتا ہوں۔ یہ عمران
ہے''...... پیٹرسن نے کہا تو پروفیسر رونالڈ کا چہرہ جیسے گلنار سا ہوتا
گیا۔

''کیا۔ کیا تم وثوق سے کہہ سکتے ہو کہ یہی عمران ہے''۔ پروفیسر
نالڈ نے مسرت سے لرزتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''یس پروفیسر۔ میں اسے بخوبی پہچان سکتا ہوں۔ یہ عمران ہی
ہے''...... پیٹرسن نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

''گڈ شو۔ گڈ شو۔ آخر کار میں نے بھوسے کے ڈھیر سے سوئی
ش کر ہی لی۔ میں نے عمران کو ڈھونڈ ہی لیا ہے۔ گڈ شو گڈ شو۔
لی گڈ شو''...... پروفیسر رونالڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں
ا اور اس کی مسرت دیکھ کر پیٹرسن کے ہونٹوں پر بے اختیار
کراہٹ ابھر آئی۔

''جاؤ جلدی جاؤ پیٹرسن اور ان پر ایک کے بعد ایک کراؤ
رائلوں کی بارش کر دو۔ ان سب کے بیبیں ٹکڑے اڑا دو۔ جاؤ
دی جاؤ۔ میں ان سب کو اپنی آنکھوں سے ہلاک ہوتے دیکھنا
ہتا ہوں۔ جاؤ۔ ہری اپ''...... پروفیسر رونالڈ نے تیز لہجے میں

کہا۔

''یس پروفیسر''...... پیٹرسن نے کہا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا خیمے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں کے بعد پروفیسر رونالڈ کو باہر سے ایک بار پھر میزائل فضا میں بلند ہونے کی آوازیں سنائی دیں۔ اس بار ایک کے بعد ایک کئی میزائل فضا میں اُڑتے چلے گئے تھے۔

''گڈ شو۔ اب یہ سارے میزائل ٹھیک ان خیموں پر گریں گے اور پھر یہاں ہر طرف تباہی ہی تباہی پھیل جائے گی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ان میزائلوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ موت سے ان کا فاصلہ صرف چند سکنڈوں کا ہے صرف چند سیکنڈوں کا۔ اس کے بعد ان کی زندگی کے چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہو جائیں گے۔ ہمیشہ کے لئے''...... پروفیسر رونالڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں سکرین پر ہی مرکوز تھیں۔ اس سے پہلے کہ وہ سکرین پر میزائلوں کو ان خیموں پر گرتے ہوئے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے ٹکڑے اُڑتے دیکھتا اچانک ایک جھماکا ہوا اور مشین کی نہ صرف سکرین تاریک ہوگئی بلکہ مشین بھی خود بخود آف ہوتی چلی گئی۔

مشین کو اس طرح آف ہوتے دیکھ کر پروفیسر رونالڈ بری طرح سے اچھل پڑا۔

''یہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے۔ یہ مشین کیوں آف ہو گئی ہے۔ کیسے



آف ہو گئی ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس نے جلدی جلدی مشین کے چند بٹن پریس کئے لیکن نہ مشین آن ہوئی اور نہ ہی اس کی سکرین۔ پروفیسر رونالڈ پاگلوں کے سے انداز میں مشین پر ہاتھ مارنا شروع ہو گیا۔ اسی لمحے پیٹرسن ایک بار پھر خیمے میں آ گیا۔ ایس ٹی مشین کو آف دیکھ کر اور اس پر پروفیسر رونالڈ کو بری طرح سے ہاتھ مارتے دیکھ کر وہ وہیں ٹھٹھک گیا۔

''یہ کیا ہوا ہے پروفیسر۔ مشین کیوں آف ہو گئی ہے''۔ پیٹرسن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یہی تو میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ شاید اس کی بیٹری ختم ہو گئی ہے۔ میں اسے بار بار آن کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن یہ آن ہی نہیں ہو رہی ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

''اوہ۔ کیا آپ اس کی ایکسٹرا چارجڈ بیٹریاں نہیں لائے تھے''...... پیٹرسن نے پوچھا۔

''چار بیٹریاں تھیں۔ میں تین روز سے مسلسل سرچ کر رہا تھا اور روز ہی مجھے ایک بیٹری بدلنی پڑتی تھی۔ چاروں بیٹریاں ختم ہو گئی ہیں اور میرے پاس مزید کوئی بیٹری موجود نہیں ہے اور یہاں بیٹریاں چارج کرنے کا بھی کوئی سلسلہ نہیں ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے اسی انداز میں کہا۔

''اوہ۔ بیٹری کے بغیر تو یہ مشین آن ہی نہیں ہو گی۔ مشین آن نہ ہوئی تو کیسے پتہ چلے گا کہ عمران اور اس کے ساتھی کراڈ میزائلوں سے ہٹ ہوئے ہیں یا نہیں''...... پیٹرسن نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تم نے کتنے میزائل فائر کئے ہیں''...... پروفیسر رونالڈ نے پوچھا۔

''پانچ''...... پیٹرسن نے جواب دیا۔

''کیا تم نے تمام میزائلوں سے خیموں کو ہدف بنایا تھا''۔ پروفیسر رونالڈ نے پوچھا۔

''یس پروفیسر۔ میں نے میزائلوں پر سکرین پر نظر آنے والی لوکیشن اور ڈسٹنس ایڈجسٹ کر کے انہیں فائر کر رہا ہے۔ میرے حساب سے تو پانچوں میزائل ٹھیک اسی جگہ گرنے چاہئیں جہاں یہ خیمے موجود ہیں''...... پیٹرسن نے کہا۔

''پھر کوئی پرواہ نہیں۔ پانچ کراڈ میزائلوں سے عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی طور پر نہیں بچ سکیں گے۔ اب تک میزائل ٹھیک ان کے سروں پر گرے ہوں گے اور وہاں خیموں کے ساتھ ان سب کے بھی ٹکڑے بکھر گئے ہوں گے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا تو پیٹرسن نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ کراڈ میزائلوں میں یہ خاصیت تھی کہ ان پر جتنے فاصلے اور سمت کا ٹارگٹ ایڈجسٹ کیا جاتا تھا وہ ٹھیک اسی فاصلے پر جا کر گرتے تھے۔ عمران اور اس کے



ساتھی جہاں موجود تھے انہیں کراڈ میزائلوں سے بچنے کا کوئی موقع نہیں ملا ہو گا۔ وہ میزائل دیکھ کر ادھر ادھر بھاگے بھی ہوں گے تو میزائلوں کے ساتھ ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہوں گے۔

''اب اس جگہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کے ٹکڑے پھیلے ہوں گے۔ تم سب فوراً اس طرف چلنے کی تیاری کرو۔ ابھی اسی وقت۔ صبح تک ہم وہاں پہنچ جائیں گے اور جیسے ہی مجھے کٹانگا دیوی کا وہاں سے مسکاٹ ملے گا میں خود یہیں رک کر تم سب کو واپس بھیج دوں گا''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔ اسی وقت چلنے کا سن کر پیٹرسن کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن پروفیسر رونالڈ کے سامنے اسے کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

''یس پروفیسر''...... پیٹرسن نے جیسے مرے مرے سے لہجے میں کہا۔ پروفیسر رونالڈ نے اس کے لہجے پر کوئی توجہ نہ دی۔ اس کا چہرہ تو کھلا ہوا تھا۔ اس نے ایک تو اتنے بڑے جنگل میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو آسانی سے ٹریس کر لیا تھا اور اب اس نے پیٹرسن سے کہہ کر ان پر کراڈ میزائل بھی فائر کرا دیئے تھے جو ٹھیک عمران اور اس کے ساتھیوں پر گرے ہوں گے اور اب وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کے ٹکڑوں کے سوا کچھ بھی باقی نہ بچا ہو گا۔

پروفیسر رونالڈ کو اب عمران کے پاس موجود کٹانگا دیوی کا مسکاٹ اپنے ہاتھوں میں آتا دکھائی دے رہا تھا اور خیالوں ہی

خیالوں میں وہ مسکاٹ کٹانگا دیوی کے چہرے پر لگا کر اسے اپنے تابع کر رہا تھا۔ کٹانگا دیوی ایک بار اس کے تابع ہو جاتی تو پروفیسر رونالڈ کی زندگی میں انقلاب آ جاتا۔ وہ ان گنت شیطانی طاقتوں کا مالک بن جاتا پھر اسے ماؤتانہ جیسی شیطانی ذریت کے فنا ہو جانے کا بھی کوئی افسوس نہ رہتا اور اس کا ہر کام اس کے ہاتھ پیر ہلائے بغیر کٹانگا دیوی ہی پورا کر دیتی۔ کٹانگا دیوی کی شکل میں پروفیسر رونالڈ پوری دنیا کو فتح کرنے کا خواب دیکھنا شروع ہو گیا تھا جو اسے حقیقت کا روپ دھارتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔



زور دار اور یکے بعد دیگرے ہونے والے دو دھماکوں نے زمین بری طرح سے ہلا کر رکھ دی تھی۔ ان دھماکوں کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار ہڑبڑا کر اٹھ کر بیٹھ گئے۔

''یہ کیسے دھماکے تھے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شاید بجلی کے کڑکنے کی آواز تھی''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ بجلی کے کڑکنے کی آواز ایسی نہیں ہوتی اور پھر زمین بھی تو دھماکوں کی شدت سے لرزی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ بجلی جنگل کے کسی حصے میں گری ہو۔ اس کے گرنے سے بھی تو ایسی ہی رزٹنس ہوتی ہے''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ میزائلوں کے بلاسٹ ہونے کی آوازیں تھیں۔ میں

ان آوازوں کو بخوبی پہچانتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''میزائل۔ اوہ۔ کہیں باڑھ کے باہر جنگلی جانور تو نہیں آ گئے جن پر ہمارے ساتھیوں نے میزائلوں سے حملہ کر دیا ہو''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ یہ میزائل ہمارے ساتھیوں کے چلائے ہوئے نہیں ہیں۔ میزائل کافی دور سے فائر کئے گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر کس نے فائر کئے ہوں گے میزائل اور کیوں''۔ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آؤ۔ باہر چل کر دیکھتے ہیں''...... صفدر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ خیمے کے باہر سے دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ صفدر نے خیمے کا ایک حصہ کھولا تو اسے سامنے جولیا کا خیمہ بھی کھلا ہوا دکھائی دیا۔ جولیا خیمے کے باہر کھڑی تھی۔

عمران اور اس کے ساتھی بھی خیمے سے باہر نکل آئے۔ ہاشوگا، ابوگا اور اس کے ساتھی خیموں کے عقب کی طرف کھڑے تھے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے اس طرف دیکھا تو انہیں کافی دور آگ کے شعلے بلند ہوتے دکھائی دیئے۔ عمران تیز تیز چلتا ہوا ان کے پاس آ گیا۔

''کیا تم نے اس طرف میزائل فائر کئے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں عمران صاحب۔ ہم بھی آپ کی طرح دھماکوں کی



آوازیں سن کر خیموں سے باہر آئے ہیں۔ نجانے یہ کیسے دھماکے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس طرف دو طاقتور بم پھٹ پڑے ہوں''...... ہاشوگا نے کہا۔

''بم نہیں میزائل۔ یہ میزائلوں کے بلاسٹ ہونے کی آوازیں تھیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''میزائل۔ اوہ۔ لیکن اس طرف کون میزائل فائر کر سکتا ہے اور کیوں''...... ابوگا نے حیران ہو کر کہا۔

''ان میزائلوں سے شاید ہمیں نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی تھی لیکن شاید ان کا نشانہ چوک گیا تھا اور میزائل ہم سے کافی فاصلے پر جا گرے تھے''...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''ہمیں نشانہ بنایا گیا تھا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ یہاں ہمارا دشمن کون ہو سکتا ہے جو ہم پر اس طرح میزائل برسا سکتا ہے''...... ہاشوگا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہیں اسرائیلی بلیک ایجنسی کے بارے میں بتایا تھا نا جس کا سربراہ پروفیسر رونالڈ ہے۔ یہ اسی کا کام ہے۔ اسے شاید ہماری لوکیشن کا پتہ چل گیا ہے اسی لئے اس نے اس طرف میزائل فائر کرائے ہیں تاکہ وہ ہمیں ہلاک کر سکے اور مجھ سے کٹانگا کا چہرہ حاصل کر سکے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ کام پروفیسر رونالڈ کا ہے۔ لیکن وہ اتنی جلدی یہاں

کیسے پہنچ گیا اور اسے ہماری لوکیشن کا کیسے علم ہو گیا ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بلیک ایجنسی انتہائی جدید سائنسی آلات سے لیس ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ہماری لوکیشن کسی سائنسی آلے سے معلوم کی ہو اور پھر پروفیسر رونالڈ کا تعلق ماورائی دنیا سے ہے۔ اس کی شیطانی طاقتیں بھی تو اسے ہمارا پتہ بتا سکتی ہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو اسے اس بات کا بھی علم ہو گیا ہو گا کہ ہم اس کے میزائلوں سے بچ گئے ہیں وہ ہم پر مزید میزائل بھی فائر کرا سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں جلدی کرو۔ سب اپنے اپنے خیموں میں چلے جاؤ۔ میزائل یہاں سے کافی فاصلے سے فائر کئے گئے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پروفیسر رونالڈ اور اس کے ساتھی ابھی ہم سے کافی دوری پر ہیں۔ وہ ہم پر دور سے ہی میزائل برسا کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب تک ہم ایڈ فائبر تھریڈ سے بنے ہوئے خیموں کے اندر رہیں گے اس وقت تک ہمیں کسی بلاسٹر سے کوئی خطرہ نہیں ہے نہ میزائلوں سے اور نہ طاقتور بموں سے۔ جلدی کرو۔ یہاں کسی بھی وقت مزید میزائل گر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا تو وہ سب تیزی سے پلٹ کر اپنے اپنے خیموں کی جانب بھاگتے چلے گئے۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی تیز تیز چلتے ہوئے اپنے خیمے میں آ گئے۔



جولیا بھی اپنے خیمے میں گئی اور اس نے اندر سے خیمہ بند کر لیا۔

صفدر نے خیمے میں داخل ہو کر خیمہ اندر سے بند کیا۔ ابھی وہ بیٹھے ہی تھے کہ انہیں تیز شائیں شائیں کی آوازیں سنائی دیں۔ اسی لمحے انہیں یوں محسوس ہوا جیسے خیمے کے باہر ہزاروں طاقتور بم پھٹ پڑے ہوں۔ خیموں کے اندر ہونے کے باوجود انہیں ہر طرف تیز روشنی چمکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی اور زور دار دھماکوں نے انہیں خیمے سمیت بری طرح سے اچھال دیا تھا۔

دھماکوں کی وجہ سے ان کا خیمہ بری طرح سے اچھل اچھل کر ادھر ادھر گر رہا تھا لیکن چونکہ یہ ایک ہارڈ خیمہ تھا اس لئے اس پر دھماکوں کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ یکے بعد دیگرے وہاں پانچ دھماکے ہوئے تھے اور پھر انہیں ہر طرف آگ کی سرخ سرخ روشنی دکھائی دینے لگی۔

''یہ پروفیسر رونالڈ تو سچ مچ ہماری جان لینے پر تل گیا ہے۔ ہم پر مسلسل میزائلوں کی بارش کر رہا ہے''...... کیپٹن شکیل نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''کرنے دو۔ ہارڈ خیموں میں ہم محفوظ ہیں۔ وہ یہاں ایٹم بم بھی فائر کر دے تو اس سے بھی ان خیموں کو کوئی نقصان نہیں ہو گا''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''اس طرح ہم کب تک ان خیموں میں بیٹھے رہیں گے۔ اس نے اگر ہم پر میزائل برسانے کا سلسلہ ختم نہ کیا تو''...... تنویر نے

منہ بنا کر کہا۔

''اس کے میزائل اور اس کے پاس موجود تمام اسلحہ ختم ہو جائے گا لیکن وہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا''...... عمران نے جواب دیا۔

''وہ اپنے ایجنٹوں کو لے کر یہاں آ گیا تو''...... صفدر نے کہا۔

''تو کیا ہو گا۔ جب میزائلوں اور بموں سے وہ ہمارے خیموں کو نقصان نہیں پہنچا سکتا تو یہاں آ کر وہ کیا کر لے گا۔ میں نے کہا ہے نا جب تک ہم خیموں کے اندر ہیں ہم محفوظ ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ ہم یہاں خیموں میں بند رہ کر اپنی حفاظت کرنے نہیں آئے ہیں۔ اگر پروفیسر رونالڈ اپنے ایجنٹوں کے ساتھ ہم پر حملے کرنا شروع ہو گیا ہے تو ہمیں بھی اس کے خلاف کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا۔ اسے بھی پتہ چلنا چاہئے کہ ہم خالی ہاتھ نہیں ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''خالی ہاتھوں سے تمہاری مراد کہیں چوڑیوں سے تو نہیں ہے۔ ویسے جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے چوڑیاں عورتوں کے بازوؤں میں اچھی لگتی ہیں۔ مردوں کو نہیں''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''میں چوڑیوں کی نہیں اسلحے کی بات کر رہا ہوں''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''اوہ اچھا۔ جنگلوں میں آ کر میری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت



قدرے کم ہو جاتی ہے نا اس لئے میں جو سوچتا ہوں الٹا ہی سوچتا ہوں''...... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''میزائلوں کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ پانچ دھماکے ہوئے ہیں لگتا ہے وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ ان پانچ میزائلوں سے ہم ہٹ ہو گئے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اچھا ہے کہ وہ یہی سمجھتا رہے کہ ہم ہٹ ہو چکے ہیں۔ جب وہ یہاں پہنچیں گے اور انہیں یہاں ہماری لاشوں کے ٹکڑے کہیں دکھائی نہیں دیں گے تو وہ یقینی طور پر اپنے ہی سر کے بال نوچنے پر مجبور ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن پروفیسر رونالڈ کے پاس ایسا کون سا جدید آلہ ہو سکتا ہے جس سے وہ ہماری لوکیشن کا پتہ لگا کر ہم پر اس طرح ڈائریکٹ میزائل فائر کر سکتا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''جدید سیٹلائٹ سے لنکڈ کوئی مشین ہو گی۔ اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تب تو وہ سیٹلائٹ سے ہمیں یہاں زندہ سلامت بھی تو دیکھ سکتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ یہاں پھر میزائل فائر کرا دے گا''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ اس کے لئے ہمیں پروفیسر رونالڈ کی آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھنی پڑے گی تا کہ اسے اس بات کا علم نہ ہو سکے کہ ہم اس کے میزائلوں سے ہٹ نہیں ہوئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

"سیاہ پٹی۔ کیا مطلب"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔ تنویر اور کیپٹن شکیل بھی حیرت سے عمران کی جانب دیکھ رہے تھے جیسے وہ عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھے ہوں۔

"وہ جس سیٹلائٹ سے لنکڈ ہیں میں اس سیٹلائٹ سے یہاں آنے والے سگنلز کو ختم کر دوں گا۔ سگنلز کے ختم ہوتے ہی وہ ہمیں کسی بھی مشین پر سیٹلائٹ کے تھرو نہیں دیکھ سکیں گے۔ ویسے بھی جب تک یہاں آگ بھڑک رہی ہے وہ سیٹلائٹ سے ہمیں ابھی نہیں دیکھ پا رہا ہو گا۔ جب تک آگ سرد نہیں ہو گی اس کی مشین کی سکرین پر سرخی ہی سرخی چھائی رہے گی۔ اگر میں اس کی مشین کا سیٹلائٹ سے لنک ختم کر دوں تو اس کی مشین کی سکرین تاریک ہو جائے گی جس کا مطلب ہو گا کہ ہم نے پروفیسر رونالڈ کو یا تو اندھا کر دیا ہے یا پھر جیسے اس کی آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھ دی ہے"۔ عمران نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تو وہ سب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

"لیکن آپ پروفیسر رونالڈ کی آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھیں گے کیسے۔ آپ کو کیسے پتہ چلے گا کہ پروفیسر رونالڈ ہمیں دیکھنے کے لئے کون سی مشین یوز کر رہا ہے اور اس کا لنکڈ کس سیٹلائٹ سے ہے"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"میں سر نیچے اور ٹانگیں اوپر کر کے۔ مطلب سر کے بل کھڑا ہو جاؤں گا تو مجھے پروفیسر رونالڈ کے دل کا حال بھی معلوم ہو سکتا



ہے۔ بندۂ خدا اس کے پاس جو بھی مشین ہو گی اس کا لنک سرچر سیٹلائٹ سے ہو گا اور سرچر سیٹلائٹ سے لنک کرنے کے لئے ایگرک ریز کا استعمال کیا جاتا ہے۔ میرے پاس ایسی چھوٹی سی مشین ہے جسے اگر آن کر دیا جائے تو وہ ایگرک تو کیا اس طرف آنے والی الٹرا ساؤنڈ ریز کو بھی بلاک کر سکتی ہیں۔ جب ایگرک ریز بلاک ہو جائیں گی تو پروفیسر رونالڈ کی مشین خود بخود بند ہو جائے گی اور وہ کسی بھی صورت میں ہمیں سرچر سیٹلائٹ سے چیک نہیں کر سکے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"ان سب باتوں کے بارے میں آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہم بھلا ان ریزز کے بارے میں کیسے جان سکتے ہیں"...... صفدر نے منہ بنا کر کہا۔

"ہاں۔ تنویر کی طرح تم بھی صرف منہ ہی بنانا جانتے ہو۔ ویسے تم تنویر سے زیادہ اچھا منہ بنا لیتے ہو"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو صفدر کے ساتھ کیپٹن شکیل اور تنویر بھی ہنس پڑے۔

"تو جلدی کریں اور وہ مشین آن کریں جس سے ایگرک ریزز بلاک ہو جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ باہر میزائلوں سے لگی ہوئی آگ سرد ہو جائے اور پروفیسر رونالڈ کو ہمارے خیمے دکھائی دے جائیں اور وہ یہاں ایک بار پھر میزائل برسانا شروع کر دے"...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا کر اپنا بیگ اٹھایا اور اسے کھول کر اس نے بیگ میں سے ایک چھوٹی سی مشین نکال لی۔ اس مشین پر

چھوٹے چھوٹے ایریل لگے ہوئے تھے اور مشین پر چند بٹنوں
ساتھ بے شمار رنگ برنگے بلب موجود تھے۔ عمران نے مشین کا
بٹن پریس کیا تو مشین پر لگے تمام بلب تیزی سے جلنا بجھنا شر
ہو گئے۔ عمران نے مشین کے آن ہوتے ہی ایریل کھینچ کر باہر
لئے۔ مشین سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں آ رہی تھیں
اس میں کوئی موٹر سی چل رہی ہو۔

''لو ہو گئی مشین آن۔ اب اس مشین کا یہ فائدہ بھی ہو گا کہ ا
اس طرف نشانہ لے کر کوئی میزائل فائر بھی کئے گئے تو وہ اس مشی
سے نکلنے والی پروٹیکشن ریز کی وجہ سے اپنے ہدف سے ہٹ کر د
نکل جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''گڈ شو۔ آپ کا کوئی ثانی نہیں عمران صاحب۔ واقعی آپ
جینئیس ہیں۔ آپ کے پاس ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ضرور ہوتا
ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ثانی۔ ہائے کاش کہ تنویر میری ثانی کے لئے اپنے فیصلے پر نظر
ثانی کر لے''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کون سے فیصلے پر تم مجھے نظر ثانی کرنے کا کہہ
رہے ہو''...... تنویر نے چونک کر کہا۔

''وہ۔ وہ۔ وہ۔ اب میں کیا کہوں۔ اپنے منہ سے کہتے ہوئے
مجھے شرم آتی ہے''...... عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں
کہا تو تنویر اسے گھور کر رہ گیا جبکہ کیپٹن شکیل اور صفدر عمران کے



ر پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''اچھا ان باتوں کو چھوڑیں۔ یہ بتائیں کہ آپ کے اندازے
مطابق پروفیسر رونالڈ اور اس کے ساتھی ہم سے کتنی دور ہوں
۔ اگر وہ اس طرف آئے تو وہ کب تک یہاں پہنچ سکتے
''...... صفدر نے تنویر کو آنکھیں نکالتے دیکھ کر بات بدلتے
ے کہا۔

''جہاں تک میرا اندازہ ہے ہم پر جو میزائل فائر کئے گئے ہیں
ے لگا تار ایسے دھماکے ہوئے ہیں جن میں بے شمار بم بھرے
ے تھے۔ ایسے میزائل عام طور پر کراؤڈ میزائل کہلاتے ہیں۔ ان
لوں میں سو سے زائد بم بھرے جاتے ہیں جو جہاں گرتے ہیں
اچھی خاصی تباہی پھیلا دیتے ہیں۔ اگر یہ واقعی کراؤڈ میزائل ہی
تو پھر پروفیسر رونالڈ اور اس کے ساتھی ہم سے بیس سے تیس کلو
دور ہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہم سے اتنے فاصلے پر ہیں۔
ب بیس سے تیس کلو میٹر کی دوری پر''...... صفدر نے کہا۔

''کراؤڈ میزائل کم از کم بیس کلو میٹر کی دوری سے فائر کئے جاتے
ب ہی وہ اپنے ہدف کو نشانہ بناتے ہیں۔ اگر یہ فاصلہ کم ہو تو
ہ نشانے سے ہٹ جاتے ہیں۔ پہلے میزائل شاید ہمیں خیموں
باہر لا کر یہ جاننے کے لئے فائر کئے گئے تھے کہ ان خیموں
ہم موجود ہیں یا کوئی اور۔ میزائلوں کے دھماکوں کی آوازیں سن

کر ہمیں ہر حال میں باہر نکل کر دیکھنا ہی تھا کہ ہوا کیا ہے۔ جیسے ہی ہم باہر نکلے پروفیسر رونالڈ جس مشین پر ہمیں سرچ کر رہا تھا اس نے ہمیں دیکھ لیا ہو گا اسی لئے اس نے فوراً اس طرف یکے بعد دیگرے پانچ میزائل فائر کر دیئے ہوں گے تا کہ ہمارے چھوٹے چھوٹے بلکہ بہت ہی چھوٹے ٹکڑے ہو جائیں''...... عمران نے آخری الفاظ اپنے مخصوص انداز میں کہے۔

''پروفیسر رونالڈ آپ سے کٹانگا دیوی کا ماسک حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ ہم پر اس طرح میزائل برسانے کے باوجود ہمارے پاس موجود کٹانگا دیوی کا ماسک سلامت بچ جائے گا''...... کیپٹن شکیل نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کٹانگا دیوی کا ماسک جس باکس میں ہے وہ بلاسٹ اور فائر پروف ہے۔ اس باکس کو سامنے رکھ کر اس پر مسلسل بم بھی برسا دیئے جائیں تو اس باکس کا کچھ نہیں بگڑے گا اور پروفیسر رونالڈ کو معلوم ہے کہ جب تک وہ مجھے ہلاک نہیں کر دیتا اس وقت تک وہ مجھ سے کٹانگا دیوی کا ماسک حاصل نہیں کر سکتا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اگر وہ ہم سے بیس سے تیس کلو میٹر کی دوری پر ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم ابھی یہاں مزید چار پانچ گھنٹے رک کر آرام کر سکتے ہیں۔ وہ یہاں دن نکلنے سے پہلے نہیں پہنچ سکیں گے کیونکہ



جنگل کے راستے بے حد دشوار گزار اور پر پیچ ہیں''...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو میں آرام سے پڑا ہوا ہوں۔ تم بھی آنکھیں بند کرو اور بے فکر ہو کر سو جاؤ۔ ابھی نجانے ہمیں اور کتنا سفر کرنا ہے اور ابھی تو ہمیں شالاق قبیلے والوں سے بھی نپٹنا ہے جو کبھی بھی اور کہیں بھی ہم پر ہلہ بول سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں یہ تو ہے۔ نجانے اس قبیلے والوں سے ہمارا سامنا کب اور کن حالات میں ہو''...... صفدر نے کہا۔

''دعا کرو کہ ان قبیلے والوں سے ہمارا ٹکراؤ نہ ہو تو اچھا ہے ورنہ ہمیں ان قبیلے والوں سے لڑتے ہوئے لینے کے دینے پڑ سکتے ہیں۔ شالاق قبیلہ شیطان قبیلہ ہے اور انتہائی خونخوار قبیلوں میں شمار ہوتا ہے۔ اول تو وہ اپنے دشمنوں کو موقع پر ہی ہلاک کر دیتے ہیں اور اگر کسی کو وہ زندہ پکڑ لیں تو اس انسان کی روح ہلاک ہونے سے پہلے ہی ہزاروں بار سخت ترین اذیتوں سے دوچار ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے دشمنوں پر اس قدر انسانیت سوز ظلم کرتے ہیں کہ الاماں''۔ عمران نے کہا۔

''کیسے ظلم''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ان کے بارے میں جہاں تک میری معلومات ہے کہا جاتا ہے کہ اپنے قبیلے میں انہوں نے چند ایسی مشینیں بنا رکھی ہیں جو انسانوں پر ظلم کرنے کے کام آتی ہیں۔ ان کے پاس دو چرخیوں

والی ایک مشین ہے جس کی دونوں چرخیوں پر نوکیلے کیل لگے ہوتے ہیں مشین کے درمیان میں انسان کو رکھا جاتا ہے اور جب چرخیاں گھمائی جاتی ہیں تو انسان ان چرخیوں میں لگے ہوئے کیلوں میں اس بری طرح سے پھنس جاتا ہے کہ اس کے جسم کی کھال ادھڑنی شروع ہو جاتی ہے اور پیٹ اس حد تک کٹ جاتا ہے کہ انتڑیاں تک باہر نکل آتی ہیں اور جسے خاص طور پر تڑپا تڑپا کر ہلاک کرنا ہوتا ہے وہ اس انسان کو ایک پیتل کی بنی ہوئی گائے کے اندر ڈال دیتے ہیں۔ یہ گائے سائز میں بڑی ہوتی ہے اور اندر سے خالی ہوتی ہے۔ گائے کے اوپر والے حصے میں ایک خلاء رکھا جاتا ہے۔ اس خلاء سے انسان کو اندر ڈال دیا جاتا ہے اور پھر خلا بند کر دیا جاتا ہے۔ خلاء میں اتنی جگہ ہوتی ہے کہ انسان ہاتھوں اور پیروں کے بل قدرے خود کو اوپر اٹھا سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ پھر قبیلے والے گائے کے پیٹ کے نیچے آگ لگا دیتے ہیں۔ آگ لگتے ہی پیتل کی بنی ہوئی گائے گرم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ گائے کے اندر موجود انسان کا جسم جلنے لگتا ہے تو وہ ہاتھوں اور پیروں کی مدد سے خود کو اوپر اٹھانے کی کوشش کرتا ہے لیکن آگ سے جب اس کے ہاتھ پاؤں جلنے لگتے ہیں تو اس کے منہ سے نہ رکنے والی بھیانک چیخیں نکلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ قبیلے والوں نے گائے کے حلق میں ایک بھونپو سا بنایا ہوتا ہے جس کا منہ گائے کے کھلے ہوئے منہ سے باہر ہوتا ہے۔ گائے کے اندر جلتا ہوا انسان جب



چیخیں مارتا ہے تو بھونپو سے اس کی چیخوں کی فلک شگاف آوازیں دور دور تک پھیل جاتی ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے گائے کے منہ سے سینکڑوں خوفناک بدروحیں چیخ رہی ہوں۔ شالاق قبیلے کے وحشی اس وقت تک پیتل کی گائے کے سامنے موجود رہتے ہیں جب تک گائے کے اندر موجود انسان کی چیخیں دم نہ توڑ دیں اور وہ اندر ہی جل کر ہلاک نہ ہو جائے''...... عمران نے کہا اور اس کی باتیں سن کر ان سب کے چہروں پر حیرت اور خوف کے تاثرات پھیل گئے۔

''خدا کی پناہ۔ اس قدر ظلم کرتے ہیں وہ''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہ تو سب پرانی باتیں ہیں اب نجانے انہوں نے اپنے دشمنوں کو سزا دینے کے لئے کون کون سی نئی چیزیں بنا لی ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''اس قدر ظالم اور بے رحم قبیلے کو تو ختم ہو جانا چاہئے تاکہ آنے والی نسلیں ان درندوں کی خونخواری اور درندگی سے محفوظ رہ سکیں چاہے ان کا تعلق انہی جنگلوں سے ہی کیوں نہ ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ ہونا تو ایسا ہی چاہئے لیکن یہ افریقہ کے جنگل ہیں جو ہزاروں لاکھوں کلو میٹر تک پھیلے ہوئے ہیں۔ نجانے ان جنگلوں میں کہاں کہاں اور کون کون سے درندہ صفت وحشی موجود ہیں۔ ہم کن

کن قبیلوں کو ختم کرتے پھریں گے۔ ان جاہل اور گنوار قبیلوں کی رسومات صدیوں پرانی ہیں جنہیں ہم تو کیا دنیا کی کوئی طاقت نہیں بدل سکتی ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''بہرحال۔ مجھے موقع ملا تو میں اس قبیلے کو تو ضرور ختم کروں گا۔ میں اس قبیلے کے ایک، ایک وحشی کو ہلاک کر دوں گا چاہے وہ جوان ہو یا بوڑھا''...... تنویر نے کہا۔

''ایسا تو تب ہی ممکن ہو گا جب وہ ہمیں زندہ حالت میں پکڑ کر اپنے قبیلے میں لے جائیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہم یہاں قبیلے والوں کا مقابلہ کرنے یا انہیں راہ راست پر لانے کے لئے نہیں آئے۔ سب سے پہلے ہمیں اپنے مشن پر کام کرنا ہے۔ ہمارا مشن کٹانگا دیوی کی تلاش ہے جسے اس کے انجام تک پہنچانا ازحد ضروری ہے۔ ورنہ اس بار وہ نیا عزم لے کر شالاق قبیلے والوں سے زیادہ ہولناک اور خطرناک ہو جائے گی۔ جو اس کی بات مان لے گا وہ اس کا ہو جائے گا اور جس نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا وہ اس کا کیا انجام کرے گی اس کا شاید اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا ہے اور اگر کٹانگا دیوی پروفیسر رونالڈ جیسے شیطان کے ہاتھ آ گئی تو پوری دنیا اس شیطان کے زیر اثر آ جائے گی اور دنیا سے انسانیت نام کی چیز ہی ختم ہو کر رہ جائے گی اس لئے ہمیں ابھی بہت سے مرحلے پار کرنے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ ہم اصل معاملات سے ہٹ کر کام کریں۔ ہاں اگر شالاق



قبیلے والوں سے ہمارا سامنا ہو گیا تو پھر ہم وہی کریں گے جو ہمیں کرنا چاہئے لیکن سپیشل طور پر ہم اس قبیلے کو تلاش کر کے اسے اس کے انجام تک پہنچائیں یہ ہمارے لئے مشکل ہو گا۔ اس کے علاوہ ہمیں یہاں سے جوزف کو بھی زندہ سلامت نکالنا ہے جس کے پاس پاکیشیا کی ایک اہم فائل موجود ہے۔ نجانے ابھی ہمیں جوزف تک پہنچنے کے لئے کن کن خطرناک راستوں پر سفر کرنا پڑے اور کن کا سامنا کرنا پڑے''...... عمران نے لمبی چوڑی تقریر کرنے والے انداز میں کہا۔

''تو میں کون سا کہہ رہا ہوں کہ ہم اپنے مشن سے ہٹ کر کام کریں اور سب کچھ چھوڑ کر ہم شالاق قبیلے کو نیست و نابود کرنے کے لئے چل پڑیں''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''اچھا۔ تم نے ایسا نہیں کہا تھا''...... عمران نے اس بار انجان بن کر بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا جبکہ عمران کا جواب سن کر کیپٹن شکیل اور صفدر کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں آ گئی تھیں۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے انہیں باہر سے تیز شور کی آوازیں سنائی دیں۔ شور کی آوازیں ایسی تھیں جیسے باہر بے شمار بدروحیں مل کر چیخ رہی ہوں۔

''یہ کیسی آوازیں ہیں''...... کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا۔

''شور کے ساتھ دوڑنے بھاگنے کی بھی آوازیں آ رہی ہیں۔ کہیں پروفیسر رونالڈ اور اس کے ساتھی تو یہاں نہیں آ پہنچے

ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ پروفیسر رونالڈ اور اس کے ساتھی اتنی جلدی یہاں نہیں پہنچ سکتے اور یہ آوازیں۔ یہ آوازیں تو غیر انسانی قسم کی آوازیں لگ رہی ہیں''...... عمران نے کہا اور غور سے باہر سے آنے والی آوازیں سننے لگا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''یہ تو وحشیوں کے چیخنے چلانے کی آوازیں ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ لگتا ہے اوپر والے نے تنویر کی سن لی ہے اور اس کی مزاج پرسی کے لئے شالاق قبیلے والوں کو یہاں بھیج دیا ہے''۔ عمران نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''شالاق قبیلے کے وحشی۔ اوہ۔ کیا یہ شالاق قبیلے کے وحشیوں کے چیخنے چلانے کی آوازیں ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''آوازیں وحشیوں کے مخصوص انداز میں چیخنے چلانے کی ہیں اور ان کے منہ سے ایسی چیخیں تب نکلتی ہیں جب انہیں کہیں حملہ کرنا ہوتا ہے اور وہ اپنے دشمنوں کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ میں وحشیوں کے اس انداز کو بخوبی پہچانتا ہوں اور یہاں ہمارا دشمن شالاق قبیلہ ہی ہو سکتا ہے اس لئے ممکن ہے کہ یہ اسی قبیلے کے وحشی ہی ہوں جو ہم پر حملہ کرنے کے لئے چیخ رہے ہوں۔ ورنہ عام وحشی اس انداز میں نہیں چیختے چلاتے''...... عمران نے کہا۔



''اوہ۔ کیا وہ الیکٹرانک وائر کو پار کر کے اس طرف آ سکتے ہیں اور کیا وہ ہمارے ان خیموں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''احمقانہ باتیں نہ کرو۔ ہم پر میزائلوں سے حملہ کیا گیا ہے۔ کیا میزائلوں کے دھماکوں سے اب تک باہر وائرز لگے رہے ہوں گے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو صفدر اپنے سوال پر خود ہی شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا۔

''ان خیموں کے بارے میں آپ کیا کہیں گے۔ کیا وہ خیموں کو نیزوں اور تلواروں سے پھاڑ سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں۔ ان خیموں کو اگر بموں اور میزائلوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تو پھر نیزے اور تلواروں سے انہیں بھلا کیا نقصان پہنچ سکتا ہے البتہ''...... عمران کہتے کہتے رک گیا۔

''البتہ کیا''...... تنویر نے پوچھا۔

''وہ ہمیں یہاں سے ان خیموں سمیت اٹھا کر کہیں بھی لے جا سکتے ہیں''...... عمران نے کہا تو ان کے چہروں پر تشویش کے سائے لہرانے شروع ہو گئے۔

''اوہ۔ تو پھر ہمیں فوراً ان خیموں سے نکل جانا چاہئے۔ خیموں سے باہر رہ کر ہم ان کا آسانی سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اگر وہ ہمیں خیموں سمیت یہاں سے اٹھا کر لے گئے تو ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی''...... صفدر نے کہا۔

''ہونہہ۔ وہ قریب آ گئے ہیں اور انہوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا ہے اب وہ ہم پر کسی بھی وقت بلہ بول دیں گے۔ اب ہمیں شاید ہی ان خیموں سے باہر نکلنے کا موقع مل سکے''...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہم اسلحہ سنبھال کر خیمے کھول کر باہر نکلتے ہیں اور فوراً ان پر مشین گنوں اور بموں سے حملہ کر دیتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ معلوم ہو رہی ہے۔ جیسے ہی ہم باہر نکلیں گے وہ ہم پر نیزوں اور تیروں کی بوچھاڑیں کر دیں گے جن سے شاید ہمارا بچنا مشکل ہو جائے۔ ایک منٹ''...... عمران نے کہا اور اس نے جیب سے ایک منی ٹرانسمیٹر نکالا اور اس سے جولیا کو کال کرنے لگا۔ جولیا بھی شاید وحشیوں کی وحشتناک آوازیں سن کر جاگ رہی تھی۔ عمران نے اسے خیمے میں ہی رہنے کی ہدایات دیں اور پھر اس نے جولیا سے رابطہ منقطع کر کے ہاشوگا کو کال کرنی شروع کر دی۔

''ہاشوگا دس اینڈ۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی ہاشوگا کی پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

''پرنس بول رہا ہوں۔ تم اور تمہارے ساتھی ابھی خیموں سے باہر تو نہیں آئے۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں عمران صاحب۔ ہم خیموں کے اندر ہی ہیں۔ لگتا ہے باہر بے شمار وحشی آ گئے ہیں جو الیکٹرک وائر کراس کر کے اندر آ گئے



ہیں اور انہوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا ہے۔ میں آپ کو کال کرنے ہی لگا تھا تاکہ آپ سے پوچھ سکوں کہ کیا کرنا ہے کیونکہ ابوگا کا خیال ہے کہ یہ شالاق قبیلے کے وحشیوں کے چیخنے چلانے کی آوازیں ہیں۔

''ہاں۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ شالاق قبیلے کے وحشی یہاں پہنچ گئے ہیں۔ میں نے تمہیں اسی لئے کال کی ہے کہ تم اور تمہارے ساتھی کسی بھی حال میں خیموں سے باہر نہ نکلیں۔ ہو سکتا ہے کہ وحشی خیموں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں جب ان سے خیموں کو نقصان نہیں پہنچے گا تو یہ ہمیں یہاں سے خیموں سمیت اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ میں چاہتا ہوں تم سب انہیں یہ کوشش کر لینے دو۔ یہ ہمیں یہاں سے اٹھا کر اپنے قبیلے میں لے جائیں گے۔ ہم لاہوگا قبیلے میں جانا چاہتے ہیں اور وہ قبیلہ، شالاق قبیلے سے دور نہیں ہے۔ ان وحشیوں کے ذریعے ایک تو ہمارا سفر آسان ہو جائے گا اور پھر جیسے ہی وحشی ہمیں اپنے قبیلے میں لے جائیں گے ہم خیموں سے نکل کر ان کے قبیلے پر حملہ کر دیں گے۔ یہ ظالم اور انتہائی بے رحم قبیلہ ہے۔ اگر ہمیں اس قبیلے کو ختم کرنے کا موقع مل رہا تو ہمیں یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ اس قبیلے کے خاتمے سے کم از کم ان جنگلوں کے دوسرے قبیلے انسانیت سوز مظالم سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں گے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو آپ چاہتے ہیں کہ ہم خود کو ان وحشیوں کے رحم و کرم

پر چھوڑ دیں۔ اوور''...... ہاشوگا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہاں۔ اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ جب تک ہم خیموں کے اندر ہیں یہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ ایک بار انہیں ہمیں اپنے قبیلے میں لے جانے دو پھر ہم ان پر موت بن کر ٹوٹ پڑیں گے اور اس سارے شیطانی قبیلے کو ختم کر دیں گے۔ اوور''۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر آپ کا یہی فیصلہ ہے تو ہم خیموں سے باہر نہیں نکلیں گے۔ اوور''...... ہاشوگا نے کہا۔

''گڈ۔ اسی میں ہم سب کی بھلائی ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ہاشوگا کو چند مزید ہدایات دے کر اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''پہلے تو آپ تنویر کی اس بات سے مخالفت کر رہے تھے کہ ہم اپنے مشن سے ہٹ کر کام نہیں کریں گے اور شالاق قبیلے کے لئے الگ سے کام نہیں کریں گے اور اب آپ خود ہی ہاشوگا کو ہدایات دے رہے ہیں کہ ہم اس قبیلے کو تباہ و برباد کر دیں گے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جس وقت تنویر نے بات کی تھی اس وقت دور دور تک ان وحشیوں کا پتہ نہیں تھا اب جبکہ انہوں نے خود ہی آ بیل مجھے مار والا کام کیا ہے تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم ان کی خواہش پوری کر ہی دیں۔ اگر انہیں ہمارے ہاتھوں مرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو پھر



ٹھیک ہے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ اس کے علاوہ ابوگا کے کہنے کے مطابق ہمیں جس قبیلے میں جانا ہے وہ قبیلہ شالاق قبیلے سے زیادہ دور نہیں ہے۔ اس قبیلے تک پہنچنے کے لئے ہمیں لامحالہ ابھی طویل سفر کرنا پڑنا تھا اور اس سفر میں ہمیں نجانے کن حالات کا سامنا کرنا پڑتا جبکہ اسرائیلی ایجنٹ اور شیطان صفت پروفیسر رونالڈ ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے جو ہمیں آسانی سے آگے نہیں بڑھنے دے گا جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے اس کا جنون بڑھتا چلا جائے گا اور اس کے حملوں میں تیزی آتی جائے گی جس سے ہمارا وقت ہی ضائع ہوگا جبکہ اس معاملے کو میں زیادہ طول نہیں دینا چاہتا ہوں، میں جلد سے جلد کٹانگا دیوی کا مسئلہ ختم کر کے اور جوزف کو یہاں سے نکال کر لے جانا چاہتا ہوں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''اگر یہ ہمیں یہاں سے خیموں سمیت اٹھا کر نہ لے گئے تو پھر کیا کریں گے آپ''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کرنا کیا ہے۔ اول تو ایسا ہوگا نہیں۔ وہ خیموں پر حملہ کر کے ہمیں ان سے باہر نکالنے کی کوشش کریں گے اور نیزوں سے خیمے پھاڑنے کی کوشش کریں گے۔ جب ان کی یہ کوشش ناکام ہو جائے گی تو وہ ہمیں ہر حال میں خیموں سمیت یہاں سے اٹھا کر لے جانے پر مجبور ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے انہیں خیموں کے باہر تیز آوازوں کے ساتھ ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے وحشی واقعی خیموں پر نیزے اور تلواریں برسا رہے ہوں۔ ان کی

آوازیں تیز سے تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ دوسرے لمحے ان کا خیم
اس بری طرح سے ہلنا شروع ہو گیا جیسے زلزلہ آ رہا ہو۔

وہ خیمے کے نچلے حصے کے ساتھ چپک گئے تھے۔ خیمے کو بر
طرح سے ہلایا جا رہا تھا جیسے بہت سے وحشی خیمے کو زمین سے اکھاڑ
دینا چاہتے ہیں۔ پھر واقعی جیسے خیمہ زمین سے اکھڑتا چلا گیا۔ کچھ
دیر کے بعد عمران کو یوں محسوس ہونے لگا جیسے خیمہ ہوا میں جھولتا ہوا
آگے بڑھنا شروع ہو گیا ہو۔ اس کی بات سچ ثابت ہو گئی تھی۔
وحشی اس خیمے کو نقصان نہیں پہنچا سکے تھے اس لئے وہ انہیں وہاں
سے خیمے سمیت اٹھا کر لے جا رہے تھے۔



پروفیسر رونالڈ کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔ وہ
نکھیں پھاڑ پھاڑ کر اردگرد کا ماحول دیکھ رہا تھا۔ اس کے سامنے
رطرف درخت اکھڑ اکھڑ کر گرے ہوئے تھے اور زمین پر جگہ جگہ
لڑھے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں اس نے اپنے
اتھی پیٹرسن سے کہہ کر کراؤ میزائل فائر کرائے تھے۔

اس جگہ انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کی جلی ہوئی لاشوں
کے ٹکڑے ملنے چاہئیں تھے لیکن وہاں نہ تو کسی لاش کا کوئی ٹکڑا
ائی دے رہا تھا اور نہ ہی وہاں کسی خیمے کا ٹکڑا دکھائی دے رہا
ا۔ پروفیسر رونالڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ رات بھر سفر کرتا ہوا
ل جگہ پہنچا تھا جہاں اس کے خیال کے مطابق عمران اور اس کے
اتھیوں کی لاشوں کے ٹکڑے ہونے چاہئے تھے۔ مگر یہاں اسے
ثیں تو کجا ان خیموں کا بھی کوئی ٹکڑا دکھائی نہیں دے رہا تھا جنہیں

اس نے ایس ٹی مشین پر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

''یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ ان سب کی لاشیں کہاں غائب ہوسکتی ہیں۔ سکرین پر عمران اور اس کے ساتھی ٹھیک اسی جگہ پر موجود تھے اور جب میں نے ان پر کراڈ میزائلوں کا حملہ کرایا تھا تو ان کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ کہیں بھاگ سکیں۔ وہ بھاگنے کی بھی کوشش کرتے تو میزائل ٹھیک ان کے سروں پر گرتے اور ان کے ٹکڑے اُڑا دیتے لیکن یہاں کا ماحول دیکھ کر تو ایسا لگتا ہے جیسے یہاں عمران اور اس کے ساتھی سرے سے موجود ہی نہیں تھے۔ پروفیسر رونالڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے وہاں چند خیموں کے نشان اور بے شمار انسانی قدموں کے نشان دکھائی دے رہے تھے۔ ان نشانات میں زیادہ تر نشانات ننگے پاؤں کے تھے۔

''ہونہہ۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے یہاں موجود افراد پر جنگل کے کسی قبیلے نے حملہ کیا ہو اور وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان کے خیموں کے ساتھ اٹھا کر لے گئے ہوں''...... پروفیسر رونالڈ نے چاروں طرف کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے چاروں طرف دیکھتا رہا پھر وہ آگے بڑھا اور زمین پر جھک گیا۔ اس نے ایک انسانی قدم کی مٹی اٹھائی اور اسے لے کر اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ وہ غور سے مٹی دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے مٹھی بند کی اور بند مٹھی اپنی پیشانی سے لگا کر آنکھیں بند کر لیں اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع ہوگیا۔ کچھ دیر تک وہ اسی عالم میں کھڑا رہا پھر اس نے آنکھیں



کھولیں اور مٹھی پیشانی سے ہٹا لی اس نے مٹھی کھول کر مٹی کی طرف دیکھا اور پھر وہ اس مٹی کو ناک لگا کر سونگھنے لگا۔

''ہونہہ۔ تو یہاں شالاق قبیلے کے وحشی آئے تھے اور وہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔ لیکن سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی پانچ طاقتور میزائلوں کے حملے سے بچ کیسے گئے تھے''...... پروفیسر رونالڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ کافی دیر تک سوچتا رہا لیکن اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔

اس نے ایک بار پھر مٹی سونگھی اور پھر اس نے سامنے کھڑے پیٹرسن کو اشارہ کر کے اپنے قریب بلا لیا۔

''یس پروفیسر''...... پیٹرسن نے پروفیسر رونالڈ کے قریب آ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران اور کے ساتھی ہمارے میزائلوں سے بچ گئے تھے۔ یہ تو میں نہیں بتا سکتا کہ وہ کیسے بچ گئے ہیں لیکن میں اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھی جن خیموں میں موجود تھے انہیں ان خیموں کے ساتھ ہی اٹھا لیا گیا ہے۔ کیونکہ میں یہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں کی کوئی بو محسوس نہیں کر رہا۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ کسی ٹیٹرا پیک خیموں میں چھپے ہوئے تھے اور ان پر جنگل کے ایک خونخوار قبیلے نے حملہ کر دیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے جواب میں ان وحشیوں پر کوئی حملہ نہیں کیا تھا۔

شالاق قبیلے کے وحشیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو خیموں سے نکالنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن شاید ان کے خیمے کسی خاص دھات یا پھر شاید ریڈ فائبر تھریڈ کے ریشوں کے بنے ہوئے تھے جن کی وجہ سے نہ تو ان پر ہمارے میزائلوں کا کچھ اثر ہوا تھا اور نہ ہی شالاق قبیلے کے وحشی انہیں خیمے پھاڑ کر باہر نکال سکے تھے۔ اس لئے وہ ان سب کو ان کے خیموں سمیت ہی یہاں سے اٹھا کر لے گئے ہیں''...... پروفیسر رونالڈ نے کچھ اپنے علم اور کچھ اپنے تجزیئے کے تحت پیٹرسن کو بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ شالاق قبیلہ تو انتہائی خونخوار اور بے رحم ہے۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی اس قبیلے کے ہاتھ لگ گئے ہیں تو پھر وہ انہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ وہ ان سب کو ہلاک کر کے ان کا خون بھی پی جائیں گے اور ان کی ہڈیاں بھی چبا جائیں گے۔ اس قبیلے کے بارے میں، میں بہت کچھ جانتا ہوں''...... پیٹرسن نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہاں۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھی اس وقت تک ان قبیلے والوں کے ہاتھ نہیں آئیں گے جب تک وہ اپنے خیموں کے اندر رہیں گے لیکن جیسے ہی وہ خیموں سے نکلیں گے وحشی ان پر موت بن کر جھپٹ پڑیں گے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''ہمارا مقصد عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنا ہے۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی ان قبیلے والوں کے ہاتھوں ہلاک ہو



جاتے ہیں تب بھی ہمارا کام پورا ہو جائے گا۔ ہم اس قبیلے میں جا کر ان سے کٹانگا دیوی کا مسکاٹ چھین لیں گے''...... پیٹرسن نے کہا۔

''نہیں۔ یہ اتنا آسان نہیں ہو گا''...... پروفیسر رونالڈ نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

''لیکن پروفیسر۔ ہمارے پاس جدید اسلحہ ہے۔ ہم اس قبیلے پر گولیوں، بموں اور میزائلوں کی بارش کر دیں گے اور اس قبیلے کے ایک ایک وحشی کو چن چن کر ہلاک کر دیں گے۔ جدید اسلحے کے سامنے ان کی بھلا کیا چل سکتی ہے''...... پیٹرسن نے کہا۔

''نہیں۔ شالاق قبیلے کا تعلق کلنگا دیوی سے ہے۔ وہ کٹانگا دیوی کے دشمن ہیں۔ اگر کٹانگا دیوی کا مسکاٹ ان کے ہاتھ آ گیا تو وہ ایک خاص طریقے سے اسے فوراً آگ میں جھونک کر فنا کر دیں گے اور پھر وہ مسکاٹ کبھی ہمارے ہاتھ نہیں آ سکے گا۔ اس لئے ہمیں جلد سے جلد شالاق قبیلے میں جا کر ان پر حملہ کرنا ہو گا۔ ہمیں انہیں اتنا موقع نہیں دینا ہو گا کہ وہ کٹانگا دیوی کے مسکاٹ کو حاصل کر سکیں اور اسے جلا سکیں''...... پروفیسر رونالڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ لیکن ہم اتنے بڑے جنگل میں شالاق قبیلے کو تلاش کیسے کریں گے۔ نجانے وہ جنگل کے کس حصے میں رہتے ہیں۔ اگر وہ دور ہوئے اور ہمیں ان تک پہنچنے میں وقت لگ گیا تو''...... پیٹرسن

نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''جو بھی ہے۔ ہمیں جلد سے جلد ان تک پہنچنا ہوگا اور شالاق قبیلہ کہاں ہے اس کا پتہ میں تمہیں بتاؤں گا۔ اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ چلنے کی تیاری کریں۔ ابھی''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا تو پیٹرسن ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ انہوں نے رات کو بھی آرام نہیں کیا تھا۔ وہ پروفیسر رونالڈ کے کہنے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کے ٹکڑے دیکھنے کے لئے اور کٹانگا دیوی کا مسکاٹ حاصل کرنے کے لئے رات بھر سفر کرتے رہے تھے اس لئے ان پر شدید تھکاوٹ طاری ہوگئی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ اب انہیں کچھ دیر آرام کرنے کا موقع مل جائے گا لیکن پروفیسر رونالڈ انہیں آرام کرنے کا کوئی موقع نہیں دے رہا تھا اور اس نے ایک بار پھر انہیں آگے بڑھنے کا حکم دے دیا تھا۔

پیٹرسن نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور انہیں پروفیسر رونالڈ کی ہدایات پر آگے بڑھنے کا حکم دے دیا۔ اس کے تمام ساتھی تھکے ہوئے تھے لیکن چونکہ پروفیسر رونالڈ حکم کے سامنے ان کی ایک نہیں چل سکتی تھی اس لئے وہ بے دلی سے آگے بڑھنے پر آمادہ ہو گئے۔ پروفیسر رونالڈ نے ایک وحشی کے قدم کے نشان کی مٹی بدستور اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ وہ ان سب سے آگے آ گیا تھا اور بار بار مٹی سونگھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کے پیچھے پیٹرسن، ہوانگو اور باقی سب چل رہے تھے۔



پروفیسر رونالڈ اس انداز میں آگے بڑھتا جا رہا تھا جیسے وہ جنگل کے تمام راستوں سے بخوبی آگاہ ہو اور وہ جانتا ہو کہ شالاق قبیلہ کہاں پر موجود ہے۔

جنگل میں اب جگہ جگہ انہیں جنگلی درندوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ پیٹرسن کے کہنے پر اس کے ساتھی وقفے وقفے سے ہوا میں فائرنگ کر رہے تھے جس سے ان کے قریب آنے والے درندے اور جانور بھاگ جاتے تھے۔

پروفیسر رونالڈ انہیں لئے مسلسل آگے بڑھتا رہا پھر کافی دیر کے بعد وہ ایک جگہ رک گیا۔ سامنے گھنے درختوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور زمین پر ہر طرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں جو انسانی قد سے کہیں اونچی تھیں۔ پروفیسر رونالڈ کی نظریں ان جھاڑیوں پر جمی ہوئی تھیں۔

''کیا ہوا پروفیسر''...... پروفیسر رونالڈ کو اس طرح سے رکتے دیکھ کر ہوانگو نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

''ایک منٹ''...... پروفیسر رونالڈ نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کراتے ہوئے کہا۔ وہ غور سے جھاڑیوں کی جانب دیکھے چلا جا رہا تھا پھر اچانک اس کے ہونٹوں پر ایک انتہائی مکارانہ اور سفاکانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

''جھاڑیوں میں شالاق قبیلے کے وحشی ہماری گھات لگائے بیٹھے ہوئے ہیں''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا اور اس کی بات سن کر ہوانگو

اور پیٹرسن بری طرح سے چونک اٹھے۔ انہوں نے غور سے سامنے موجود جھاڑیوں کی جانب دیکھا لیکن انہیں جھاڑیوں میں کوئی ہلچل دکھائی نہ دی۔

''وہ ہم پر حملہ کرنے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ جلدی کرو۔ اس سے پہلے کہ وہ ہم پر حملہ کریں۔ ہمیں پہل کرنی ہوگی ورنہ وہ ہم پر نیزے اور تلواریں لے کر چڑھ دوڑیں گے۔ ان کے پاس تیر بھی ہیں''...... پروفیسر رونالڈ نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا تو پیٹرسن نے چیخ چیخ کر اپنے ساتھیوں کو جھاڑیوں میں چھپے ہوئے وحشیوں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ وحشیوں کا سن کر اس کے ساتھیوں نے فوراً اپنا اپنا اسلحہ سنبھال لیا اور تیزی سے دائیں بائیں بکھرتے چلے گئے۔ اسی لمحے اچانک جھاڑیوں کی طرف سے بے شمار تیر بلند ہوئے۔

''وہ ہم پر تیر برسا رہے ہیں۔ بچو ان تیروں سے''...... پروفیسر رونالڈ نے چیخ کر کہا اور خود بھی تیزی سے قریب موجود ایک چٹانی پتھر کی طرف لپکا۔ ابھی وہ پتھر کی اوٹ میں ہوا ہی تھا کہ اسی لمحے کئی تیر ٹھیک اس جگہ گرے جہاں چند لمحے قبل پروفیسر رونالڈ موجود تھا۔ تیر دیکھ کر اس کے ساتھی بھی تیزی سے پناہ گاہوں کی جانب لپکے تھے۔ تیر ان کے ارد گرد گر رہے تھے۔ وہ ابھی تیروں سے بچنے کے لئے ادھر ادھر پناہ گاہیں ڈھونڈ ہی رہے تھے کہ جھاڑیوں سے مزید تیروں کی بوچھاڑ ہوئی اور اس بار ماحول تیز چیخوں سے



گونج اٹھا۔ ہوانگو کے ساتھ آنے والے دو افراد تیروں کا نشانہ بن گئے اور وہ وہیں گر کر بری طرح سے تڑپنے لگے۔

اپنے ساتھیوں کو گرتے دیکھ کر ہوانگو اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ ان کی جانب لپکا اور انہوں نے زخمیوں کو پکڑ کر اٹھایا اور چٹانوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اسی لمحے ایک بار پھر تیر آئے اور اس بار ہوانگو کے ساتھ بھاگتے ہوئے دو ساتھی ان تیروں کا نشانہ بن گئے جو زخمیوں کو لے جا رہے تھے۔ چند تیر ہوانگو کی جانب بھی آئے لیکن ہوانگو نے فوراً ایک لمبی چھلانگ لگائی اور اُڑتا ہوا ایک چٹان کے پیچھے آ گیا۔

''پروفیسر رونالڈ نے کہا ہے کہ ابھی ان پر فائرنگ نہ کی جائے۔ جب وہ تیر برسانا بند کر دیں گے اور جھاڑیوں سے نکل کر باہر آئیں گے تب ہم ان پر فائرنگ بھی کریں گے اور ان پر بم بھی برسائیں گے''...... پیٹرسن نے چیخ کر اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

ان سب نے وہاں بکھری ہوئی چٹانوں کے پیچھے پوزیشنیں سنبھال لی تھیں اور مشین گنیں چٹانوں پر رکھے ان جھاڑیوں کی جانب دیکھ رہے تھے جہاں سے مسلسل تیر برسائے جا رہے تھے۔ وہ سب چونکہ چٹانوں کے پیچھے آ چکے تھے اس لئے اب انہیں تیروں سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ تیر ان کے ارد گرد آ کر گر رہے تھے۔ جن چار افراد کو تیر لگے تھے وہ چند ہی لمحوں میں تڑپ تڑپ

کر ہلاک ہو گئے تھے۔ شاید ان تیروں پر زہر لگا ہوا تھا جس کی وجہ
سے وہ چاروں جانبر نہ ہو سکے تھے۔

جھاڑیوں میں چھپے وحشی کچھ دیر تک تیر برساتے رہے لیکن
جب ان کے تیر کارگر نہ ہوئے تو وہ جھاڑیوں سے تلواریں اور
نیزے لے کر نکلے اور چیختے چلاتے ہوئے بھاگ کر اس طرف آنا
شروع ہو گئے جہاں پروفیسر رونالڈ اور اس کے ساتھی چٹانوں کے
پیچھے چھپے ہوئے تھے۔ یہ وحشی بے حد لمبے تڑنگے تھے۔ سیاہ فام
وحشیوں کے سر گنجے تھے اور انہوں نے نچلے حصوں پر سرخ رنگ کی
شلواریں سی پہن رکھی تھیں۔ ان وحشیوں کے جسموں پر سفید رنگ
سے آڑی ترچھی لکیریں سی بنی ہوئی تھیں جن سے وہ بے حد
ہیبتناک دکھائی دے رہے تھے۔

وحشیوں کے ہاتھوں میں بڑی بڑی کلہاڑیاں، نیزے اور تلواریں
تھیں۔ وہ مخصوص انداز میں اور تیز آواز میں ہو ہو ہاہا کرتے
ہوئے جھاڑیوں میں لہراتے ہوئے بھاگ کر اس طرف آ رہے
تھے۔

"وہ آ رہے ہیں۔ تیار ہو جاؤ۔ جیسے ہی وہ جھاڑیوں سے نکلیں
ان پر ہر طرف سے فائرنگ شروع کر دینا"...... پیٹرسن نے چیخ کر
کہا تو اس کے ساتھی تیار ہو گئے۔

"فائر"...... پیٹرسن نے جیسے ہی وحشیوں کو باہر آتے دیکھا اس
نے حلق کے بل چیختے ہوئے اپنے ساتھیوں کو فائر کا حکم دے دیا۔



اس کے حکم دینے کی دیر تھی کہ اسی لمحے ماحول مشین گنوں کی مخصوص
ریٹ ریٹ کی آوازوں سے گونجنا شروع ہو گیا۔ چونکہ وحشی بالکل
ان کے سامنے تھے اور وہ رکے بغیر ان کی طرف بھاگے آ رہے
تھے اس لئے وہ ان کے ڈائریکٹ نشانے پر آ گئے تھے۔ گولیاں
ٹھیک ان وحشیوں پر پڑیں اور وہ اچھل اچھل کر گرتے چلے گئے۔
فائرنگ کی تیز آوازیں سن کر ایک لمحے کے لئے پیچھے سے آتے
ہوئے وحشی ٹھٹھک گئے تھے لیکن جیسے ہی انہوں نے اپنے ساتھیوں
کو گولیوں کا نشانہ بن کر گرتے دیکھا انہوں نے اور زیادہ تیز
آوازوں میں چیخنا شروع کر دیا او وہ کلہاڑیاں، نیزے اور تلواریں
لہراتے ہوئے زگ زیگ انداز میں بھاگ کر ان کی طرف آنے
لگے۔

پیٹرسن، ہوانگو اور ان کے ساتھی مسلسل وحشیوں پر فائرنگ کر
رہے تھے لیکن ایک تو وحشی زگ زیگ انداز میں بھاگ رہے تھے
اور دوسرا اب انہوں نے خود کو گولیوں سے بچانے کے لئے جھک کر
بھاگنا شروع کر دیا تھا جس کی وجہ سے پیٹرسن اور اس کے ساتھیوں
کو وحشیوں کو نشانہ بنانا مشکل ہو رہا تھا لیکن پھر بھی مسلسل ہونے
والی فائرنگ کی زد میں کوئی نہ کوئی وحشی آ جاتا اور وہ اچھل کر گرتا
اور وہیں تڑپنا شروع ہو جاتا۔

جب وحشی بھاگتے ہوئے ان کے زیادہ نزدیک آ گئے تو پیٹرسن
نے فوراً جیب سے ایک راڈ بم نکالا اور اس کا بٹن پریس کر کے اس

نے پوری قوت سے راڈ بم سامنے سے آنے والے وحشیوں کی طرف پھینک دیا۔ وحشیوں نے لوہے کے ایک ٹکڑے کو اُڑتے ہوئے اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ فوراً چھلانگیں لگا کر دائیں بائیں ہو گئے لیکن اسی لمحے راڈ بم نیچے گر کر پھٹا۔ زور دار دھماکے کے ساتھ آگ کا الاؤ سا پیدا ہوا اور اس الاؤ میں چار وحشی بھی اچھلتے ہوئے دکھائی دیئے۔

پیٹرسن کے بم پھینکنے کی دیر تھی کہ اس کے ساتھیوں نے بھی فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ سامنے سے آنے والے وحشیوں پر گرنیڈز اور راڈ بم نکال نکال کر پھینکنے شروع کر دیئے۔ وحشیوں پر تو جیسے گولیوں اور بموں سے قیامت ہی ٹوٹ پڑی تھی۔ گولیوں اور بموں کی وجہ سے انہیں آگے بڑھنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ جب ان کے ساتھی مسلسل گولیوں اور بموں کا شکار ہونا شروع ہو گئے تو پیچھے سے آتے ہوئے وحشی وہیں رک گئے اور پھر انہوں نے پلٹ کر واپس جھاڑیوں کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔

”وہ سب بھاگ رہے ہیں۔ ان کے پیچھے جاؤ اور ان سب کو ختم کر دو“...... پروفیسر رونالڈ نے چیختے ہوئے کہا تو پیٹرسن اور ہوانگو چیخ چیخ کر اپنے ساتھیوں کو احکامات دینا شروع ہو گئے۔ پروفیسر رونالڈ کے حکم سے مسلح افراد فوراً چٹانوں کے پیچھے سے نکلے اور پھر وہ پلٹ کر بھاگنے والے وحشیوں کے پیچھے مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے دوڑنا شروع ہو گئے۔



گرنیڈز اور راڈ بموں کی وجہ سے جھاڑیوں میں جگہ جگہ آگ لگ گئی تھی جس سے سیاہ دھواں سا ہوا میں پھیلتا چلا جا رہا تھا۔ پروفیسر رونالڈ اور اس کے چند ساتھی جو وہیں رک گئے تھے آگ اور دھواں دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ چونکہ دور نزدیک ہر طرف خشک جھاڑیوں کا نہ ختم ہونے والا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا اس لئے پروفیسر رونالڈ کو فکر لاحق ہونا شروع ہو گئی تھی کہ اگر آگ اسی رفتار سے پھیلتی رہی تو یہ آگ جنگل میں دور تک پھیلتی چلی جائے گی اور انہیں آگے بڑھنے کا موقع نہیں ملے گا۔

”جلدی کرو۔ ہمیں فوراً آگے کی طرف جانا ہو گا۔ اگر ہم یہیں رکے رہے تو پھر ہم آگے نہیں جا سکیں گے“...... پروفیسر رونالڈ نے چیختے ہوئے کہا اور اس نے سامنے کی جانب دوڑنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے لپکے اور آگ سے بچتے ہوئے درختوں کے جھنڈ کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ وہاں بھی جھاڑیاں موجود تھیں۔ آگ چونکہ تیزی سے پھیلتی جا رہی تھی اس لئے وہ رکے بغیر دوڑتے چلے جا رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر آگ دائرے کی شکل میں پھیل گئی تو وہ اس آگ میں پھنس جائیں گے اور پھر وہ اس آگ سے کسی بھی طرح سے نہیں بچ سکیں گے۔

پیٹرسن اور اس کے ساتھی جھاڑیوں میں فائرنگ کرتے ہوئے اور بم برساتے ہوئے مسلسل بھاگنے والے وحشیوں کا تعاقب کر رہے تھے۔ جواب میں وحشیوں نے بھی ان پر پلٹ پلٹ کر حملے

کرنے شروع کر دیئے تھے۔ ان کے ابھی بہت سے تیر انداز باقی
تھے جو ان پر تیر برسا رہے تھے اور پیٹرسن اور ہوانگو کے کئی ساتھی
ان کے زہریلے تیروں کا شکار ہوتے جا رہے تھے۔

پروفیسر رونالڈ اور اس کے باقی ساتھی جھاڑیوں کے درمیان
بنے ہوئے راستوں پر بھاگ رہے تھے تاکہ اگر آگ تیزی سے
ان جھاڑیوں پر بھی پھیل جائے تو وہ خود کو آگ سے بچا سکیں۔
مسلسل اور کافی دیر بھاگتے رہنے کے بعد آخر کار وہ سب جھاڑیوں
سے نکل کر ایک کھلے میدانی علاقے میں پہنچ گئے۔ اس طرف نہ
جھاڑیاں تھیں اور نہ ہی درخت۔ دور تک کا علاقہ بالکل خالی دکھائی
دے رہا تھا۔ وحشیوں کی تعداد اب بے حد کم رہ گئی تھی اور انہیں
چونکہ موت اپنے سروں پر ناچتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی اس لئے
وہ بگٹٹ بھاگے چلے جا رہے تھے۔ وحشی چونکہ پیٹرسن اور ہوانگو کے
مسلح ساتھیوں کی رینج سے کافی آگے نکل چکے تھے اس لئے وہ اب
ان پر فائرنگ نہیں کر رہے تھے لیکن وہ بدستور ان کے پیچھے بھاگ
رہے تھے۔

''پیٹرسن۔ ہوانگو۔ رک جاؤ۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ''۔ پروفیسر
رونالڈ جب میدانی حصے میں آیا تو اس نے چیخ چیخ کر ہوانگو اور
پیٹرسن کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔ اس کی آواز سن کر پیٹرسن اور
ہوانگو رک گئے اور پلٹ کر پروفیسر رونالڈ کی جانب دیکھنا شروع ہو
گئے۔ پروفیسر رونالڈ بوڑھا ہونے کے باوجود کسی نوجوان کی سی



تیزی سے بھاگ رہا تھا۔ وہ چند ہی لمحوں میں بھاگتا ہوا ان کے
قریب پہنچ گیا۔

''بس جانے دو انہیں۔ وہ اپنے قبیلے میں جا رہے ہیں۔ میں
نے معلوم کر لیا ہے۔ سامنے درختوں کے دوسرے جھنڈ میں ان کا
قبیلہ ہے۔ ان کا قبیلہ نجانے کتنا بڑا ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ
تم اپنا سارا اسلحہ ان چند وحشیوں پر ہی استعمال کر کے ضائع کر
دو''...... پروفیسر رونالڈ نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ
پلٹ کر اس طرف دیکھنے لگے جہاں وحشی بھاگتے ہوئے درختوں
کے دوسرے جھنڈ میں جا کر غائب ہو گئے تھے۔

''پروفیسر رونالڈ نے اپنے چاروں طرف دیکھا۔ اس کے
ساتھیوں کے ہاتھوں بہت سے وحشی مارے گئے تھے جبکہ وحشیوں
نے بھی اس کے کئی ساتھیوں کو زہریلے تیروں سے ہلاک کر دیا
تھا۔

''وحشیوں نے ہمارے آٹھ ساتھی ہلاک کر دیئے ہیں جن میں
چار ساتھی ہوانگو کے تھے اور چار ہمارے''...... پیٹرسن نے پروفیسر
رونالڈ کی آنکھوں کا مفہوم سمجھتے ہوئے کہا۔

''پھر بھی ابھی ہمارے پاس بہت سے ساتھی باقی ہیں۔ جب
تک ہمارے پاس اسلحہ ہے وحشی ہم پر بھاری نہیں پڑیں گے لیکن
اگر ہمارا اسلحہ کم پڑ گیا تو ہم مصیبت میں آ جائیں گے۔ وحشی ہم پر
زخمی شیروں کی طرح ٹوٹ پڑیں گے اور اگر ہم ان کے قابو میں آ

گئے تو یہ ہمیں اس قدر اذیت ناک موت سے ہمکنار کریں گے جس کا تصور بھی محال ہے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''ہمارے پاس اسلحے کی کوئی کمی نہیں ہے پروفیسر۔ وحشیوں کا قبیلہ اگر بہت بڑا بھی ہوا تو اس میں تین چار سو سے زائد نفوس نہیں ہوں گے۔ ہمارے پاس جو اسلحہ موجود ہے یہ ان کے سارے قبیلے کو نیست و نابود کر دینے کے لئے کافی ہے''...... ہوانگو نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے ان وحشیوں کے بارے میں اپنے علم سے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق یہ قبیلہ بے حد بڑا ہے۔ اس قبیلے میں آٹھ سو سے زائد وحشی موجود ہیں جو بے حد طاقتور اور لڑاکا ہیں''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''اوہ۔ تب تو واقعی ان کے مقابلے میں ہمارا اسلحہ کم پڑ جائے گا''...... ہوانگو نے پریشان ہو کر کہا۔

''نہیں۔ اگر ہم اسلحہ سلیقے سے اور احتیاط سے استعمال کریں گے تو ان سات آٹھ سو وحشیوں کے لئے بھی کافی ہو گا۔ ہم ایک گروپ میں ان کے قبیلے پر حملہ نہیں کریں گے۔ اس کے لئے ہمیں ایک دوسرے سے الگ ہونا پڑے گا۔ جتنا ایک دوسرے سے فاصلے پر رہ کر قبیلے پر حملہ کریں گے اتنا ہی زیادہ اس قبیلے کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ قبیلے والوں پر فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے بڑے گروپوں پر بم برسائے جائیں تو تیزی سے ان کی تعداد کم ہوتی چلی جائے گی اور پھر ہم ایک ایک کر کے ان تمام وحشیوں



ہلاک کر دیں گے''...... پیٹرسن نے کہا۔

''ہاں۔ الگ الگ رہنے کی وجہ سے وحشیوں کو ہم پر حملہ کرنے ں بھی بے حد مشکل آئے گی اور وہ یہی سوچتے رہ جائیں گے کہ ہم میں سے کس پر حملہ کریں اور کس پر نہیں''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا۔

''میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے پروفیسر۔ تم جیسا کہتے ہو ہم ایسا ہی ریں گے''...... ہوانگو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تم میں سے کسی کو ان وحشیوں کی تلواروں اور نیزوں سے رنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں بس ان کے تیروں سے بچنا ے۔ وہ دور سے تم پر تیر برسا سکتے ہیں لیکن تلواریں اور نیزے نے کے لئے انہیں تمہارے نزدیک آنا ہو گا اور ان کے نیزوں تلواروں سے بڑھ کر تمہارے پاس مشین گنیں ہیں جو انہیں دور ے ہی نشانہ بنا سکتی ہیں''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا تو ان سب ے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں ایک بار پھر دیکھ لیتا ہوں کہ شالاق قبیلہ یہاں سے کتنے لے پر ہے اس کے بعد ہم اس قبیلے پر حملہ کرنے کے لئے چل یں گے''...... پروفیسر رونالڈ نے کہا اور اس نے وہی مٹھی ایک بار اپنے ماتھے سے لگائی جس میں ابھی تک مٹی موجود تھی۔ مٹی سے ی مٹھی ماتھے سے لگاتے ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں اور منہ منہ میں کچھ بڑبڑانا شروع کر دیا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو خیمہ مسلسل ہچکولے کھاتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ خیمے کے نچلے حصے سے چپکے ہوئے تھے ورنہ جس طرح سے ان کا خیمہ ہچکولے کھا رہا تھا وہ کبھی دائیں طرف لڑھک جاتے اور کبھی بائیں طرف۔

انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کئی وحشیوں نے ان کا خیمہ اپنے کاندھوں پر اٹھا رکھا ہو اور وہ انہیں لئے اونچے نیچے راستوں پر چلے جا رہے ہوں۔

''آخر ہمارا یہ سفر کب ختم ہوگا''...... تنویر نے زچ آتے ہوئے کہا۔

''جب ختم ہوگا تب ہوگا۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں تو اس سفر سے بے حد لطف لے رہا ہوں۔ نہ مجھے چلنا پڑ رہا ہے اور نہ ہی مجھے کچھ اور کرنا پڑ رہا ہے۔ بلکہ مجھے تو اس سفر سے پرانے



انے میں ہونے والی شادیاں یاد آ گئی ہیں اور جہاں تک میرا ال ہے کہ اب بھی پرانے طرز پر نواحی علاقوں میں ایسی ہی یاں کی جاتی ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہمارے اس انوکھے سفر سے پرانے زمانے یا نواحی علاقوں ں ہونے والی شادیوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے''...... صفدر نے ان ہوتے ہوئے پوچھا۔

''پرانے زمانے میں لڑکیوں کو اسی طرح ڈولیوں میں بٹھا دیا تا تھا اور پھر ان ڈولیوں کو چار کہار اٹھاتے تھے۔ دلہن بے چاری لی میں سر جھکائے بیٹھی رہتی تھی اور اسی طرح سے ڈولی میں تی ہوئی اپنے پیا گھر سدھار جاتی تھی۔ یہاں دلہن کی تو ڈولی نہ ہے جبکہ دُلہا اور باراتیوں کو بھی ڈولیوں میں بٹھا کر لے جایا ہا ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب نہ چاہتے ہوئے بھی بے ار ہنس پڑے۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ اور کہتا اسی لمحے یٹر پر بیپ کی آواز سنائی دی۔ عمران نے جیب سے یٹر نکالا اور اس کا بٹن پریس کر کے اسے آن کر لیا۔

''یس۔ پیا دیس جانے والی ڈولی میں بیٹھا ہوا دُلہا مع باراتیوں پیکنگ۔ اوور''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ڈولی میں بیٹھا ہوا دولہا، باراتی۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ ہو۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر سے جولیا کی حیرت بھری آواز سنائی

”وہی جو تم نے سنا ہے۔ مجھے اور میرے ساتھ موجود سب کو ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے جیسے ہم پرانے زمانے کی دولہنوں والی ڈولیوں میں بیٹھے ہوئے ہوں اور ہماری ڈولیاں ہمارے سسرال لے جائی جا رہی ہوں۔ کیا تمہیں بھی ایسا ہی احساس ہو رہا ہے۔ اوور“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے ایسا کوئی احمقانہ احساس نہیں ہو رہا ہے۔ لیکن مجھے ایسا ضرور لگ رہا ہے جیسے مجھے خیمے سمیت کہیں اٹھا کر لے جایا جا رہا ہو۔ اوور“...... جولیا نے اس انداز میں کہا جیسے اس نے عمران کی بات سن کر برا سا منہ بنایا ہو۔

”گویا تم دلہن خیمے کا ڈولی جیسا ہی لطف لے رہی ہو۔ بھئی واہ۔ یہ اس دور کی انوکھی ہی شادی ہے۔ دولہا بھی باراتیوں سمیت ڈولی میں سفر کر رہا ہے اور دلہن بھی۔ اوور“...... عمران نے کہا۔

”کیا ہمیں وہی وحشی اٹھا کر لے جا رہے ہیں جو باہر شور مچا رہے تھے۔ اوور“...... جولیا نے جیسے عمران کی بات پر دھیان نہ دیتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

”ظاہر ہے ان کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ یہ ہمیں اپنے قبیلے میں لے جا رہے ہیں تاکہ وہاں لے جا کر ہماری شادی کا شایان شان انعقاد کر سکیں۔ اوور“...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل مسکرا دیئے جبکہ تنویر نے اپنی عادت کے مطابق منہ بنا لیا تھا۔

”ہونہہ۔ اگر وحشی ہمیں اٹھا کر لے جا رہے ہیں تو تم کچھ



کرتے کیوں نہیں۔ انہوں نے ہمیں اسی طرح اٹھا کر کسی گہری کھائی میں پھینک دیا یا آگ میں جھونک دیا تو کیا ہو گا۔ اوور“...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔ ہم کھائی میں الٹتے پلٹتے جائیں گے۔ ہمیں تھوڑے بہت زخم ضرور آئیں گے لیکن چونکہ ہم پیکڈ خیمے میں موجود ہیں اس لئے گہری سے گہری کھائی میں گرنے کے باوجود ہماری ہڈیاں سلامت رہیں گے۔ ہماری ہڈیاں سلامت رہیں تو سمجھ لینا کہ ہم زندہ ہیں اور پھر ایک وقت آئے گا جب ہم دونوں ایک سے دو، دو سے تین اور پھر چار پانچ ہوتے جائیں گے۔ اوور“...... عمران نے ی انداز میں کہا۔

”فضول باتیں چھوڑو۔ وہ ہمیں خیموں سمیت آگ میں بھی تو جھونک سکتے ہیں۔ اوور“...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

”آگ کا بھی ان خیموں پر کچھ اثر نہیں ہو گا۔ ہاں البتہ وحشیوں نے ہمیں خیموں سمیت آگ میں جھونک دیا تو پھر ان خیموں میں ہمارے لئے سانس لینا مشکل ہو جائے گا کیونکہ بند خیموں میں ہم آکسیجن حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اوور“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس کے لہجے میں کسی تردد کے تاثرات نہیں تھے۔

”تو کیا آکسیجن نہ ملنے کی وجہ سے ہم ہلاک نہیں ہو جائیں گے۔ خیمے جب آگ میں ہوں گے تو ہم خیموں سے باہر کیسے نکلیں

گے۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''جیسے تیسے نکل ہی جائیں گے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں میرے ہوتے ہوئے تمہیں کس بات کی فکر ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم کسی خاص مقصد کے لئے جان بوجھ کر کچھ نہیں کر رہے ہو۔ اوور''...... جولیا نے عمران کے انداز سے کچھ کچھ سمجھ جانے والے انداز میں کہا۔

''نہیں نہیں۔ میرا کوئی خاص مقصد نہیں ہے۔ میں بس یہ چاہتا ہوں کہ یہ ہمیں اپنے قبیلے میں لے جائیں اور ہماری شادی کی تمام رسومات یہ اپنے خرچ پر پوری کریں اور ہمارے دوستوں کے لئے دعوت ولیمہ کا بھی انتظام کریں اس طرح ہم لمبی چوڑی فضول خرچیوں سے بھی بچ جائیں گے اور ہمارا آج کا بچایا ہوا ہمارے کل کے بچوں کے ہی کام آئے گا۔ اوور''...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

''لگتا ہے خیمہ جلنے کی وجہ سے تمہارا دماغ بھی اپنی جگہ سے ہل گیا ہے اسی لئے تم ایسی الٹی سیدھی باتیں کر رہے ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں ٹرانسمیٹر آف کر رہی ہوں۔ مجھے نہیں کرنی تم سے بات۔ اوور اینڈ آل''...... دوسری طرف سے جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور اوور اینڈ آل کہہ کر اس نے واقعی رابطہ ختم کر دیا۔

''لو۔ بچوں کے لئے بچت کرنا بھلا الٹی سیدھی باتیں کرنا ہوتا



ہے۔ عورتوں میں واقعی بچت کی عادت نہیں ہوتی۔ جو مل جائے بس اسے فوراً اُڑا دینا ہی اپنا اولین فریضہ سمجھتی ہیں اور جولیا بھی عورت ہی ہے۔ شوہر بے چارہ زمانے بھر کی خاک چھانتا ہے اور محنت مزدوری کر کے ایک ایک پیسہ جمع کر کے لاتا ہے اور بیوی کے ہاتھ پر رکھا نہیں کہ سب ختم پیسہ ہضم''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر سے بیپ کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو ہیلو۔ ہاشوگا کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی دوسری طرف سے ہاشوگا کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے سے شدید پریشانی ٹپک رہی تھی۔

''یس پرنس اٹنڈنگ۔ اب تمہیں کیا ہوا ہے۔ کیا تمہاری بیوی نے بھی تمہاری ساری کمائی ایک ہی دن میں ختم کر کے تمہیں ہری جھنڈی دکھا دی ہے۔ اوور''...... عمران نے ہاشوگا کی آواز سنتے ہی اسی طرح مخصوص انداز میں کہا۔

''بیوی۔ ہری جھنڈی۔ میں سمجھا نہیں۔ اوور''...... ہاشوگا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''جب شادی ہو گی تو بیوی کا مطلب بھی سمجھ جاؤ گے اور ہری جھنڈی کا بھی۔ جب تم پورے ماہ کی کمائی ہوئی رقم اس کے ہاتھ پر رکھو گے اور وہ اسے ایک ہی دن میں ختم کر دے گی تو تمہیں ہر طرف ہری ہی نہیں لال پیلی اور نجانے کون کون سی جھنڈیاں ہی

دکھائی دینا شروع ہو جائیں گی۔ اوور''...... عمران نے کہا۔
''عمران صاحب۔ میں اور میرے ساتھی بے حد پریشان ہیں۔
ہمارے خیمے اٹھا لئے گئے ہیں اور ہمیں نجانے کہاں لے جایا جا رہا
ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم خیمے کھول کر باہر کود جائیں اور
ان وحشیوں سے مقابلہ کریں۔ اوور''...... ہاشوگا نے جیسے عمران کی
باتیں نہ سمجھتے ہوئے اسے اپنی پریشانی سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔
''نہیں۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ جب تک میں نہ کہوں تم
میں سے کوئی خیمے سے باہر نہیں آئے گا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔
''لیکن عمران صاحب۔ وحشی ہمیں نجانے کہاں لے جا رہے
ہیں۔ اگر یہ ہمیں اپنے قبیلے میں لے گئے تو ہمارے لئے وہاں سے
نکلنا مشکل ہو جائے گا ہم وہاں سینکڑوں وحشیوں میں گھر جائیں
گے۔ اوور''...... ہاشوگا نے اسی انداز میں کہا۔
''کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ یہ ہمیں اپنے
قبیلے میں لے جائیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔
''اپنے قبیلے میں۔ مگر کیوں۔ آپ ان کے قبیلے میں کیوں جانا
چاہتے ہیں۔ اوور''...... ہاشوگا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''تم شاید بھول رہے ہو کہ ابوگا نے بتایا تھا کہ لاہوگا قبیلہ اور
شالاق قبیلہ ایک دوسرے سے کچھ ہی فاصلے پر ہیں۔ اگر ہم شالاق
قبیلے میں پہنچ جائیں تو وہاں سے ہم آسانی سے لاہوگا قبیلے میں پہنچ
جائیں گے۔ اگر ان وحشیوں کا تعلق شالاق قبیلے سے ہے اور یہ



ہمیں اپنے قبیلے میں لے گئے تو ہمارا آدھا سر درد ختم ہو جائے گا
اور ہمیں لاہوگا قبیلے کو ڈھونڈنے کے لئے دربدر نہیں پھرنا پڑے گا۔
اوور''...... عمران نے کہا۔
''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن وحشی اگر ہمیں اپنے قبیلے میں لے
گئے تو ہم وہاں سے نکلیں گے کیسے۔ اس کے علاوہ ابھی تک یہ بھی
تو کنفرم نہیں ہے کہ ہمیں لے جانے والے وحشیوں کا تعلق کس قبیلے
سے ہے۔ اگر یہ شالاق قبیلے کی بجائے کسی اور قبیلے کے وحشی
ہوئے تو پھر ہم کیا کریں گے۔ اوور''...... ہاشوگا نے کہا۔
''میری معلومات کے مطابق جن راستوں پر ہم سفر کر رہے تھے
ان اطراف میں شالاق قبیلے کے سوا ایسا کوئی قبیلہ نہیں ہے جو
یہاں آنے والوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ تم نے دیکھا
نہیں تھا پہلے ان وحشیوں نے کس قدر شور مچایا تھا اور انہوں نے
ہمارے خیمے بھی پھاڑنے کی کوشش کی تھی۔ جب ان کی کوششیں
ناکام ہو گئیں تو انہوں نے ہمیں خیموں سمیت ہی اٹھا لیا۔ جیسے وہ
ہمیں ہر صورت میں یہاں سے لے جانا چاہتے ہوں۔ اوور''......
عمران نے کہا۔
''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں اور ابوگا بھی بتا رہا ہے کہ اس
نے وحشیوں کے چیخنے کی جو آوازیں سنی تھیں یہ آوازیں شالاق قبیلے
کے وحشیوں کی ہی تھیں۔ اوور''...... ہاشوگا نے کہا۔
''لو تو پھر مسئلہ ہی حل ہو گیا ہے۔ اب اس وقت تک آرام کرو

جب تک ہمارے کہار تھک نہیں جاتے یا پھر ہماری ڈولیوں کو اپنے قبیلے میں لے جا کر کہیں رکھ نہیں دیتے۔ اوور‘‘...... عمران نے کہا تو ہاشوگا بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ چونکہ پاکیشیائی تھا اس لئے ڈولیوں اور کہاروں کا مطلب بخوبی سمجھ سکتا تھا۔ عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے اپنا بیگ کھولا اور بیگ کی ایک خفیہ جیب سے اس نے سنہرے فریم والی ایک عینک نکال لی۔ یہ عینک کراس ویژنل تھی جس کی مدد سے موٹی دیوار کے پار بھی آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔

عمران نے عینک آنکھوں پر لگائی اور اس کے سائیڈ پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی چشمے کے شیشے قدرے نیلے ہو گئے اور فریم کے کناروں سے ہلکی ہلکی نیلی روشنی سی نکل کر خیمے کی دیواروں پر پڑنے لگی۔ اب عمران آسانی سے خیمے کے باہر دیکھ سکتا تھا۔ باہر کا منظر دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

باہر واقعی بے شمار لمبے تڑنگے وحشی دکھائی دے رہے تھے جنہوں نے ان کے خیمے کاندھوں پر اٹھا رکھے تھے اور ایک قطار کی شکل میں انہیں اونچے نیچے راستوں سے گزارتے ہوئے لئے جا رہے تھے۔ وحشی سیاہ فام تھے اور انہوں نے جسموں پر سفید رنگ سے عجیب و غریب لکیروں کے جال سے بنا رکھے تھے اور انہوں نے سرخ رنگ کی شلواریں سی پہن رکھی تھیں۔ وحشیوں کی تعداد کسی بھی



طرح سو سے کم نہیں تھی اور ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے نیزے، تلواریں اور کلہاڑیاں تھیں۔

’’کیا دکھائی دے رہا ہے‘‘...... کیپٹن شکیل نے پوچھا جو اتنی دیر سے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

’’خود ہی دیکھ لو‘‘...... عمران نے کہا اور اس نے آنکھوں سے کراس ویژنل چشمہ اتار کر اسے دے دیا۔ کیپٹن شکیل نے چشمہ آنکھوں سے لگایا اور باہر موجود وحشیوں کو دیکھنے لگا۔ اس نے ارد گرد کا جائزہ لے کر چشمہ اتار کر صفدر کو دیا اور پھر صفدر نے باہر کے مناظر دیکھ کر چشمہ اتار کر تنویر کو دے دیا۔

’’ہمارا خیمہ سب سے آخر میں ہے اور جس طرح سے ہمارا خیمہ اٹھا کر لے جایا جا رہا ہے ہم خیمے کا دروازہ پچھلی طرف سے کھول کر باہر نکل سکتے ہیں۔ ہمارے پیچھے صرف چار وحشی ہیں جنہیں ہم آسانی سے نشانہ بنا سکتے ہیں‘‘...... تنویر نے کہا۔

’’ہاں عمران صاحب۔ ہمارے پاس اچھا موقع ہے ہم خیمے سے نکل کر ان پر گولیاں اور بم برسا سکتے ہیں۔ ہمارے ساتھی خیموں کے اندر ہیں اگر ہم یہاں میزائل بھی فائر کریں گے تو ان سے ان وحشیوں کا ہی نقصان ہو گا ہمارے ساتھیوں کا نہیں‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

’’ان وحشیوں کو جہنم واصل کر کے ہم خود ہی ان کے قبیلے کی طرف چلے جائیں گے‘‘...... صفدر نے بھی کہا۔

"ان سب کو ہلاک کر دیا تو ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ ان کا قبیلہ کہاں ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"ہم ان میں سے کسی ایک کو زندہ چھوڑ دیں گے اور اسے یرغمال بنا کر قبیلے میں چلے جائیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں ایسا ہو تو سکتا ہے لیکن"...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

"لیکن۔ لیکن کیا"...... صفدر نے پوچھا۔

"ہم اس قدر آرام دہ سفر سے محروم ہو جائیں گے اور اگر ان کا قبیلہ دور ہوا تو پھر ہمیں باقی سارا سفر پیدل ہی چلنا پڑے گا پھر نہ کہنا کہ چل چل کر ہماری ٹانگیں تھک گئی ہیں"...... عمران نے جیسے ان کی باتوں پر آمادگی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں کہتے۔ جتنا بھی چلنا ہو گا ہم پیدل چل لیں گے اور اگر آپ تھک گئے تو ہم آپ کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر لے جائیں گے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر تنویر مجھے اپنے کاندھوں پر اٹھانے کا کہے تو میں اس کی بات مان لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر طویل راستہ ہوا اور تمہارے پیروں میں چلتے چلتے چھالے پڑ گئے تو میں تمہیں اپنے کاندھوں پر اٹھا لوں گا"۔ تنویر نے بھی اس بار جیسے ترقی بہ برقی جواب دیتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل اور صفدر بے اختیار ہنس پڑے۔



"تمہارے کاندھوں پر آنے کے لئے میں خود ہی اپنے پیر چھیل لوں گا"...... عمران نے کہا تو ان کی ہنسی تیز ہو گئی۔

"تو نکالیں اپنا اسلحہ۔ آپ مس جولیا اور ہاشوگا سے بھی کہہ دیں کہ وہ ایکشن کے لئے تیار ہو جائیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان تینوں نے بیگوں سے اپنا اپنا اسلحہ نکالا اور انہیں اپنی جیبوں میں منتقل کرنے لگے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر باری باری جولیا اور ہاشوگا سے رابطہ کیا اور انہیں اپنے نئے پروگرام کے بارے میں بتا کر انہیں ایکشن کے لئے تیار رہنے کا کہا۔

کراس ویژنل چشمہ ابھی تک تنویر کی آنکھوں پر تھا۔ وہ مشین گن لئے گھٹنوں کے بل چلتا ہوا خیمے کے سرے پر گیا اور اس نے احتیاط سے کھڑے ہو کر آہستہ آہستہ خیمے کے دروازے کی زپ کھولنا شروع کر دی۔ اس اثناء میں کیپٹن شکیل اور صفدر بھی اٹھ کر اس کے نزدیک آ گئے تھے۔

"تھری، ٹو، ون"...... تنویر نے کہا اور پھر اس نے یکلخت خیمہ کھولا اور پیچھے آنے والے چار وحشیوں کی طرف مشین گن کا رخ کرتے ہوئے اچانک ان پر فائرنگ کر دی۔ فائرنگ ہوتے ہی چاروں وحشی جو حیرت سے خیمہ کھلتے دیکھ رہے تھے لٹو کی طرح گھومتے اور چیختے ہوئے گرے اور بری طرح سے تڑپنا شروع ہو گئے۔ فائرنگ کی آواز سنتے ہی وحشیوں میں جیسے ہلچل سی مچ گئی۔

اس سے پہلے کہ جن وحشیوں نے ان کا خیمہ اٹھایا ہوا تھا وہ خیمہ نیچے رکھتے۔ تنویر نے فوراً باہر چھلانگ لگا دی اور زمین پر کاندھوں کے بل گر کر تیزی سے لڑھکتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے صفدر اور کیپٹن شکیل اور عمران بھی خیمے سے کود کر باہر آ گئے۔ انہیں اس طرح خیمے سے باہر آتے دیکھ کر ان وحشیوں نے فوراً خیمہ نیچے گرا دیا۔ وہ خیمہ پھینک کر ان کی طرف لپکے ہی تھے کہ اسی لمحے ماحول مشین گنوں کی ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں اور وحشیوں کی دلخراش چیخوں سے بری طرح سے گونجنا شروع ہو گیا۔

انہیں دیکھ کر باقی وحشیوں نے بھی خیمے ایک طرف پھینکے اور پھر وہ نیزے اور تلواریں لے کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف چیخیں مارتے ہوئے لپکے۔ عمران نے فوراً جیب سے منی میزائل گن نکالی اور اس نے سامنے سے آتے ہوئے دس وحشیوں کی طرف رخ کر کے ایک میزائل فائر کر دیا۔ میزائل شعلے برساتا ہوا ٹھیک ایک وحشی کے سینے سے ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکا ہوا اور اس وحشی کے ساتھ اس کے قریب موجود باقی وحشیوں کے بھی ٹکڑے اُڑتے چلے گئے۔

تنویر، کیپٹن شکیل اور صفدر چھلانگیں مارتے ہوئے تیزی سے دائیں بائیں ہو گئے تھے۔ انہوں نے خود کو سنبھالتے ہی سامنے موجود وحشیوں پر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔ وحشی چیختے ہوئے گرے اور بری طرح سے تڑپنا شروع ہو گئے۔



ادھر دھماکوں کی آوازیں سنتے ہی بند خیموں میں موجود جولیا، ہاشوگا اور اس کے ساتھیوں کو جیسے خیموں سے باہر نکلنے کا موقع مل گیا۔ وہ خیمے کھول کر باہر نکلے اور انہوں نے وحشیوں سے دور ہٹتے ہوئے ان پر ہلہ بول دیا۔

وحشی چیختے چلاتے ہوئے ان کی طرف نیزے اور کلہاڑیاں اچھال رہے تھے۔ ان میں کچھ تیر انداز بھی تھے جو انہیں تاک تاک کر نشانہ بنانے میں مصروف ہو گئے لیکن عمران اور اس کے ساتھی چونکہ کسی ایک جگہ رک ہی نہیں رہے تھے اس لئے وہ ان تیروں کا نشانہ بننے سے بچ گئے لیکن ہاشوگا کے ساتھیوں میں شاید عمران اور اس کے ساتھیوں جیسی پھرتی نہیں تھی۔ وہ تیروں اور نیزوں سے بچنے کے لئے ادھر ادھر چھلانگیں ضرور لگا رہے تھے لیکن ان میں سے دو افراد وحشیوں کے تیروں کا نشانہ بن گئے جبکہ تین افراد کو وحشیوں نے نیزے مار مار کر ہلاک کر دیا تھا۔

وحشیوں کی تعداد چونکہ زیادہ تھی اس لئے وہ فائرنگ اور دھماکوں کی پرواہ کئے بغیر ان پر ٹوٹے پڑ رہے تھے۔

عمران اور اس کے ساتھی انہیں مشین گنوں سے نشانہ بنانے کے ساتھ ساتھ ان پر بم بھی برسا رہے تھے۔ عمران کے ہاتھ میں تو پہلے سے ہی منی میزائل گن تھی وہ خاص طور پر ان وحشیوں پر میزائل فائر کرتا تھا جو تعداد میں زیادہ ہوتے تھے۔ اس طرح وہ ایک ساتھ کئی کئی وحشیوں کو نشانہ بنا رہا تھا۔

اسلحے کی وجہ سے واقعی وہ وحشیوں کو آگے بڑھنے کا کوئی موقع نہیں دے رہے تھے۔ وحشی ان پر مسلسل تیر برسا رہے تھے۔ کئی بار تو ایسا ہوا کہ عمران اور اس کے ساتھی ان تیروں کا نشانہ بنتے بنتے رہ گئے۔ تیر ان کے اس قدر قریب سے گزر گئے تھے کہ اگر ایک انچ کا بھی فرق نہ ہوتا تو تیر ان کے جسموں میں گھس گئے ہوتے۔

وحشی پاگلوں کی طرح شور مچاتے ہوئے انہیں پکڑنے اور انہیں ہلاک کرنے کی کوشش میں مصروف تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی جان توڑ کر ان کا مقابلہ کر رہے تھے۔ مشین گنوں اور بموں سے ہلاک ہونے والے وحشیوں کی ہر طرف جیسے لاشیں بکھرتی جا رہی تھیں۔ جب وحشیوں کی تعداد بے حد کم رہ گئی تو باقی ماندہ وحشیوں نے موت کے خوف سے وہاں سے بھاگنا شروع کر دیا۔ عمران اور ہاشوگا کے ساتھیوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے مزید کئی وحشی گرا لینے میں کامیاب ہو گئے۔ عمران نے ان سب سے کہا تھا کہ وہ ان میں سے کسی ایک وحشی کو زندہ پکڑ کر اس کے پاس لے آئیں تاکہ وہ اس سے ان کے قبیلے اور لاہوگا قبیلے والوں کے بارے میں پوچھ سکے۔ عمران وہیں رک گیا تھا جبکہ اس کے تمام ساتھی وحشیوں کو ہلاک کرنے کے لئے ان کے پیچھے بھاگتے ہوئے سامنے موجود درختوں کے جھنڈ میں غائب ہو گئے تھے۔

کچھ ہی دیر میں ہاشوگا ایک لمبے تڑنگے وحشی کو اٹھائے اس طرف آ گیا جہاں عمران موجود تھا۔



”میں نے اسے زندہ پکڑ لیا ہے عمران صاحب۔ اس سے آپ پوچھنا چاہیں پوچھ سکتے ہیں“...... ہاشوگا نے عمران سے مخاطب لر کہا۔ ہاشوگا نے اسے بے ہوش کر کے اس کے ہاتھ پاؤں ں سے باندھ رکھے تھے۔

”کیسے ہاتھ آیا ہے یہ“...... عمران نے پوچھا۔

”فائرنگ سے بچنے کے لئے یہ ایک درخت کے پیچھے چھپا ہوا ۔ میں نے اسے دیکھا تو میں خاموشی سے اس کے پیچھے چلا گیا پھر میں نے اس کے سر پر مشین گن کا دستہ مار کر بے ہوش کر ۔ رسیاں میری جیب میں ہی تھیں۔ میں نے اسے وہیں باندھا اسے اٹھا کر یہاں لے آیا“...... ہاشوگا نے کہا تو عمران نے ت میں سر ہلا دیا۔

”باقی سب کہاں ہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”وہ بھاگنے والے وحشیوں کے پیچھے گئے ہیں“...... ہاشوگا نے جواب دیا۔

”لگتا ہے وہ ان تمام وحشیوں کو ہلاک کر کے ہی واپس آئیں گے“...... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ ہمیں شک ہے کہ وحشی درختوں کے جس جھنڈ کی طرف بھاگ کر گئے ہیں اس کی دوسری طرف ان کا قبیلہ موجود ہے“...... ہاشوگا نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اگر ان کا قبیلہ نزدیک ہی موجود ہے تو پھر تمہیں اس

وحشی کو یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ ہم قبیلے پر حملہ کرتے قبیلے کو مکمل طور پر ختم کر دیتے پھر وہیں سے کسی ایک وحشی۔ لا ہوگا قبیلے کے بارے میں پوچھ لیتے''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے کہا تھا کہ آپ کو ایک وحشی زندہ چاہئے جس۔ آپ پوچھ گچھ کر سکیں اس لئے میں اسے اٹھا کر لے آیا تھا' ہاشوگا نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''اسے یہیں پڑا رہنے دو۔ ہمیں اپنے ساتھیوں کی مدد کے لـ جانا ہوگا۔ قبیلہ نجانے کتنا بڑا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے ساتھی ا کے ہاتھ لگ جائیں اور ہمیں لینے کے دینے پڑ جائیں''...... عمرا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تو پھر آئیں۔ وہ ابھی دور نہیں گئے ہوں گے۔ ہم ابھی جا کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل جاتے ہیں اور ایک ساتھ قبیلے پر حملہ کر دیتے ہیں''...... ہاشوگا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں تیزی سے درختوں کی جانب بھاگتے چلے گئے۔ درختوں کی دوسری جانب سے مسلسل فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وحشیوں کے بھی تیز آواز میں چیخنے چلانے کی آوازیں آ رہی تھیں جیسے ان سب کی آپس میں ٹھن گئی ہو اور وہ ایک دوسرے پر موت بن کر جھپٹ رہے ہوں۔

عمران اور ہاشوگا بھاگتے ہوئے درختوں کے درمیان سے گزر رہے تھے کہ اچانک وہ ایک جگہ ٹھٹھک کر رک گئے۔ ان کے



منے چند سیاہ فام وحشی تنے کھڑے تھے جو اچانک دائیں بائیں توں کے پیچھے سے نکل کر ان کے سامنے آ گئے تھے۔ ہاشوگا نے وحشیوں کو دیکھ کر مشین گن سیدھی کی۔ جیسے ہی اس نے مشین ن سیدھی کی اسی لمحے وحشی چھلانگیں مارتے ہوئے درختوں کی ٹ میں چلے گئے۔ ہاشوگا نے انہیں درختوں کی اوٹ میں جاتے کر ان درختوں پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ تڑتڑاتی ہوئی لیوں سے درختوں کے پرخچے اڑنا شروع ہو گئے۔ عمران نے منی ائل گن کا رخ ایک درخت کی جانب کیا اور بٹن پریس کر دیا۔ درخت کے پیچھے چار وحشی چھپے ہوئے تھے۔ اس کی گن سے راکٹ نکل کر درخت کی جڑ سے ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکا ہوا درخت کے ٹکڑے اُڑتے چلے گئے۔ درخت کے پیچھے چھپے ئے وحشیوں کی دلدوز چیخیں سنائی دیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔ لمحے درختوں کے پیچھے سے مزید وحشی نکلے۔ ان کے ہاتھوں نیزے اور کلہاڑیاں تھیں وہ چیختے ہوئے عمران اور ہاشوگا کی ب بڑھے لیکن اسی لمحے ہاشوگا کی مشین گن سے ریٹ ریٹ کی زیں نکلیں اور وحشی اچھل اچھل کر چیختے ہوئے گرے اور بری ح سے تڑپنا شروع ہو گئے۔

عمران اور ہاشوگا تیزی سے آگے بھاگے۔ جیسے جیسے وہ بھاگ ہے تھے درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے وحشی نکل نکل کر ان پر حملہ ہونے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ہاشوگا اور عمران انہیں اپنے

نزدیک آنے کا کوئی موقع نہیں دے رہے تھے۔ جیسے ہی وحشی
درختوں کے پیچھے سے نکلتے یا تو ہاشوگا ان پر فائرنگ کر دیتا یا پھر
عمران ان پر منی میزائل فائر کر دیتا جس سے وحشیوں کے ہر طرف
ٹکڑے بکھر جاتے۔

عمران اور ہاشوگا ابھی کچھ ہی آگے گئے ہوں گے کہ اچانک
انہیں جولیا کے چیخنے کی تیز آواز سنائی دی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے
جولیا کو کسی وحشی نے زخمی کر دیا ہو۔ چیخ کی آواز دائیں جانب سے
آئی تھی۔ عمران جولیا کی آواز سن کر بری طرح سے اچھل پڑا۔ وہ
مڑا اور پھر رکے بغیر جھاڑیوں میں چھلانگیں مارتا ہوا اس طرف
بھاگتا چلا گیا جس طرف سے اسے جولیا کے چیخنے کی آواز سنائی دی
تھی۔

درختوں کے پیچھے سے نکل کر وہ ایک کھلے حصے میں آیا تو اسے
وہاں دس وحشی دکھائی دیئے جن کے درمیان جولیا گھری ہوئی تھی۔
جولیا کے ہاتھ خالی تھے۔ اس نے اپنے دائیں ہاتھ سے بایاں
کاندھا پکڑا ہوا تھا جو اس کے خون سے سرخ ہو رہا تھا۔ شاید کسی
وحشی نے اسے نیزہ مارنے کی کوشش کی تھی جو جولیا کے کاندھے کو
چیرتا ہوا گزر گیا تھا اور وحشیوں نے جولیا کو اکیلی دیکھ کر فوراً اسے
اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔ جولیا زخمی ہونے کے باوجود پلٹ
پلٹ کر ان وحشیوں کو گھور رہی تھی جو نیزے اور کلہاڑیاں لئے ایک
دائرے کی شکل میں آہستہ آہستہ اس کی جانب بڑھ رہے تھے۔



عمران کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سن کر نہ صرف جولیا
بلکہ وحشی بھی چونک پڑے اور پھر جیسے ہی جولیا کی نظر عمران پر پڑی
اس کے چہرے پر رنگ سا بکھر گیا جبکہ عمران کو دیکھ کر وحشیوں نے
غصے سے دانت نکالنا شروع کر دیئے پھر ان میں سے چار نیزہ بردار
وحشی دانت نکال کر غراتے ہوئے عمران کی جانب لپکے جبکہ باقی
وحشیوں نے اچانک چیخیں ماریں اور انہوں نے انتہائی جارحانہ انداز
میں جولیا پر حملہ کر دیا وہ ایک ساتھ کلہاڑیاں اور نیزے لے کر جولیا
پر جھپٹے تھے جیسے ایک ہی بار میں وہ جولیا کے ٹکڑے اُڑا دیں گے۔
جولیا نے اسی لمحے چھلانگ لگائی اور پہلو کے بل ہوا میں رول ہوتی
ہوئی وحشیوں کے اوپر سے گزری اور ساتھ ہی اس نے قلابازی
کھائی اور وحشیوں کی دوسری طرف پیروں کے بل زمین پر آ گئی۔
اس سے پہلے کہ وحشی اس کی طرف پلٹتے جولیا نے الٹی قلابازی
کھائی اور پھر وہ زخمی ہونے کے باوجود الٹی تلابازیاں کھاتی ہوئی
ان وحشیوں سے دور ہٹتی چلی گئی۔

عمران نے اپنی طرف آنے والے وحشیوں پر میزائل فائر کیا
جس سے ان کے وہیں ٹکڑے اُڑ گئے تھے۔ دھماکے کی آواز سن کر
جولیا پر حملہ کرنے والے وحشی بوکھلا گئے انہوں نے پلٹ کر عمران کی
طرف دیکھا اور پھر انہوں نے دور سے ہی عمران پر نیزے اور
کلہاڑیاں پھینکنا شروع کر دیں۔ عمران نے بھی الٹی قلازیاں کھائیں
اور نیزوں اور کلہاڑیوں سے دور ہٹتا چلا گیا۔ اسے الٹی قلابازیاں

کھاتے دیکھ کر وحشی تیزی سے اس کی جانب بھاگے لیکن عمران نے انہیں آگے آنے کا کوئی موقع نہیں دیا تھا۔ وہ قلابازیاں کھاتا ہوا ایک جگہ رکا اور پھر اس نے سیدھا ہوتے ہوئے سامنے سے آنے والے وحشیوں پر ایک اور میزائل فائر کر دیا۔ میزائل دیکھ کر وحشیوں نے اس سے بچنے کے لئے ادھر ادھر چھلانگیں لگائیں لیکن میزائل ٹھیک ان کے درمیان میں گر کر پھٹا۔ زور دار دھماکے کے ساتھ آگ کا ایک الاؤ بلند ہوا اور اس الاؤ میں وحشیوں کے بھی ٹکڑے اُڑتے دکھائی دیئے۔

وحشیوں کو ہلاک کر کے عمران تیزی سے جولیا کی جانب لپکا جو وحشیوں سے دور ہٹ کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی تھی۔ اس کا ہاتھ ایک بار پھر زخمی کاندھے پر آ گیا تھا اور اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

''تم ٹھیک ہو''...... عمران نے اس کے نزدیک جا کر پوچھا۔

''ہاں۔ نیزہ میرے کاندھے کو چھو کر گزر گیا ہے''...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''زخم گہرا معلوم ہو رہا ہے اسی لئے خون بہہ رہا ہے۔ رکو میں تمہارے زخم پر ہارڈ گم لگا دیتا ہوں جو سیچز کا کام کرے گی۔ اس سے زخم سے خون بہنا بھی رک جائے گا اور زخم کا منہ بھی بند ہو جائے گا''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے فوراً اپنے کاندھوں سے بیگ اتارا اور اس میں سے ایک



گم نکال لی۔ گم کے آگے ایک نوزل سی لگی ہوئی تھی۔ عمران نے جولیا کے کاندھے سے کپڑا پھاڑا۔ جولیا کے کاندھے پر لمبے کٹ کا نشان تھا جہاں سے مسلسل خون کا اخراج ہو رہا تھا۔ عمران نے ایک ہاتھ سے جولیا کے کاندھے کے زخم کو دونوں طرف سے پریس کیا اور پھر اس نے زخم کے اوپر ہارڈ گم لگانی شروع کر دی۔ جیسے جیسے وہ گم لگاتا جا رہا تھا جولیا کا زخم یوں بند ہوتا جا رہا تھا جیسے واقعی کوئی سرجن جولیا کے زخم کی سیچنگ کر رہا ہو۔ یہ گم عام طور پر جنگ کے زمانے میں فوجی اپنے زخمی ساتھیوں کی عارضی طبی امداد کے لئے استعمال کرتے تھے تاکہ وہ زخموں سے خون کا اخراج روک سکیں۔ کچھ ہی دیر میں جولیا کا زخم جیسے مندمل ہو گیا۔ عمران نے چند لمحے اس کے زخم کو انگلیوں سے دبائے رکھا۔ جب گم ہارڈ ہو گیا تو اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔

''اب ٹھیک ہے۔ زخم پوری طرح سے مل گیا ہے۔ اب اس سے خون کا اخراج نہیں ہو گا اور زخم اسی حالت میں ٹھیک ہو جائے گا''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے وہ دونوں چونک پڑے انہیں دائیں طرف سے جھاڑیاں ہلنے کی آوازیں سنائی دیں۔ عمران نے جھپٹ کر اپنی بیلٹ میں اڑسا ہوا مشین پسٹل نکالا اور غور سے جھاڑیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ اسی لمحے جھاڑیوں سے کئی نیزے اور کلہاڑیاں اُڑتی ہوئیں اس طرف آئیں۔ عمران نے جولیا کا ہاتھ پکڑا اور اسے لئے تیزی سے

کروٹیں بدلتا چلا گیا۔ جھاڑیوں سے اُڑ کر آنے والے نیزے اور کلہاڑیاں ٹھیک اس جگہ گریں جہاں ایک لمحے قبل عمران اور جولیا موجود تھے۔ کلہاڑیوں اور نیزوں سے بچتے ہی عمران نے جولیا کو چھوڑ کر اپنا جسم پلٹایا اور پھر اس نے ان جھاڑیوں کی طرف برسٹ مارنے شروع کر دیئے جس طرف سے انہیں نیزے اور کلہاڑیاں ماری گئی تھیں۔ دوسرے لمحے جھاڑیوں سے کئی انسانی چیخیں بلند ہوئیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔ عمران نے احتیاطاً دائیں بائیں جھاڑیوں میں فائرنگ کی لیکن اس بار کسی چیخ کی آواز سنائی نہ دی۔

"لگتا ہے انہی جھاڑیوں میں وحشی موجود تھے جو چھپ کر ہم پر حملہ کرنے کے لئے آئے تھے"...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہاری مشین گن کہاں ہے"......عمران نے پوچھا کیونکہ جولیا کے ہاتھ خالی تھے۔

"نیزہ لگنے کی وجہ سے مشین گن میرے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ وحشی چونکہ مجھ پر مسلسل نیزے پھینک رہے تھے اس لئے مجھے اپنی مشین گن اٹھانے کا موقع نہیں ملا تھا میں ان کے نیزوں سے بچنے کے لئے دور ہٹ گئی تو ان وحشیوں نے دوڑ کر مجھے گھیر لیا تھا۔ میری مشین گن شاید ان جھاڑیوں میں ہی کہیں گر گئی تھی"۔ جولیا نے سامنے موجود جھاڑیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران آگے بڑھا اور پیروں سے جھاڑیاں ہٹاتا ہوا جولیا کی مشین



گن تلاش کرنے لگا۔ جلد ہی اسے مشین گن نظر آ گئی۔ عمران نے مشین گن اٹھا کر جولیا کو دی اور پھر وہ دونوں اس طرف بڑھتے چلے گئے جس طرف سے وحشیوں کے چیخنے چلانے اور فائرنگ کے ساتھ ساتھ زور دار دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گئے ہوں گے کہ ایک درخت کے نیچے سے گزرتے ہوئے اچانک ان پر ایک جال آ گرا۔

جال کے ساتھ ہی درخت سے چار وحشی بھی جال کے چاروں سرے پکڑے ہوئے نیچے کودے تھے جس کی وجہ سے عمران اور جولیا جیسے جال میں بری طرح سے جکڑتے چلے گئے۔ اس سے پہلے کہ جولیا اور عمران کچھ کرتے اسی لمحے وحشیوں نے تیزی سے ان کے گرد دوڑ کر گھومتے ہوئے انہیں جال میں لپیٹنا شروع کر دیا۔ عمران اور جولیا جال میں اس بری طرح سے پھنس گئے تھے کہ وہ معمولی سی جنبش بھی نہیں کر سکتے تھے۔

وحشیوں نے ان دونوں کو جال میں جکڑ کر جال کی رسیاں مضبوطی سے باندھنی شروع کر دیں اور انہیں زور دار دھکے سے نیچے گرا دیا۔ ایک وحشی نے درخت کے پاس رکھا ہوا ایک بھاری ڈنڈا اٹھایا اور پھر وہ جال کے پاس آ گیا۔ اس سے پہلے کہ جولیا اور عمران کچھ سمجھتے وحشی کا ڈنڈے والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور عمران اور جولیا کو اپنے سروں پر قیامت سی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔

وحشی نے ان دونوں کے سروں پر ڈنڈے رسید کر دیئے تھے۔
عمران کو اپنی آنکھوں کے سامنے ایک لمحے کے لئے سورج سا روشن ہوتا ہوا محسوس ہوا اسی لمحے اس کے سر پر ایک اور دھماکا ہوا جس سے عمران کو روشن سورج یکلخت تاریکی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور وہ بے ہوش ہوتا چلا گیا۔

جب عمران کو ہوش آیا تو اسے اپنے سر میں شدید ٹیسیں سی اٹھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ آنکھیں کھولتے ہی اسے سامنے دھند سی دکھائی دی تھی۔ جب وہ پوری طرح ہوش میں آیا تو اس کی آنکھوں کے سامنے سے دھند چھٹتی چلی گئی اور یہ دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ وہ کسی وحشی قبیلے میں موجود تھا۔ وہ زمین میں گڑے ہوئے ایک بھاری ستون کے ساتھ بری طرح سے بندھا ہوا تھا۔ صرف یہی نہیں۔ اس کے دائیں بائیں لکڑی کے کئی ستون دکھائی دے رہے تھے جن کے ساتھ اس کے باقی ساتھی بھی جکڑے ہوئے تھے۔ ان میں کیپٹن شکیل، تنویر، صفدر، جولیا اور باشوگا تھے۔ ان سب کے سر ڈھلکے ہوئے تھے۔ شاید وہ بھی بے ہوش تھی۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو درختوں کے جن ستونوں کے ساتھ باندھا گیا تھا ان کے گرد دائرے میں ایک بڑا سا گڑھا کھدا ہوا تھا جس میں چاروں طرف آگ جلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

آگ کی دوسری طرف کئی وحشی دکھائی دے رہے تھے جو نیزے



لئے ان کی نگرانی پر مامور تھے۔ دور نزدیک بے شمار جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں جو گھاس پھونس کی تھیں۔

ہر طرف وحشی ہی وحشی دکھائی دے رہے تھے ان وحشیوں کی تعداد اب بھی کافی زیادہ تھی۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ ان وحشیوں میں نہ تو کوئی بوڑھا دکھائی دے رہا تھا۔ نہ بچہ اور نہ کوئی عورت۔ ہر طرف لمبے تڑنگے اور خونخوار قسم کے وحشی چلتے پھرتے دکھائی دے رہے تھے۔

لکڑی کے جن ستونوں کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھی بندھے ہوئے تھے وہ آگ کے درمیان میں تھا آگ ان سے قدرے فاصلے پر تھی لیکن اس کے باوجود عمران آگ کی تپش محسوس کر رہا تھا۔ عمران ابھی اردگرد کا ماحول دیکھ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے اس کے ساتھ لکڑی کے دوسرے ستون کے ساتھ بندھی ہوئی جولیا اور پھر صفدر کو ہوش آ گیا۔

"اوہ۔ یہ ہم کہاں آ گئے ہیں اور ہمیں اس طرح آگ کے درمیان کیوں باندھا گیا ہے"...... جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تاکہ یہ ہمیں آگ میں روسٹ بنا کر کھا سکیں"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"روسٹ"...... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اور نہیں تو کیا۔ اسی لئے تو انہوں نے ہمارے چاروں طرف

آگ جلا رکھی ہے تا کہ ہم اس آگ میں جل بھن جائیں اور جب ہمارے روسٹ بن جائیں تو یہ ہماری بوٹیاں اُڑا سکیں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''لیکن آپ ان کے ہتھے کیسے چڑھ گئے''...... صفدر نے پوچھا۔

''انہوں نے ہم پر اچانک جال پھینک دیا تھا۔ وحشیوں نے جال اس بری طرح ہمارے گرد لپیٹ دیا تھا کہ ہم معمولی سی بھی حرکت نہیں کر سکتے تھے پھر ان میں سے ایک وحشی نے ہمارے سروں پر ڈنڈے مار دیئے تھے جس سے ہم بے ہوش ہو گئے تھے''...... عمران کی بجائے جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جبکہ ہمیں اچانک چاروں طرف سے وحشیوں نے گھیر لیا تھا۔ وہ ہمیں ہلاک کر دینا چاہتے تھے لیکن پھر ایک وحشی نے نجانے ان وحشیوں سے کیا کہا کہ انہوں نے ہم سے ہمارا اسلحہ چھین لیا اور پھر ہمیں پکڑ کر رسیوں سے باندھ دیا۔ رسیوں سے باندھ کر انہوں نے ہمارے سروں پر بھی ڈنڈے رسید کر کے ہمیں بے ہوش کر دیا تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا تھا یہ میں نہیں جانتا کیونکہ مجھے ابھی ہوش آیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاشوگا کے باقی ساتھی کہاں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ لڑتے ہوئے ان وحشیوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے''۔ صفدر نے جواب دیا تو عمران نے ایک طویل سانس لے کر ہونٹ بھینچ لئے۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول



دیں۔ کیپٹن شکیل کے بعد تنویر اور پھر ہاشوگا کو بھی ہوش آ گیا۔ ان کی حالت بھی خود کو آگ کے درمیان لکڑی کے ستونوں سے بندھا دیکھ کر جولیا اور صفدر سے مختلف نہیں ہوئی تھی۔

اسی لمحے انہیں سامنے سے تیز شور کی آواز سنائی دی۔ عمران نے چونک کر دیکھا تو اسے ایک لمبا تڑنگا سیاہ فام وحشی دکھائی دیا جو ڈیل ڈول میں دوسرے وحشیوں سے کہیں زیادہ تھا اور وہ دیو ہی دکھائی دے رہا تھا۔ اس وحشی نے اپنے سر پر ایک انسانی کھوپڑی رکھی ہوئی تھی اور اس کے ہاتھ میں ایک بھاری ڈنڈا دکھائی دے رہا تھا جس پر لمبے اور نوکیلے کانٹے لگے ہوئے تھے۔ اس وحشی نے بے حد کھلی سرخ شلوار پہن رکھی تھی اور اس کے گلے میں بے شمار مالائیں دکھائی دے رہی تھیں جن میں چھوٹی چھوٹی انسانی کھوپڑیاں پروئی ہوئی تھیں۔

دیو قامت وحشی جنگلی سانڈ کی طرح جھومتا ہوا ان کی طرف آ رہا تھا اور اس کے دائیں بائیں کئی نیزہ بردار وحشی چل رہے تھے۔

''یہ شاید اس قبیلے کا سردار ہے''...... جولیا نے آنے والے دیو قامت وحشی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی لگ رہا ہے''...... صفدر نے کہا۔ دیو قامت وحشی مست انداز میں جھومتا ہوا ان کے سامنے آگ کی دوسری طرف آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ وحشت دکھائی دے رہی تھی اور اس کی سرخ سرخ آنکھوں میں جیسے آگ ہی آگ بھری

ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اچانک اس نے ڈنڈا اٹھایا اور ان کی جانب دیکھ کر اونچی آواز میں کچھ کہنا شروع ہو گیا۔

''یہ کیا کہہ رہا ہے''...... جولیا نے دیو قامت وحشی کی جنگلی زبان سن کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ کہہ رہا ہے کہ اب ہم اس کے قیدی ہیں۔ ہم نے ان کے بے شمار ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے۔ یہ ان ہلاک ہونے والے وحشیوں کا ہم سے بدلہ لیں گے۔ اسی لئے انہوں نے ابھی تک ہمیں ہلاک نہیں کیا ہے''...... عمران نے کہا۔ وحشی رکے بغیر ہوا میں کانٹوں والا ڈنڈا لہراتے ہوئے غصیلے لہجے میں بولتا جا رہا تھا۔

''یہ کہہ رہا ہے کہ یہ ہم سب کو ایک ساتھ نہیں بلکہ ایک ایک کر کے ہلاک کریں گے اور ہمیں ہلاک ہونے سے پہلے ان کی دی ہوئی شدید اذیتوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ یہ ہمیں پیتل کی اس گائے میں ڈال دیں گے جو اندر سے خالی ہوتی ہے۔ گائے میں ڈال کر یہ گائے کے پیٹ کے نیچے آگ لگا دیں گے تاکہ ہم گائے کے اندر جل کر ہلاک ہو جائیں گے''...... عمران نے وحشی کی مزید باتیں سن کر کہا۔

''مطلب یہ کہ اب یہ ہمارے ساتھ وہی سلوک کریں گے جس کے بارے میں آپ نے ہمیں پہلے بتا دیا تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ہمیں اپنا بدترین دشمن قرار دے رہے ہیں اور یہ اپنے



نوں کا انتہائی بھیانک حشر کرتے ہیں''...... عمران نے اثبات میں ہلا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے انہوں نے کئی وحشیوں کو ک ایسی گائے لاتے دیکھا جو پیتل کی بنی ہوئی تھی اور بے حد ی تھی۔ گائے کا منہ کھلا ہوا تھا اور اس کے منہ سے ایک بھونپو سا لا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اسی طرح گائے کے اوپر ایک بڑا سا ھکنا لگا ہوا تھا جو بند دکھائی دے رہا تھا۔ گائے کافی بھاری معلوم ورہی تھی جسے کئی وحشی اٹھا کر اس طرف لا رہے تھے۔ ان کے یچھے چند اور وحشی بھی پہیوں والی ایک گاڑی پر ایک عجیب و ریب خود ساختہ مشین لا رہے تھے جس پر بڑی بڑی دو چرخیاں ی لگی ہوئی تھیں اور ان چرخیوں پر لمبے لمبے کانٹے لگے ہوئے تھے ور اس مشین کا فریم ایسا بنا ہوا تھا کہ ایک انسان کو آسانی سے ان رخیوں پر پیٹ کے بل لٹایا جا سکتا تھا۔ ان میں سے ایک چرخی پر ڑا سا ہینڈل لگا ہوا تھا جس سے ان چرخیوں کو گھمایا جاتا تھا۔ رخیاں اور پیتل کی گائے لا کر انہوں نے سردار کے سامنے رکھ یں۔

''تو یہ ہے وہ پیتل کی گائے جس میں ڈال کر ہمیں یہ زندہ جلائیں گے اور ان چرخیوں میں ڈال کر یہ ہمارے جسموں کے ٹکڑے اُڑائیں گے''...... کیپٹن شکیل نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اذیت دینے کا یہ ان کا قدیم طریقہ ہے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

''انہوں نے ہمارے تھیلے بھی چھین لئے ہیں۔ ہمارے پا
اس وقت کوئی اسلحہ بھی نہیں ہے کہ ہم ان کا مقابلہ کرسکیں۔ ا
ہمیں جو بھی کرنا ہوگا خالی ہاتھوں ہی کرنا ہوگا''...... تنویر نے کہ
عمران نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی اس کا دھیان قبیلے کے
سردار کی جانب تھا جو اسی طرح ڈنڈا ہوا میں لہراتا ہوا بولتا چلا جار
تھا۔

''اب کیا کہہ رہا ہے یہ''...... جولیا نے پوچھا۔

''کیا کہنا ہے اس نے اپنے بے سرے راگ الاپ رہا ہے۔
کہہ رہا ہے کہ یہ ہمیں اب اس آگ کے سامنے سخت ترین اذیت
سے دوچار کرے گا اور ہمیں اپنی کلنگا دیوی کے سامنے بھینٹ دے
گا جو اس آگ میں ہی چھپی ہوئی ہے''...... عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔ سردار نے اچانک اپنے دائیں بائیں موجود وحشیوں کو
اشارہ کیا تو چار کلہاڑی بردار وحشی تیزی سے حرکت میں آئے اور
وہ چلتے ہوئے الاؤ کے نزدیک آ گئے۔ اسی لمحے دائیں طرف سے
چند وحشی ایک بڑا اور لمبا سا تختہ اٹھائے اس طرف آ گئے۔ یہ تختہ
لکڑی کا تھا اور گیلا تھا۔

وحشیوں نے تختہ لا کر آگ کے گڑھے پر اس انداز میں رکھ دیا
جو عمران اور اس کے ساتھیوں تک انہیں پہنچنے کے لئے ایک پل کا
کام دے سکتا تھا۔ چونکہ تختہ بے حد گیلا تھا اس لئے اسے فوراً آگ
نہیں لگ سکتی تھی۔ جیسے ہی وحشیوں نے آگ پر پل بنایا۔ چاروں



کلہاڑی بردار وحشی بھاگتے ہوئے انداز میں اس تختے سے ہوتے
ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس آ گئے۔

ستون پر آتے ہی وہ سب دائیں طرف گئے جہاں ہاشوگا بندھا
ہوا تھا۔ چاروں وحشیوں نے ہاشوگا کو گھیر لیا تھا۔ انہیں اپنے سامنے
دیکھ کر ہاشوگا بوکھلا گیا۔

تین وحشیوں نے اس کے جسم سے کلہاڑیاں لگا دی تھیں جبکہ
چوتھا وحشی اس کے عقب میں جا کر اس کی رسیاں کھولنا شروع ہو
گئے۔ رسیوں سے آزاد ہوتے ہی ہاشوگا نے مزاحمت کرنے کی
کوشش کی لیکن تینوں وحشیوں نے اسے اس بری طرح سے جکڑ لیا
کہ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ پھر وہ ہاشوگا کو اٹھا کر
تیزی سے تختے سے گزرتے چلے گئے۔ ہاشوگا بری طرح سے چیخ
رہا تھا لیکن بھلا اس کی چیخوں کا کسی پر کیا اثر ہوسکتا تھا۔

''عمران صاحب کچھ کریں۔ نہیں تو یہ مجھے ہلاک کر دیں
گے''۔ ہاشوگا نے چیختے ہوئے عمران سے کہا۔

''میں ان سے بات کرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔ وہ سامنے
کھڑے ہوئے دیو قامت وحشی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ چاروں وحشی
ہاچوگا کو پیتل کی گائے کی جانب لے جا رہے تھے۔

''سنو۔ کیا تم اس قبیلے کے سردار ہو''...... اچانک عمران نے تیز
آواز میں کہا تو اس کی آواز سن کر نہ صرف دیو قامت وحشی بلکہ
باقی وحشی بھی چونک پڑے۔ عمران نے ان کی ہی زبان میں ہی

بات کی تھی۔

''ہاں۔ میں اس قبیلے کا سردار ہوں۔ سردار ہانگا۔ لیکن تم ہماری زبان کیسے جانتے ہو''...... دیو قامت وحشی نے عمران کی جانب دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا وہ قدم اٹھا کر قدرے نزدیک آ گیا تھا۔

''میرا تعلق کلنگا دیوی سے ہے جس کے تم سب پجاری ہو۔ مجھے یہاں کلنگا دیوی نے بھیجا ہے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا اور کلنگا دیوی کا سن کر سردار ہانگا بری طرح سے اچھل پڑا۔

''کلنگا دیوی نے۔ اوہ اوہ۔ تم کلنگا دیوی کی بات کر رہے ہو''...... سردار ہانگا نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے میرے ان ساتھیوں کے ساتھ کلنگا دیوی نے یہاں ایک خاص مقصد کے لئے بھیجا ہے۔ میں یہاں کلنگا دیوی کی سب سے بڑی دشمن کٹانگا دیوی کو ہمیشہ کے لئے فنا کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس لئے تم میری راہ میں رکاوٹ بننے کی کوشش مت کرو ورنہ تم پر اور تمہارے قبیلے پر کلنگا دیوی کا خوفناک عذاب ٹوٹ پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''تمہیں یہاں کٹانگا دیوی کو فنا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اگر تمہارا تعلق کلنگا دیوی سے ہے اور تم اس کے سیاہ معبد سے آئے ہو تو تمہارا اس معبد میں کیا درجہ ہے اور تم کٹانگا دیوی کو کیسے فنا کر سکتے ہو۔ وہ تو سینکڑوں سالوں سے لاپتہ ہے۔ تم اسے کہاں



سے اور کیسے تلاش کرو گے''...... سردار ہانگا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''میں تمہاری تمام باتوں کا جواب دوں گا۔ تم مجھے اور میرے ساتھیوں کو آزاد کرو اور ہمیں ہمارا سامان لا دو۔ ہمارے سامان میں کٹانگا دیوی کا وہ چہرہ ہے جو آج سے سینکڑوں سال پہلے کلنگا دیوی کے پجاریوں نے اس کے منہ سے چھین لیا تھا۔ اسے دیکھ کر تمہیں یقین آ جائے گا کہ ہمارا تعلق کلنگا دیوی سے ہے اور ہم یہاں کٹانگا دیوی کو فنا کرنے کے لئے ہی آئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا کہا۔ تمہارے پاس کٹانگا دیوی کا مسکاٹ ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہاں سے ملا ہے تمہیں وہ مسکاٹ''...... سردار نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔ کٹانگا دیوی کے مسکاٹ کا سن کر اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات بھی نمایاں ہو گئے تھے جیسے کٹانگا دیوی اس کے لئے اور اس کے قبیلے والوں کے لئے موت کا دوسرا نام ہو۔

''مجھے اور میرے ساتھیوں کو آزاد کرو پھر اس معاملے میں تم سے میں کھل کر بات کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں تم پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ تمہیں اگر کلنگا دیوی نے بھیجا ہوتا تو تم اور تمہارے ساتھی اس طرح ہم پر حملہ نہ کرتے۔ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے ہمارے بے شمار وحشیوں کو ہلاک کیا

ہے۔ کلنگا دیوی ہم پر بے حد مہربان ہے۔ اس کے پجاری ہمیں اس قدر بے دردی سے نہیں ہلاک کر سکتے ہیں''...... سردار ہانگا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہم نے ان وحشیوں پر حملہ کیا تھا جنہوں نے ہم پر حملے میں پہل کی تھی۔ تمہارے کسی ساتھی نے ہم سے بات کرنے کی کوشش تک نہیں کی تھی۔ اگر وہ ہم سے بات کرتے تو ہم انہیں اپنے بارے میں بتا دیتے''...... عمران نے کہا۔

''جو بھی ہے۔ تم اگر کلنگا دیوی کے پجاری ہوتے تو تم انہیں خود پر حملہ کرنے سے روک سکتے تھے۔ بہر حال اگر تمہارا تعلق واقعی کلنگا دیوی سے ہے تو پھر تم مجھے اپنے پاس موجود کلنگا دیوی کی کوئی نشانی دکھاؤ''...... سردار ہانگا نے کہا وہ ضرورت سے زیادہ شکی مزاج معلوم ہو رہا تھا۔

''ایک بار مجھے آزاد کرو اور مجھے میرا سامان لا دو۔ میں تمہیں کلنگا دیوی کی ایک نہیں کئی نشانیاں دکھا دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''کون کون سی نشانیاں ہیں تمہارے پاس''...... سردار ہانگا نے پوچھا۔

''میرے پاس کلنگا دیوی کی طاقت کی نشانی سرخ بچھو ہے۔ دو منہ والے سرخ سانپ کا سر ہے اور اس کی سب سے بڑی نشانی میرے پاس سرخ رنگ کا وہ پتھر بھی ہے جس پر کلنگا دیوی اپنا چہرہ



ظاہر کرتی ہے''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو سردار ہانگا کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کے تاثرات بھی نمایاں ہو گئے۔

''کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ یہ سب نشانیاں ہیں تمہارے پاس''۔ سردار ہانگا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ ہم سب کو نہیں تو کم از کم مجھے آزاد کر دو اور میرے سامان والا تھیلا لا کر مجھے دے دو میں تمہیں کلنگا دیوی کی تمام نشانیاں دکھا دوں گا اور تم یہ بات بخوبی جانتے ہو کہ سرخ پتھر پر جو کلنگا دیوی کا چہرہ دیکھ لیتا ہے وہ کلنگا دیوی کا منظور نظر ہو جاتا ہے اور کلنگا دیوی اس کی طاقتوں میں ہزاروں گنا اضافہ کر دیتی ہے۔ میں تمہیں کلنگا دیوی کا چہرہ دیکھنے کا یہ موقع فراہم کر سکتا ہوں''...... عمران نے اس کے چہرے پر جوش کے تاثرات دیکھ کر کہا۔

''اوہ اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا تم مجھے واقعی کلنگا دیوی کا سرخ پتھر پر چہرہ دکھاؤ گے''...... سردار ہانگا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں۔ لیکن صرف تمہیں کیونکہ تم اس قبیلے کے سردار ہو''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ لیکن''...... سردار ہانگا نے کہا اور پھر کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن۔ لیکن کیا"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے اب بھی یقین نہیں ہو رہا ہے کہ تم کلنگا دیوی کے پجاری ہو ورنہ تمہارے ہاتھوں اور تمہارے ساتھیوں کے ہاتھوں میرے قبیلے کے وحشی اس طرح نہ مارے جاتے"...... سردار ہانگا نے کہا۔

"جو ہونا تھا ہو گیا۔ ان وحشیوں کی ہلاکت ہمارے ہی ہاتھوں لکھی گئی تھی۔ کیوں اس کا جواب تم سرخ پتھر پر نظر آنے والے کلنگا دیوی کے چہرے سے پوچھ لینا وہ خود ہی تمہیں مطمئن کر دے گی۔ اس کے علاوہ میں تم سے اور کچھ نہیں کہہ سکتا"...... عمران نے کہا تو سردار ہانگا کے چہرے پر تذبذت کے تاثرات نمایاں ہو گئے جیسے وہ اس بات کا فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔

"کلنگا دیوی کے معبد میں جو مقدس اشلوک پڑھا جاتا ہے کیا تم مجھے اس کے آخری چند الفاظ سنا سکتے ہو"...... سردار ہانگا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد عمران کی جانب شکی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر ایک زہر انگیز مسکراہٹ ابھر آئی۔

"وہ بول جس میں کلنگا دیوی نے خود کو تاریک دنیا کی رانی اور کاکار کو تاریک دنیا کا راجہ کہا ہے"...... عمران نے کہا تو سردار ہانگا کے چہرے پر بے پناہ خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ وہ عمران کی جانب ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے عمران سچ میں کسی دیوی یا



دیوتا کا بھیجا ہوا کوئی اوتار ہو۔

"ہاں۔ مجھے اس اشلوک کے وہ بول سناؤ تو مجھے تمہاری ہر بات پر یقین ہو جائے گا"...... سردار ہانگا نے کہا۔

"اس اشلوک کو سننے کے لئے تمہیں اور تمہارے سارے قبیلے کو ایک جگہ اکٹھا ہونا پڑے گا اور تم سب کو اپنی ٹانگیں گھٹنوں تک پانی میں ڈبونی پڑیں گی کیونکہ جو یہ اشلوک سنتا ہے اس کے پیر جلنا شروع ہو جاتے ہیں اور وہ زندگی بھر کے لئے اپاہج ہو جاتا ہے لیکن ان پر اس اشلوک کے سننے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا جو پانی میں کھڑے رہتے ہیں"...... عمران نے کہا تو سردار ہانگا کے چہرے پر زلزلے کے آثار ابھر آئے۔

دوسرے لمحے وہ تیزی سے زمین پر گرا اور عمران کے سامنے جھکتا چلا گیا۔ اسے اس طرح جھکتے دیکھ کر جولیا اور اس کے ساتھی حیران رہ گئے تھے۔ عمران اور سردار ہانگا کے درمیان کیا باتیں ہو رہی تھیں یہ تو وہ نہیں جانتے تھے لیکن جس انداز میں عمران سردار سے بات کر رہا تھا اس سے صاف لگ رہا تھا کہ عمران اسے شیشے میں اتارنے کی کوشش کر رہا ہے اور جب سردار ہانگا، عمران کے سامنے جھکا تو انہیں یقین ہو گیا کہ عمران نے اسے اپنی باتوں سے پوری طرح سے شیشے میں اتار لیا ہے۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ سردار ہانگا۔ تم کلنگا دیوی کے پجاری ہو اور کلنگا دیوی اپنے سوا کسی اور کے سامنے کسی کو جھکنے کی اجازت

نہیں دیتی ہے۔ اگر کلنگا دیوی کو معلوم ہوا کہ تم میرے سامنے جھکے ہو تو وہ تمہیں اسی وقت جلا کر بھسم کر دے گی''...... عمران نے کڑک دار لہجے میں کہا تو سردار ہانگا بوکھلائے ہوئے انداز میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اوہ اوہ۔ میں بھول گیا تھا۔ عظیم پجاری۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ واقعی کلنگا دیوی اپنے سوا کسی کے سامنے اپنے پجاریوں کو جھکنے کی اجازت نہیں دیتی۔ تم رکو۔ تمہاری باتیں سن کر مجھے سچ مچ یقین آ گیا ہے کہ تم کلنگا دیوی کے معبد سے آئے ہو اور اس کے بڑے پجاری ہو۔ میں تمہیں خود آزاد کرنے آ رہا ہوں۔ مجھ سے بہت بڑی بھول ہو گئی کلنگا دیوی کے عظیم پجاری کہ میں نے تمہارے ساتھ اور تمہارے ساتھیوں کے ساتھ ایسا برا سلوک کیا''...... سردار ہانگا نے تھرتھراتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے اس تختے کی طرف لپکا جس پر چڑھ کر اس کے ساتھی ہاشوگا کو کھول کر لے گئے تھے۔

''یہ سب کیا چکر ہے۔ تم آخر سردار سے کیا باتیں کر رہے ہو جو وہ تمہارے سامنے اس قدر ڈرا ڈرا اور سہا ہوا دکھائی دے رہا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی خاموش رہو''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے سردار تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ستون پر آیا اور سیدھا عمران کی جانب بڑھتا چلا گیا۔



''مجھے معاف کر دو عظیم پجاری۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے بہت بڑی بھول ہو گئی ہے جو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اس طرح پکڑ کر ہم نے یہاں باندھ دیا ہے۔ اگر ہمیں پہلے معلوم ہوتا کہ تم کلنگا دیوی کے عظیم پجاری ہو تو ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اپنے سروں پر اٹھا کر اپنے قبیلے میں لاتے اور تمہیں اس قدر عزت اور مرتبہ دیتے کہ تمہارے ساتھ ساتھ کلنگا دیوی بھی خوش ہو جاتی''...... سردار ہانگا نے عمران کے سامنے بچھ جانے ,الے انداز میں کہا۔

''یہ سب اب بھی ہو سکتا ہے۔ کھولو مجھے''...... عمران نے کہا تو سردار ہانگا عمران کے عقب میں آ گیا۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے عمران کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ رسیوں سے آزاد ہوتے ہی عمران اپنے ہاتھ مسلنے لگا۔

''ان سب کو بھی کھول دو۔ کسی کو یہاں بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم خود اپنے ہاتھوں سے ان سب کی رسیاں کھولو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ ضرور۔ میں خود کھولتا ہوں انہیں''...... سردار ہانگا نے کہا اوز پھر وہ تیزی سے جولیا کی جانب بڑھ گیا اور اس کی بندھی ہوئی رسیاں کھولنے لگا۔ جولیا کے بعد اس نے صفدر کی رسیاں کھولیں تو صفدر بھی اپنے دیر سے بندھے ہوئے ہاتھ مسلنا شروع ہو گیا۔

''بس کرو یہ دونوں اپنے ساتھیوں کو خود ہی کھول لیں گے۔ تم میرے پاس آؤ۔ مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے''۔ عمران نے کہا تو سردار ہانگا نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے عمران کے نزدیک آ گیا۔ جیسے ہی سردار عمران کے نزدیک آیا۔ عمران اس پر تیزی سے جھپٹا۔ دوسرے لمحے لمبا تڑنگا اور دیو قامت سردار ہانگا کی گردن اس کے ہاتھوں میں جکڑی ہوئی تھی۔ عمران نے اس کا ایک بازو موڑ کر اسے اپنی کمر سے لگا لیا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن پکڑ کر اس بری طرح سے پریس کر دی تھی کہ سردار ہانگا اس کے ہاتھوں بری طرح سے تڑپنا شروع ہو گیا۔

قبیلے کے وحشی حیرت اور خاموشی سے سردار اور اس اجنبی کو باتیں کرتے دیکھ رہے تھے۔ لیکن جب اجنبی نے ان کے سردار کو اپنے بازوؤں میں جکڑا تو وہ بری طرح سے اچھل پڑے اور ان میں سے کئی وحشی نیزے اور کلہاڑیاں لئے تختے کی جانب بڑھے۔

''خبردار۔ جو جہاں ہے وہیں رک جائے ورنہ میں تمہارے سردار کی گردن توڑ دوں گا''...... عمران نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے سردار ہانگا کی گردن پر بازو کا دباؤ بڑھایا تو سردار ہانگا کے منہ سے اذیت بھری چیخ نکل گئی اور وہ اس بری طرح سے تڑپنے لگا جیسے حقیقت میں اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ سردار ہانگا کو اجنبی شخص کے ہاتھوں میں اس طرح تڑپتے دیکھ کر تختے کی طرف آنے والے وحشی وہیں رک گئے۔



''اپنے ساتھیوں سے کہو کہ اگر کسی نے ہمارے قریب آنے کی کوشش کی تو تم اپنی جان سے جاؤ گے''...... عمران نے سردار ہانگا سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اس نے سردار کی گردن سے دباؤ قدرے کم کر دیا تھا تاکہ وہ قبیلے والوں کو اس طرف آنے سے منع کر سکے۔

''رک جاؤ۔ سب رک جاؤ۔ یہ مجھے ہلاک کر دے گا۔ اس کی گرفت بے حد سخت ہے۔ یہ ایک جھٹکے سے میری گردن کی ہڈی توڑ دے گا''...... دباؤ کم ہوتے ہی سردار ہانگا نے حلق کے بل چیخ کر کہا تو قبیلے کے وحشی اپنی جگہوں پر غصے اور پریشانی سے بری طرح سے بل کھا کر رہ گئے۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو عظیم پجاری۔ تم۔ تم تو کلنگا دیوی کے پجاری ہو۔ میں بھی تمہاری طرح کلنگا دیوی کا پجاری ہوں۔ ایک پجاری دوسرے پجاری کی اس طرح گردن کیسے پکڑ سکتا ہے۔ چھوڑو۔ مجھے چھوڑ دو عظیم پجاری۔ میں اور میرا قبیلہ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا شایان شان استقبال کریں گے''...... سردار ہانگا نے عمران کے بازوؤں میں بری طرح سے مچلتے ہوئے کہا۔

''پہلے اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ ہمارا سامان ہمیں لا دیں۔ ہمارا سامان ہمیں مل گیا تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ جلدی کرو ورنہ مجھے تمہاری گردن کو محض ایک جھٹکا ہی دینا پڑے گا اور تم فوراً ہلاک ہو جاؤ گے''...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

Downloaded from https://paksociety.com

''ٹھیک ہے۔ میں تمہارا سامان منگواتا ہوں۔ ابھی منگواتا ہوں۔ تت تت۔ تم میری گردن نہ توڑنا، میں میں''...... سردار ہانگا نے اسی انداز میں کہا۔

''جلدی کرو۔ منگواؤ سامان''...... عمران نے کہا تو سردار ہانگا نے چیخ چیخ کر وحشیوں کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے تھیلے لانے کا حکم دیا۔ اس کا حکم سن کر وحشی تیزی سے اپنی جھونپڑیوں کی جانب بھاگ گئے۔ کچھ ہی دیر میں وہ ان کے تھیلے لے کر واپس آ گئے۔

''گڈ۔ اب وحشیوں سے کہو کہ ہم تمہیں لے کر آ رہے ہیں اگر کسی نے ہم پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو اور کچھ ہو یا نہ ہو لیکن تم زندہ نہیں بچو گے''...... عمران نے کہا تو سردار ہانگا قبیلے والوں کو وہی کچھ کہنا شروع ہو گیا جو اس سے عمران نے کہا تھا۔

جولیا اور صفدر نے اپنے سب ساتھیوں کو رسیوں سے آزاد کر دیا تھا۔

''آگے جا کر ان سے اپنا سامان لے لو''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ سب تختے کی طرف بڑھے اور تختے سے گزرتے کر آگ کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ عمران بھی سردار ہانگا کو اسی طرح بازوؤں میں جکڑے تختے پر کھینچ کر لایا اور پھر اسے لئے ہوئے وہ ستون کی دوسری جانب آ گیا۔ اسے آتے دیکھ کر ایک بار پھر قبیلے والوں میں بے چینی دوڑنا شروع ہو



گئی تھی۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ اسی وقت عمران اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر کے ان کے ٹکڑے اُڑا کر رکھ دیتے اور عمران کی گرفت سے اپنے سردار کو بچا کر لے جاتے۔

آگے جاتے ہی جولیا اور اس کے ساتھیوں نے وحشیوں سے اپنے اپنے تھیلے لئے اور تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ ہاشوگا بھی تیزی سے ان کے قریب آ گیا تھا جسے وحشی کھول کر اذیت دینے والی پیتل کی گائے کے پاس لے گئے تھے۔ عمران نے سردار ہانگا کو کلنگا دیوی کی نشانیوں کے بارے میں بتا کر اسے احمق بنانے کی کوشش کی تھی جس میں وہ کامیاب رہا تھا۔ نشانیوں کا سن کر سردار ہانگا آسانی سے اس کے جھانسے میں آ گیا تھا اور وہ اس کی طرف دوڑا آیا تھا۔

جبکہ عمران کے پاس کلنگا دیوی کی کوئی نشانی نہیں تھی اس بات کا سردار ہانگا کو پتہ چلتا تو وہ قبیلے کے وحشیوں کے ساتھ ان پر حملہ کر دیتا اور بغیر اسلحے کے اتنے بڑے قبیلے سے مقابلہ کرنا عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے مشکل ہو جاتا۔ اسی لئے عمران نے سردار ہانگا کو اپنے پاس بلایا تھا تاکہ وہ رسیوں سے آزاد ہو سکے اور دوسرا سردار ہانگا کو اسی طرح اپنی گرفت میں لے سکے تاکہ وہ اس قبیلے کی شیطانیت سے خود بھی محفوظ رہ سکے اور اپنے ساتھیوں کو بھی محفوظ رکھ سکے۔

سردار ہانگا اس کے ہاتھوں میں اب بھی بری طرح سے مچل رہا

تھا۔ بھاری تن و توش کا مالک اور دیو قامت ہونے کے باوجود وہ عمران کے ہاتھوں سے اپنی گردن چھڑانے میں کامیاب نہیں ہو رہا تھا۔ یہ چونکہ شیطان قبیلہ تھا اور اس قبیلے کے وحشی انسانوں پر انتہائی انسانیت سوز مظالم ڈھاتے تھے اور گرفت میں آئے ہوئے انسانوں کو انتہائی بھیانک اذیتیں دے کر ہلاک کر دیتے تھے اس لئے عمران اس سارے قبیلے کو سردار ہانگا سمیت ختم کر دینا چاہتا تھا۔ لیکن اتنے بڑے قبیلے اور وہاں موجود سینکڑوں وحشیوں سے اگر وہ ٹکر لینے کی کوشش کرتا تو اسے اپنے بھی کئی ساتھیوں سے ہاتھ دھونے پڑ جاتے۔ اس لئے اس نے سردار ہانگا کو ہی اپنی گرفت میں لینا مناسب سمجھا تھا۔

''تم کہو تو ہم اس سارے قبیلے کو ختم کر دیں''...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''بہت بڑا قبیلہ ہے۔ جواب میں یہ حملہ کریں گے تو تم سب کے لئے بھی مشکل ہو جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''کچھ نہیں ہوتا۔ ہم اپنی حفاظت کرنا جانتے ہیں۔ میں کم از کم اس شیطان قبیلے کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہتا۔ تم نے سردار کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ اس کے ساتھ تم جو مرضی سلوک کرو لیکن اس قبیلے کو ہم پر چھوڑ دو۔ ہم جانیں اور یہ قبیلہ جانے''...... تنویر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب یہاں صرف گنوں سے کام نہیں چلے گا۔ یہاں میزائلوں اور بموں سے حملہ کرو تاکہ اس قبیلے کا ایک بھی وحشی



زندہ نہ بچ سکے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو اس کا مثبت جواب سن کر تنویر کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

میں اسے قبیلے سے باہر لے جاتا ہوں۔ تم قبیلے کو تباہ کر کے جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے ایف تھری پر کال کر لینا''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ انہوں نے اپنے بیگ کھول کر بیگوں سے میزائل لانچر اور راڈز بم نکال لئے تھے۔

عمران نے سردار ہانگا کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دے کر اوپر کی طرف اٹھایا اور اسے اپنی کمر پر لاد لیا۔ کمر پر لادتے ہوئے بھی اس نے سردار ہانگا کی گردن نہیں چھوڑی تھی۔ کمر پر لدنے کی وجہ سے سردار ہانگا کی گردن پر اس کے بازو کا دباؤ اور زیادہ بڑھ گیا تھا جس کی وجہ سے سردار ہانگا نے اور بری طرح سے تڑپنا شروع کر دیا تھا۔

''سنو۔ میں سردار ہانگا کو کلنگا دیوی کے حکم سے قبیلے سے باہر لے جا رہا ہوں۔ اگر تم میں سے کسی نے میرے پیچھے آنے کی کوشش کی تو تم اپنے سردار کی لاش کے سوا کچھ نہیں دیکھ سکو گے''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ اس نے دوسرے ہاتھ سے اپنے سامان والا بیگ اٹھایا اور سردار ہانگا کو اسی طرح اٹھائے تیزی سے ایک طرف بھاگتا چلا گیا۔

قبیلے والے شاید اپنے سردار کو ضرورت سے زیادہ مانتے تھے۔ اسے مصیبت میں دیکھ کر ان میں اتنی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ

وہ اس کی مدد کے لئے آگے بڑھتے۔ وہ بے چارگی سے ایک اجنبی کو اپنے سردار کو اس طرح اٹھائے بھاگتا دیکھ رہے تھے۔

عمران سردار ہانگا کو اٹھائے قبیلے سے نکل کر درختوں کے ایک جھنڈ میں آ گیا۔ ابھی وہ درختوں کے جھنڈ میں آیا ہی تھا کہ اسے دور سے تیز فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ آوازیں چونکہ قبیلے کے دوسری طرف سے آ رہی تھیں اس لئے عمران سمجھ گیا کہ پروفیسر رونالڈ اپنے مسلح ساتھیوں کو لے کر وہاں آ پہنچا ہے اور وہ اور اس کے ساتھی قبیلے پر حملہ آور ہو گئے ہیں اور پھر چند لمحوں کے بعد قبیلے سے بھی تیز فائرنگ اور زبردست دھماکوں کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں۔

عمران نے سردار ہانگا کو پلٹا کر زمین پر پٹخا تو سردار ہانگا کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ زمین پر تڑپتا ہوا یوں اچھلنے لگا جیسے اس طرح زمین پر پٹخنے کی وجہ سے اس کے جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں۔

عمران نے اسے گراتے ہی اس کے پہلو میں اڑسا ہوا خنجر کھینچ کر نکالا اور جھک کر سردار ہانگا کی گردن سے لگا دیا۔

''ہاں تو سردار ہانگا۔ اب تمہارا اور تمہارے قبیلے کا آخری وقت آ گیا ہے۔ میں چاہوں تو ابھی اور اسی وقت میں یہ خنجر تمہاری گردن پر چلا سکتا ہوں لیکن میں تمہیں ایک موقع دینا چاہتا ہوں۔ بولو۔ زندگی چاہتے ہو یا موت''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔



''زز۔ زز۔ زندگی۔ میں زندگی چاہتا ہوں عظیم پجاری۔ تت۔ تت۔ تم اس طرح میری جان کے دشمن کیوں بن گئے ہو۔ آخر تم چاہتے کیا ہو''...... سردار ہانگا نے بری طرح سے لرزتے ہوئے کہا۔

''یہ بتاؤ کہ لاہوگا قبیلہ کہاں ہے''...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''لاہوگا قبیلہ۔ وہ یہاں سے ایک ہزار نیزوں کے فاصلے پر ہے۔ مگر تم لاہوگا قبیلہ کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو''۔ سردار ہانگا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لاہوگا قبیلے کا سردار لاہوگا جانتا ہے کہ کٹانگا دیوی کا جسم جنگل کے کس حصے میں دفن ہے۔ مجھے اس کی مدد سے کٹانگا دیوی کا جسم اس کے مدفن سے نکالنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا کہا۔ لاہوگا جانتا ہے کہ کٹانگا دیوی زندہ حالت میں کہاں دفن ہے لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لاہوگا بھلا کیسے جان سکتا ہے کہ کٹانگا دیوی کہاں دفن ہے''...... سردار ہانگا نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''اس بات کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ۔ تمہارا اور لاہوگا کا آپس میں کیسا تعلق ہے۔ میں جانتا ہوں کہ جس طرح تم کلنگا دیوی کے پجاری ہو اسی طرح لاہوگا قبیلہ بھی کلنگا دیوی کا ہی پجاری ہے لیکن وہ تمہاری طرح ظالم اور بے رحم نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ لاہوگا قبیلہ بھی کلنگا دیوی کا ہی پجاری ہے۔ اسی لئے تو یہ قبیلہ ہمارے نزدیک رہنے کے باوجود ابھی تک محفوظ ہے ورنہ ہم اپنے اردگرد کسی قبیلے کو آباد ہونے کا کوئی موقع نہیں دیتے ہیں۔ کلنگا دیوی کے پجاری ہونے کی وجہ سے ہمیں اجازت نہیں ہے کہ ہم اس قبیلے کے کسی وحشی پر حملہ کر سکیں''...... سردار ہانگا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے لاہوگا قبیلے میں لے چلو ابھی''...... عمران نے کہا۔

''ٹھٹھ۔ ٹھٹھ۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہیں لاہوگا قبیلے میں پہنچا دیتا ہوں لیکن میں تمہیں قبیلے کے باہر تک لے جاؤں گا۔ میں تمہارے ساتھ قبیلے میں نہیں جاؤں گا''...... سردار ہانگا نے کہا۔

''ہاں ٹھیک ہے۔ تم مجھے اس قبیلے کے نزدیک پہنچا دو پھر میں جانوں اور میرا کام جانے''...... عمران نے کہا اور اس نے سردار ہانگا کی گردن سے خنجر ہٹا لیا۔ جیسے ہی اس نے سردار ہانگا کی گردن سے خنجر اٹھایا اسی لمحے سردار ہانگا کی ٹانگیں چلیں اور سیدھے ہوتے ہوئے عمران کے ٹھیک سینے پر پڑیں۔ عمران کے لئے یہ حملہ چونکہ خلاف توقع تھا اس لئے وہ اچھل کر زمین پر گر گیا۔

عمران کو گرتے دیکھ کر سردار ہانگا فوراً اٹھا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف دوڑ لگا دی۔ اسے دوڑتا دیکھ کر عمران تیزی سے اٹھا اور اس کا خنجر والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔



ہرے لمحے اس کے ہاتھ سے خنجر نکلا اور گولی کی سی رفتار سے ردار ہانگا کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

سردار ہانگا کے حلق سے ایک دلدوز چیخ نکلی اور وہ بھاگتے گتے اچھلا اور منہ کے بل جھاڑیوں میں گرتا چلا گیا۔ عمران کا نکا ہوا خنجر ٹھیک اس کی کمر میں جا گھسا تھا۔ اسے گرتے دیکھ کر ان بھاگ کر اس کے پاس آیا لیکن اتنی دیر میں سردار ہانگا کت ہو چکا تھا۔ اس کی کمر میں جہاں خنجر گھسا ہوا تھا وہاں سے نے والا خون نیلا نیلا سا ہو رہا تھا۔

''ہونہہ۔ لگتا ہے اس خنجر پر زہر لگا ہوا تھا جس کی وجہ سے یہ ہلاک ہو گیا ہے''...... عمران نے نیلا خون دیکھ کر منہ بناتے ئے کہا۔ سردار ہانگا اپنی حماقت کی وجہ سے مارا گیا تھا۔ اگر وہ ان کو گرا کر بھاگنے کی کوشش نہ کرتا تو شاید ابھی تک زندہ ہوتا۔ دار ہانگا نے عمران کو یہ تو بتا دیا تھا کہ لاہوگا قبیلہ وہاں سے ایک نیزوں کے فاصلے پر ہے لیکن اس نے قبیلے کی سمت نہیں بتائی ۔ عمران یہ نہیں جانتا تھا کہ لاہوگا قبیلہ کس سمت میں موجود ے۔ اس لئے اب اسے شالاق قبیلے کے کسی اور زندہ وحشی کی رت تھی جو اسے لاہوگا قبیلے تک لے جا سکے۔

قبیلے سے مسلسل فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی ۔ یوں لگتا تھا کہ ممبران کی قبیلے کے وحشیوں کے ساتھ ساتھ ر رونالڈ اور اس کے مسلح ساتھیوں سے بھی ٹھن گئی ہو۔

عمران چونکہ لاہوگا قبیلے میں اکیلا نہیں جانا چاہتا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ یہاں پڑے رہنے سے بہتر ہے کہ وہ شالاق قبیلے میں جا کر اپنے ساتھیوں کی مدد کرے۔ اس نے بیگ کھول کر اس میں سے دوسری منی میزائل گن اور مشین گن نکالی اور منی میزائل گن میں میزائل لوڈ کرنا شروع ہو گیا۔



عمران اور اس کے ساتھی ایک دبلے پتلے سیاہ فام کے ساتھ گھنے جنگل کی جانب بڑھے جا رہے تھے۔ اس سیاہ فام نے سیاہ رنگ کی شلوار پہن رکھی تھی اور اس کے جسم پر بھی سفید رنگ کی عجیب وغریب دھاریاں بنی ہوئی تھیں۔

سیاہ فام لاہوگا قبیلے کا سردار لاہوگا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے مل کر نہ صرف سارے شالاق قبیلے کو ختم کر دیا تھا بلکہ انہوں نے وہاں آنے والی اسرائیلی بلیک ایجنسی کو بھی ناکوں چنے چبوا دیئے تھے۔

قبیلے کے وحشیوں کے ساتھ عمران اور اس کے گنتی کے چند ساتھیوں نے پروفیسر رونالڈ کی بھی ساری فورس ختم کر دی تھی۔ البتہ عمران کے کہنے پر پروفیسر رونالڈ کو زندہ پکڑ لیا گیا تھا جس نے اپنے ساتھیوں کو ہلاک ہوتے دیکھ کر وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی

لیکن ہاشوگا نے اسے بھاگنے کا کوئی موقع نہیں دیا تھا اور اسے پکڑ کر اس کے سر پر مشین گن کا دستہ مار کر اسے نہ صرف بے ہوش کر دیا تھا بلکہ اس کے ہاتھ پاؤں بھی رسیوں سے باندھ دیئے تھے۔ پر[illegible]نالڈ بے ہوشی کی حالت میں ہاشوگا کے کاندھوں پر لدا ہوا تھا۔

عمران نے شالاق قبیلے کے ایک وحشی سے لاہوگا قبیلے کی طرف جانے والے راستے کا پوچھ لیا تھا اور پھر وہ سب اسی وقت لاہوگا قبیلے کی جانب روانہ ہو گئے۔ جیسے ہی وہ لاہوگا قبیلے میں پہنچے لاہوگا قبیلے کے وحشیوں نے انہیں فوراً اپنے نرغے میں لے لیا اور انہیں سردار لاہوگا کے سامنے پہنچا دیا گیا۔

عمران نے جب سردار لاہوگا کو وہاں اپنے آنے کا مقصد بتایا اور پھر اسے اپنے بیگ سے سیاہ باکس اور باکس میں موجود کٹانگا دیوی کا چہرہ دکھایا تو لاہوگا اس کی مدد کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔

سردار لاہوگا کے کہنے کے مطابق وہ واقعی اس جگہ کے بارے میں جانتا تھا جو زندہ کٹانگا دیوی کا مدفن تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ اس مدفن کا راز سینکڑوں سالوں سے نسل درنسل ہوتا ہوا اسے منتقل ہوا ہے۔ وہ اس مدفن کی حفاظت کرتے تھے تاکہ مدفن میں موجود کٹانگا دیوی کو کوئی کہیں باہر نہ لے آئے۔ سردار لاہوگا اور اس کی پشتوں نے کسی بھی حالت میں کٹانگا دیوی کو مدفن سے باہر نہ نکالے جانے کا عہد کیا ہوا تھا۔ لاہوگا سردار کو چونکہ نسل درنسل اس مدفن کا راز



معلوم ہو رہا تھا اس لئے اسے یہ بھی معلوم تھا کہ کٹانگا دیوی کو مدفن سے باہر نکالے جانے سے روکنے کے لئے کیا کرنا ہے۔ عمران چونکہ کٹانگا دیوی کو ہمیشہ کے لئے فنا کرنے کے لئے آیا تھا اور اس کے پاس کٹانگا کا چہرہ بھی موجود تھا اس لئے سردار لاہوگا نے اسے بتا دیا تھا کہ اسے اور اس کی پچھلی پشتوں کو اس مدفن کے پاس جا کر ایک خاص جاپ کرنا پڑتا تھا جس کی وجہ سے کٹانگا دیوی کو مدفن سے باہر نہیں لے جایا جا سکتا تھا۔ اس کے بعد وہ جاپ اس کا بیٹا کرتا اور یہ اس وقت تک ہوتا رہتا جب تک باہر کی دنیا سے کوئی آ کر کٹانگا دیوی کا مسکاٹ اس کے چہرے پر لگا کر اسے فنا نہ کر دیتا۔ عمران نے سردار لاہوگا سے تاریک کنویں کے بارے میں بھی پوچھا تو اس نے یہ بتا کر عمران کی پریشانی دور کر دی کہ وہ صدیوں پرانے اس تاریک کنویں کے بارے میں جانتا ہے جو کبھی کٹانگا دیوی کا ہی مسکن ہوا کرتا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایک روز لاہوگا قبیلے میں قیام کیا اور پھر اگلے روز وہ سردار لاہوگا کے ساتھ کٹانگا دیوی کے مدفن کی جانب روانہ ہو گئے۔

سردار لاہوگا انہیں جنگل کے پرپیچ راستوں سے گزارتا ہوا لے جا رہا تھا۔ راستہ بے حد دشوار گزار ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خطرناک بھی تھا۔ جگہ جگہ گہری کھائیاں اور دلدلیں موجود تھیں جن سے بچاتے ہوئے لاہوگا، عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے جا رہا

تھا۔ سارا دن مسافت کے بعد آخر کار سردار لاہوگا انہیں ایک ایسے ڈھلانی علاقے میں لے آیا جہاں زمین کا ایک قطعہ خشک اور بنجر دکھائی دے رہا تھا۔ وہاں درخت تو ضرور تھے لیکن ان پر پتے نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ زمین پر جگہ جگہ دراڑیں پڑی ہوئی تھیں اور زمین کی رنگت بھی جیسے سیاہی مائل دکھائی دے رہی تھی۔

سامنے سات بڑے بڑے درخت ایک ساتھ اگے ہوئے تھے جو دوسرے درختوں کی طرح ٹنڈ منڈ تھے۔ ٹنڈ منڈ ہونے کے باوجود ان درختوں کی ہزاروں شاخیں تھیں جو چھتریوں کی طرح چاروں طرف پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ان درختوں کے پاس ایک بڑا سا چبوترا دکھائی دے رہا تھا جس کے دائیں جانب کچھ فاصلے پر ایک پرانا کنواں دکھائی دے رہا تھا۔ اس کنویں کی حالت انتہائی خراب تھی۔ اسی طرح چبوترا بھی جگہ جگہ سے ٹوٹا ہوا تھا اور اس پر جیسے سیاہی ڈالی گئی تھی۔

عمران اور اس کے ساتھی اس چبوترے کے نزدیک آئے تو انہوں نے چبوترے کے گرد چار نیزے زمین میں گڑے ہوئے دیکھے۔ چاروں نیزے چبوترے کے کناروں پر مخصوص انداز میں گڑے ہوئے تھے۔ اوپر سے چبوترے کا منہ کسی پرانی قبر کی طرح کھلا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ لیکن اس قبر پر جیسے مکڑیوں نے جالا سا بن رکھا تھا۔ قبر کا کھلا ہوا منہ ان جالوں سے مکمل طور پر ڈھکا ہوا تھا۔



''یہ ہے کٹانگا دیوی کا مدفن۔ تمہارے پاس کٹانگا دیوی کا مسکاٹ ہے۔ اگر تمہیں کلنگا دیوی دیوی نے واقعی کٹانگا دیوی کا مسکاٹ دے کر اسے فنا کرنے کے لئے یہاں بھیجا ہے تو پھر اس نے تمہیں یہ بھی بتایا ہو گا کہ کٹانگا دیوی کا مدفن کیسے کھولنا ہے اور اسے باہر کیسے بلانا ہے''...... سردار لاہوگا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران نے اسے بھی کلنگا دیوی کے حوالے سے بتایا تھا تاکہ وہ اس کی بات پر آسانی سے یقین کر سکے۔

''ہاں میں جانتا ہوں۔ اسی لئے تو میں اپنے ساتھ مخصوص ساتھی لایا ہوں۔ ہم چھ ہیں اور تم ساتویں ہو اور یہاں سات افراد کی ہی ضرورت ہے۔ ان میں سے چار ان نیزوں کو زمین سے کھینچ کر باہر نکالیں گے۔ میرے پاس چونکہ کٹانگا دیوی کا مسکاٹ ہے اس لئے مجھے مدفن کے سامنے کھڑا رہنا پڑے گا۔ یہ لڑکی اس چبوترے کے پیچھے جا کر کھڑی ہو جائے گی۔ جب میں کٹانگا دیوی کو اس کا مسکاٹ دوں گا تو کٹانگا دیوی یہ مسکاٹ اپنے ہڈیوں بھرے چہرے پر لگانے کی کوشش کرے گی۔ اس سے پہلے کہ وہ مسکاٹ اپنے منہ پر لگا کر نئی زندگی حاصل کرے۔ میری ساتھی پیچھے سے اس کی گردن پر تلوار مار کر اس کی گردن اڑا دے گی جس سے کٹانگا دیوی کا سر کٹ کر دور جا گرے گا اور پھر تم اس کے جسم کو آگ لگا کر مدفن میں ہی جلا دو گے۔ جبکہ میں اس کے کٹے ہوئے سر کو کسی دلدل میں لے جا کر پھینک دوں گا اس طرح کٹانگا دیوی کا وجود

ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا''۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''بہت خوب۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم واقعی کٹانگا دیوی کو فنا کرنے کے لئے ہی یہاں آئے ہو اور کٹانگا دیوی کو کیسے فنا کرنا ہے اس کا طریقہ صرف کلنگا دیوی کا عظیم پجاری ہی جان سکتا ہے''...... سردار لاہوگا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ سارا طریقہ عمران کو گورے گاؤں کے گورے بابا نے بتایا تھا۔

''اب تم کچھ پیچھے ہٹ جاؤ تاکہ ہم اپنا کام شروع کر سکیں''...... عمران نے کہا تو سردار لاہوگا اثبات میں سر ہلا کر کچھ پیچھے ہٹ گیا۔

عمران نے صفدر، کیپٹن شکیل ،تنویر اور ہاشوگا کو چبوترے کے گرد گڑے ہوئے نیزوں کے پاس کھڑے ہونے کا اشارہ کیا تو ہاشوگا جس نے بے ہوش پروفیسر رونالڈ کو کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا اسے زمین پر لٹایا اور وہ چاروں نیزوں کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے نیزوں کو درمیان سے مضبوطی سے پکڑ لیا۔ عمران نے بیگ سے ایک تیز دھار تلوار جیسا چھرا نکال کر جولیا کو دے دیا۔

''جولیا تم اس چبوترے کے سرہانے کی طرف چلی جاؤ اور جیسے ہی میں اشارہ کروں تم پیچھے سے کٹانگا دیوی کی گردن پر دائیں طرف سے وار کرنا تاکہ اس کا کٹا ہوا سر بائیں طرف آ کر گرے''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران سے چھرا لے کر چبوترے کے سرہانے کی طرف بڑھ گئی اور وہاں جا کر چھرا دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔



''تم ایک مشعل جلا کر ہاتھ میں رکھو جیسے ہی کٹانگا دیوی کا سر کٹے تم جلتی ہوئی مشعل فوراً اس کے سر کٹے جسم پر پھینک دینا''۔ عمران نے سردار لاہوگا سے مخاطب ہو کر کہا جس کے ہاتھ میں ایک مشعل تھی جو وہ اپنے قبیلے سے ساتھ لایا تھا۔ ہاشوگا نے جیب سے ایک لائٹر نکالا اور اسے جلا کر سردار لاہوگا کی مشعل روشن کرنا شروع کر دی۔

شام ہو رہی تھی۔ دن کے سائے تیزی سے سمٹتے جا رہے تھے۔ عمران نے اپنے تھیلے سے کٹانگا دیوی کے چہرے والا سیاہ باکس نکالا اور چبوترے کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ جولیا چبوترے کی دوسری طرف بالکل اس کے سامنے کھڑی تھی۔ شام ہونے کی وجہ سے ان کے سائے زمین پر پڑ رہے تھے۔ جولیا جو چبوترے کے سرہانے کی طرف کھڑی تھی اس کا سایہ چبوترے سے دائیں طرف پڑ رہا تھا۔ اس سے کچھ فاصلے پر شردار لاہوگا مشعل لئے کھڑا تھا۔

عمران نے باکس کھولا اور اس میں رکھا ہوا سرخ کپڑا ہٹا کر کٹانگا دیوی کا چہرہ اوپن کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے کیپٹن شکیل، تنویر، صفدر اور ہاشوگا کو اشارہ کیا کہ وہ ایک ساتھ زمین سے نیزے نکال لیں۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر انہوں نے ایک ساتھ زمین سے نیزے کھینچ لئے جیسے ہی انہوں نے

نیزے کھینچے چبوترے پر بنی ہوئی قبر سے ایک تیز غراہٹ کی آواز سنائی دی۔

''کٹا نگا دیوی اپنے مدفن سے باہر نکلو۔ میں تمہارا مسکاٹ لے کر آ گیا ہوں۔ اپنا مسکاٹ لو اور مجھے میرا ساتھی واپس کر دو جسے تم نے اپنے پرانے مسکن تاریک کنویں میں قید کر رکھا ہے''...... عمران نے کھلی ہوئی قبر کی جانب دیکھتے ہوئے تیز آواز میں کہا۔ قبر سے ایک بار پھر تیز اور خوفناک غراہٹ کی آواز سنائی دی۔ پھر اچانک ایک شعلہ سا چمکا اور قبر پر موجود مکڑیوں کے جالے جل کر راکھ ہوتے چلے گئے۔ جیسے ہی مکڑیوں کے جال راکھ ہوئے اسی لمحے قبر میں ایک عورت کا مردہ جسم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس جسم نے سیاہ رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے چہرے پر کھال نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ آنکھوں اور ناک کی جگہ گڑھے دکھائی دے رہے تھے جبکہ اس کے بڑے بڑے اور زرد دانت اس کی ہیبت میں اور زیادہ اضافہ کر رہے تھے۔ البتہ اس مردہ عورت کے سر کے بال بے حد گھنے اور سیاہ تھے اور اس کے کانوں میں جھومر بھی لٹکتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے صرف چہرے کی ہی کھال نہیں تھی جبکہ اس کی گردن اور ہاتھ ایسے دکھائی دے رہے تھے جیسے وہ مردہ نہ ہو بلکہ کوئی زندہ جوان عورت ہو۔

''تم آ گئے۔ لاؤ۔ میرا مسکاٹ مجھے دے دو۔ لاؤ۔ جلدی لاؤ۔ یہ مسکاٹ مجھے دے دو''...... مردہ عورت نے انتہائی تیز اور غراہٹ



بھری آواز میں کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا وہ سیاہ باکس لے کر آگے بڑھا اور اس نے باکس مردہ نظر آنے والی عورت کی جانب کر دیا۔

عورت نے ہاتھ بڑھایا اور باکس سے کٹا ہوا چہرہ اٹھا لیا۔ جیسے ہی اس نے کٹا ہوا چہرہ اٹھا کر اپنے چہرے کی طرف کیا اسی لمحے اچانک ماسک جیسے کٹے ہوئے چہرے کا رنگ صاف ہوتا چلا گیا۔ وہ کسی انتہائی حسین لڑکی کا چہرہ بن گیا تھا جس کی آنکھیں نیلی اور انتہائی چمکدار تھیں۔ کٹا ہوا چہرہ ہاتھ میں لیتے ہی عورت کے حلق سے عجیب اور بے ہنگم سی آوازیں نکلنے لگیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اپنا چہرہ حاصل کر کے بے حد خوش ہو رہی ہو۔ اس بھیانک عورت کو دیکھ کر ہاشوگا کے ساتھ ساتھ سردار لاہوگا کا چہرہ بھی خوف سے زرد ہو رہا تھا جو ہاتھ میں مشعل لئے کھڑا تھا۔

مردہ نظر آنے والی عورت چند لمحے کٹے ہوئے چہرے کو دیکھتی رہی پھر اس نے اپنا ہاتھ اپنے چہرے کی جانب کرنا شروع کر دیا۔ وہ کٹا ہوا چہرہ اپنے بھیانک چہرے پر لگانے لگی تھی۔ یہ دیکھ کر عمران نے اشارے سے جولیا کو تیار رہنے کو کہا۔ جولیا نے تلوار نما چھرا دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔

کٹا نگا دیوی کا ہاتھ نہایت آہستہ آہستہ اپنے چہرے کی جانب آ رہا تھا پھر اس نے اچانک کٹا ہوا چہرہ اپنے منہ سے لگا لیا۔ جیسے ہی اس نے کٹا ہوا چہرہ اپنے منہ سے لگایا اسی لمحے عمران نے اشارہ کیا

تو جولیا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ
میں موجود تلوار جیسا چھرا ٹھیک کٹانگا دیوی کی گردن پر پڑا۔ 'کھچ'
کی تیز آواز کے ساتھ کٹانگا دیوی کا سر اس کے دھڑ سے جدا ہو کر
ہوا میں اچھلا اور دائیں طرف گرتا چلا گیا۔ کٹانگا کا کٹا ہوا سر اچھلتا
ہوا ٹھیک جولیا کے سائے پر گرا تھا جہاں جولیا کے سر کا سایہ تھا۔ کٹا
ہوا سر جولیا کی گردن اور سر کے سائے پر آ کر رکا اور ساکت ہو
گیا۔ اسی لمحے ہاشوگا بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے
جلتی ہوئی مشعل عورت کے اوپر پھینک دی۔ عورت کے لباس نے
یوں آگ پکڑ لی جیسے وہ تیل سے لتھڑا ہوا ہو۔ سر کٹتے ہی عورت
اپنی جگہ ساکت سی ہو گئی تھی۔ آگ نے تیزی سے اسے جلانا
شروع کر دیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے عورت یوں جل کر راکھ بنتی چلی
گئی جیسے وہ گوشت پوست اور ہڈیوں کی بجائے کاغذ کی بنی ہوئی
گڑیا ہو۔ اسے راکھ ہوتے دیکھ کر عمران نے ایک طویل سانس لے
کر کٹانگا دیوی کے کٹے ہوئے سر کی جانب دیکھا اور پھر وہ بری
طرح سے چونک پڑا۔ اس نے کٹانگا دیوی کا سر جولیا کے سائے پر
گرتے دیکھا تھا۔ لیکن اب وہاں سے جولیا کا سایہ غائب ہو چکا
تھا۔ عمران ابھی یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک وہاں تاریکی پھیل گئی۔

''اوہ۔ یہ کیا ہوا۔ یہ یہاں تاریکی کیوں پھیل گئی ہے''۔ عمران
نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''یہ تاریکی کٹانگا دیوی کے جسم کے فنا ہونے کی نشانی ہے عظیم



پجاری۔ تم نے کٹانگا دیوی کو صدیوں بعد آخر اس کے انجام تک
پہنچا ہی دیا ہے۔ تم عظیم ہو۔ کلنگا دیوی کے عظیم پجاری ہو۔ میں
تمہیں کلنگا دیوی کے عظیم پجاری کو سلام کرتا ہوں''...... گھپ
اندھیرے میں سردار لاہوگا کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ کیا اب یہاں اسی طرح تاریکی ہی چھائی رہے گی''۔
عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ کٹانگا کا وجود جل کر انہی اندھیروں میں گم ہو جائے گا
وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے''...... سردار لاہوگا نے کہا۔

''کیا ہم بھی یہاں روشنی نہیں کر سکتے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ اب یہاں اگر آگ جلائی جائے یا کسی اور ذریعے
سے روشنی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تب بھی اس کا کوئی فائدہ
نہیں ہو گا۔ یہ تاریکی اب کبھی نہیں چھٹے گی۔ تم اپنے ساتھیوں کو
لے کر یہاں سے واپس چلو۔ تمہارا کام پورا ہو گیا ہے۔ کٹانگا دیوی
فنا ہو گئی ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے''...... سردار لاہوگا نے کہا۔

''کیوں ساتھیو۔ کیا تم ٹھیک ہو''...... عمران نے اندھیرے میں
اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ ہم سب ٹھیک ہیں''...... عمران کو اپنے ساتھیوں کی آواز
سنائی دی تو عمران کے چہرے پر سکون آ گیا۔

عمران نے اندازے سے آگے بڑھ کر کٹانگا دیوی کا کٹا ہوا سر
اٹھایا اور اسے اسی باکس میں ڈال لیا جس میں سے اس نے کٹانگا

دیوی کو اس کا کٹا ہوا چہرہ نکال کر دیا تھا۔ پھر وہ سب سردار لاہوگا کے ہمراہ وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ہاشوگا نے بے ہوش پروفیسر رونالڈ کو کندھوں پر اٹھا لیا تھا۔

سردار لاہوگا انہیں لے کر جنگل کے ایک دوسرے حصے میں آ گیا جہاں وہ تاریک کنواں موجود تھا جو کسی زمانے میں کٹانگا دیوی کا مسکن ہوا کرتا تھا۔ کنویں کی حالت بے حد خراب تھی لیکن اس کنویں کی دیواروں میں لمبی لمبی اور مضبوط جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ عمران دل ہی دل میں معوذ تین اور مختلف آیات پڑھتا ہوا ان جھاڑیوں کو پکڑتا ہوا کنویں میں اتر گیا۔ کنویں کی تہہ میں واقعی جوزف بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔

عمران نے اسے وہاں سے اٹھایا اور پھر اسے کاندھے پر لاد کر جھاڑیاں پکڑتا ہوا کنویں سے باہر لے آیا۔ کنویں سے باہر آتے ہی جوزف کو خود بخود ہوش آ گیا۔ خود کو ایک انجان جگہ اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو وہاں دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ عمران نے اسے ساری تفصیل بتائی تو وہ اور زیادہ حیران رہ گیا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا احمقانہ انداز میں بار بار شکریہ ادا کرنا شروع ہو گیا جنہوں نے اسے شیطانی کنویں سے نکالنے کے لئے اس قدر طویل سفر کیا تھا اور کئی مصائب کا بھی سامنا کیا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی سردار لاہوگا کے ہمراہ ایک بار پھر اس کے قبیلے کی جانب چل پڑے۔ عمران نے راستے میں آنے والی



ایک دلدل میں نہ صرف وہ سیاہ باکس پھینک دیا جس میں کٹانگا دیوی کا کٹا ہوا سر موجود تھا بلکہ اس نے ہاشوگا سے کہہ کر پروفیسر رونالڈ کو بھی بے ہوشی کی ہی حالت میں دلدل میں پھینکوا دیا۔ دونوں دلدل میں گرے اور دلدل بے ہوش پروفیسر رونالڈ اور سیاہ باکس کو آہستہ آہستہ نگلتی چلی گئی۔

عمران اور اس کے ساتھی اس وقت تک دلدل کے قریب کھڑے رہے جب تک دلدل نے پروفیسر رونالڈ اور سیاہ باکس کو مکمل طور پر نہ نگل لیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک انتہائی ہنگامہ آراء اور تہلکہ خیز ناول

# ون ٹو تھری

مکمل ناول

مصنف ظہیر احمد

ون ٹو تھری ـــــ ایک ایسا پراجیکٹ جو پاکیشیا اور شوگران نے مشترکہ طور پر تیار کیا تھا۔ وہ پراجیکٹ کیا تھا ـــــ ؟

ون ٹو تھری ـــــ پراجیکٹ کی اوریجنل فائل پاکیشیا کے انتہائی فول پروف اور محفوظ سٹرانگ روم میں رکھی گئی تھی۔

بلیک مون ایجنسی ـــــ جس کے دو ایجنٹ میجر ونود اور اس کی ساتھی لیڈی ایجنٹ کیپٹن مایا اس محفوظ سٹرانگ روم میں داخل ہو گئے اور انہوں نے ون ٹو تھری پراجیکٹ کی فائل حاصل کر لی۔ مگر کیسے ـــــ ؟

عمران ـــــ جو جانتا تھا کہ کافرستان کی بلیک مون ایجنسی کے دو ذہین ایجنٹ پاکیشیا میں ون ٹو تھری پراجیکٹ کی فائل حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں لیکن پھر بھی وہ اس فائل کو ان کے ہاتھوں میں جانے سے نہیں بچا سکا ؟

جولیا ـــــ جس پر اس کے فلیٹ میں خوفناک حملہ کیا گیا اور جولیا موت کی انتہائی گہرائی میں پہنچ گئی۔ کیا واقعی ـــــ ؟

کیا ـــــ جوزف، جولیا کو موت کے منہ سے نکال کر لا سکا۔ یا ـــــ ؟

عمران اور اس کے ساتھی جب موت کا طوفان بن کر کافرستان پہنچے تو بلیک مون ایجنسی ان کے خلاف فوراً حرکت میں آ گئی اور پھر ـــــ ؟

وہ لمحہ ـــــ جب بلیک مون ایجنسی کے سربراہ کرنل سنگرام نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کا ٹاسک ٹاپ سیکشن کے میجر ارجن کو دے دیا۔

میجر ارجن ـــــ جس نے چند ہی گھنٹوں میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ لگا لیا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر موت کا طوفان بن کر ٹوٹ پڑا۔

کرنل سنگرام ـــــ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے انہیں ایک ہارڈ روم میں قید کر کے ان پر تابکاری لائٹ فائر کر دی۔

کیا عمران اور اس کے ساتھی تابکاری کے اثرات سے اذیت ناک موت کا شکار ہو گئے تھے۔ یا ـــــ ؟

وہ لمحہ ـــــ جب کرنل سنگرام، عمران اور اس کے ساتھیوں کو خود اپنے ہیڈ کوارٹر میں لے گیا۔ کیوں ـــــ ؟

وہ لمحہ ـــــ جب ریڈ لائٹ سے کافرستان کو حقیقی خطرات لاحق ہو گئے اور عمران نے کافرستان کو یقینی طور پر تباہ ہونے سے بچا لیا۔ کیوں ـــــ ؟

انتہائی تیز رفتار ٹاپ ایکشن اور مزاح سے بھرپور ایک یادگار اور انوکھا ناول۔ جو آپ کے دلوں میں ہمیشہ گھر کر لے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہنگامہ خیز ایڈونچر

# ایکشن ایجنٹس

مکمل ناول

مصنف ظہیر احمد

میجر راشد ⁂ جو پاکیشیا ملٹری سیکرٹ سروس کا ایجنٹ تھا۔ اسے سرخ مکھیوں نے ہلاک کر دیا۔ کیوں ——؟

میجر راشد ⁂ جو اپنے چار ساتھیوں کے ساتھ انتہائی اہم مشن سرانجام دے کر واپس آیا تھا۔ اس کا مشن کیا تھا——؟

میجر راشد ⁂ جو اسرائیل سے ایک اور چیز بھی اپنے ساتھ لایا تھا۔ وہ کیا چیز تھی جس کی تلاش میں اسرائیل کی ایک انتہائی خطرناک اور طاقتور تنظیم پاکیشیا پہنچ گئی تھی۔

ریڈ فلائی ⁂ اسرائیل کی ایک خوفناک تنظیم جس کا سربراہ بھی پاکیشیا میں تھا۔

ٹیرم اور جیرم ⁂ ریڈ فلائی کے دو ایجنٹ جو آندھی اور طوفان سے بھی کہیں زیادہ تیز اور خوفناک تھے۔

ٹیرم اور جیرم ⁂ جب حرکت میں آئے تو پاکیشیا میں ایک طوفان سا کھڑا ہو گیا۔ وہ کیسا طوفان تھا——؟

ٹیرم اور جیرم ⁂ جو واقعی آفت کے پرکالا تھے اور انہوں نے دانش منزل حملہ کر کے ایکسٹو کے ساتھ وہاں موجود عمران کو بھی بے بس کر دیا۔ کیا

ایکشن ایجنٹس ⁂ جنہوں نے پاکیشیا میں ہلچل مچا کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنے پیچھے لگا لیا تھا۔

ایکشن ایجنٹس ⁂ جنہوں نے صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو ہینڈ گرنیڈ مار کر ہلاک کر دیا اور پھر ——؟

کرنل ڈریمن ⁂ ریڈ فلائی کا سربراہ جو اپنے ٹارگٹس سرخ اور زہریلی مکھیوں سے ہٹ کرتا تھا۔

وہ لمحہ ⁂ جب کرنل ڈریمن نے عمران اور ٹائیگر کو بے بس کر کے ان پر سرخ مکھیاں چھوڑ دیں۔

وہ لمحہ ⁂ جب تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل کی ایکشن ایجنٹس کے ساتھ ٹھن گئی اور انہیں ایک دوسرے سے دست بدست موت کی لڑائی لڑنی پڑی۔

وہ لمحہ ⁂ جب کرنل ڈریمن، عمران کے مدِمقابل آ گیا اور پھر ان دونوں میں مارشل آرٹس کی ناقابلِ شکست فائٹ شروع ہو گئی۔

بلیک بک میں کیا تھا جس کے لئے ریڈ فلائی اور اس کے ایکشن ایجنٹس ہر طرف موت کا بازار گرم کرتے جا رہے تھے۔

عمران اور کرنل ڈریمن کے درمیان ہونے والی فائٹ کا انجام کیا ہوا۔

کیا صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل واقعی ہلاک ہو گئے تھے۔

ایک یادگار ناول جو آپ کے ذہنوں پر گہرے نقوش چھوڑ جائے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com